

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے

آئینہ رحق نما

(تحقیقی تصنیف)

سید بلال احمد کرمانی



بہلے ہوئے آہوکو، پھر سوائے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو، پھر وسعتِ صحرا دے

تحقیقی تصنیف

آئینہ حق نما

مصنف

سید بلال احمد کرمانی

﴿ فاضل دینیات / ایم۔ اے ﴾

بانی ممبر المرکز الاسلامی ومہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ

رحمت آباد، پی۔ سی۔ ڈیپو، سرینگر کشمیر

ناشر

حضرت شاہ کرمانؒ اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ

رحمت آباد، پی۔ سی۔ ڈیپو، سرینگر، کشمیر: ۱۹۰۰۱۷

موبائل نمبر: 9906680957

e-mail : kirmaniba@gmail.com

S
K
I
R
I

C جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔



آئینہ حق نما

☆	نام کتاب :	سید بلال احمد کرمانی
☆	مصنف :	ق۔ ارشاد حسین شاہ، یاری پورہ کوکام
☆	معاون خصوصی :	عبدالرؤف بٹ راحٹ، جاوید احمد جان
☆	پروف ریڈنگ و	احمد اعجاز الرحمن ٹپلو، نوا کدل سرینگر
☆	کمپیوٹر کمپوزنگ :	۲۰۱۰ء
☆	باہتمام :	گیارہ سو۔
☆	اشاعت اول :	ایک سو پچاس روپے (=150)
☆	تعداد :	
☆	قیمت :	



فہرست آئینہ حق نما

- ۱ انتساب 5
- ۲ تعارف 7
- ۳ حرفہ چند و اظہار تشکر 9
- ۴ مقدمہ 19
- ۵ تقاریظ و تاثرات
- ۱) 22
- ۲) 23
- ۳) 25
- ۴) 28
- ۵) 29
- ۶) 36
- ۷) 38

انتساب

حضرت امیر اہل سنت

قبلہ الحاج علامہ مولانا سید محمد اشرف صاحب اندرابی قادری (مدظلہ العالی) کے نام! جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہما کی اصل سے گزار کر ویوں کے سردار سیدنا غوث اعظم حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی فصل میں ڈال کر قادری نسب و نسل کے گلشن سادات اندرابیہ میں سے مہکتے پھول کی صورت میں ظاہر فرمایا۔ حضرت قبلہ نے اُن عبقری شخصیات کا دیدار کیا ہے کہ جتنے جیسا اب قیامت تک کوئی آئے گا نہیں، جو فرو نہیں، بلکہ تحریکیں تھیں..... تحریکیں نہیں..... بلکہ انقلاب تھے، جنہوں نے اپنے ظاہر و باطن کو چراغ مصطفویؐ سے روشن کر کے تاریکیوں کو اپنے سامنے پھٹکنے نہ دیا۔ جن کیلئے مولانا رومؒ یوں گویا ہوئے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

حضرت قبلہ علامہ اندرابی صاحب وہ شخصیت ہیں جو بذات خود ایک چلتی پھرتی تاریخ اور تحریک ہیں جن کا فیض آج بھی متحدہ ہند کو جاری ہے اور جن کا قلم سینکڑوں تلواروں پر بھاری ہے..... جن کا گفتار آب جاری ہے..... جن کے نفس میں انکساری ہے..... جو اس پیرانہ سالی میں بھی جذبہ جوان رکھتے ہیں اور ہم جوان سال بوڑھوں کو عزم و ہمت کا سبق پڑھا کر ہم سے روشن مستقبل کی امیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

- ۶ پیش لفظ مفتی اعظم ریاست جموں و کشمیر حضرت مولانا مفتی بشیر الدین احمد صاحب 40
- ۷ نگاہ اولین حضرت مولانا سید محمد اشرف صاحب عاصم اندرابی 43
- ۸ نظم "دعا" حضرت علامہ اقبالؒ 44
- ۹ ابتدائیہ ناموس محمد عربیؐ برہم جان بچھا اور کر دیں گے 45
- ۱۰ باب اول : کشمیر میں تاریخ آغاز اسلام 52
- ۱۱ باب دوم : اہل سنت مسلمانان کشمیر میں تشیع کے نام پر تقسیم اول 60
- ۱۲ باب سوم : اہل سنت مسلمانان کشمیر میں وہابیت کے نام پر ایک اور تقسیم 70
- ۱۳ باب چہارم : "مابعد تاریخ کا تاریک ترین باب" 116
- ۱۴ باب پنجم : کشمیر میں مفتیان دیوبند کی کھلی منافقت 223
- ۱۵ حوالہ جات مآخذ و مراجع : کتاب "امیر حق نما" 251

رباعی

از سیدی و مرشدی حضرت بشیر الدین نصیر صاحب گولڈوی

اللہ کا حرف، اول و آخر ہے
قرآن و حدیث سے یہی ظاہر ہے
توہین شریعت ہے نبی ﷺ کی توہین
توہین نبی ﷺ کا مرتکب، کافر ہے

اور

کیواڑہ کشمیر کے بزرگ سفید ریش

قبلہ حاجی عبدالاحد وانی صاحب کے نام !

جس نے اسلاف کرام کے طریقوں پر دعوت دین دینے والے نوجوانوں کیساتھ اُسوقت طائف کی یاد دلائی جب وہ کیواڑہ میں عالمی دعوتی تحریک دعوت اسلامی کے ساتھیوں کے ہمراہ مسجد میں داخل ہو کر دعوت دین دینے کے کام میں مشغول ہو گئے، تو یکایک دیوبندی مکتب فکر کے مولویوں نے تبلیغی جماعت والوں کا سہارا لیکر مسجد پر بلہ بول کر حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کو عام کرنے والے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو کافر، مرتد اور مردود کے ناموں سے یاد کیا سفید ریش بزرگ پر عیسائی ہونے کا الزام لگا کر ان پر پڑھ عوام کو اُنکے خلاف اُکسا کر سنگ باری کروائی گئی جس سے ان بلند ہمت عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کو چوٹیں آئیں ساتھ ہی مسجد شریف کی بے حرمتی بھی ہوئی، اور تو اور مہمانوں کیلئے تیار کی گئی غذا کو زمین پر پھینک کر ایسا ساں پیدا کیا گیا کہ جیسے یزید یوں نے آج پھر کشمیریوں پر بلہ بول دیا ہو۔ ۲۶ اپریل ۲۰۱۰ء کا ”ہفت روزہ چٹان“ گواہ ہے۔

اُس جور و جفا، ظلم و ستم کے بدلے

ان عاشقانِ سرور کو نین ﷺ نے اُن ستم گروں کے حق میں دعائے ہدایت فرما کر ہمارے آقا ﷺ کی اُس سنت پر عمل کیا جس کو شاعر نے کچھ اس طرح پیش کیا ہے۔

سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں

بس میں حضور پاک ﷺ کے اس سفید ریش عاشق زار کی خدمت میں فقط اتنا عرض کروں گا۔

عزم محکم ہو تو ہوتی ہیں بلائیں پسا

کتنے طوفان پلٹ دیتا ہے ساحل تنہا

اول الذکر قبلہ حضرت کی عظمت کو سلام

آخر الذکر قبلہ حضرت کی استقامت کو سلام



تعارف از ناظم الامور ”حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ“

پرویز پرواز (عالم علم)

ڈیپارٹمنٹ آف اردو کشمیر یونیورسٹی

انسان دنیا میں بہت سارے ارتقائی مراحل سے گذر کر منزل پر پہنچنے کیلئے اکثر کسی مقام پر اپنے مرحلہ ارتقاء کو ہی منزل بقاء سمجھ بیٹھتا ہے مگر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے خاندانِ عالیہ سے حساباً و نسباً وابستہ افراد کتنے ہی ارتقائی مراحل سے گذریں لیکن اپنی اصل کی تاثیر اُن سے چھوٹی نہیں کیونکہ یہ نسب، نسب خالص ہے اور خالص ہی رہے گا یہی وجہ ہے حضور اکرم ﷺ نے اپنی آل کیلئے قیامت تک یہ بشارت فرمائی کہ ”کشتی نوح کی مانند ہیں جو ان کے دامن سے وابستہ ہوا کامیاب ہے اور جو دریا پر ہوا ہلاک ہوا“ واقعی یہ حقیقت آنکھ والوں کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے یہی وجہ ہے کہ قبلہ کرمانی صاحب مدظلہ کے پیر و مرشد جناب سردار محمد لطیف بیگ صاحب علوی نقشبندی برسرِ دربار جناب قبلہ حضرت کرمانی صاحب کے بارے میں فرماتے تھے کہ ”سید صاحب کی گاڑی میں سوار ہونے والے ایسے ہی ہیں جیسے حضرت نوح کی کشتی میں سوار ہونے والے“ مولینا گلزار صاحب کالمی سے کئی بار سنا ہے کہ جب قبلہ کرمانی صاحب سے ملتے تو کہتے کہ کیا اپنی گاڑی ”کشتی نوح“ بھی لائے ہو۔ یہ شان، بے نیاز خدا تعالیٰ کی عطا کردہ شان ہے جو حضور اکرم ﷺ کی اولاد کو حاصل ہے۔ الحمد للہ موصوف اس شان کو نام و نسب کا دکھاوا کرنے کے بجائے کام کی رفتار میں جیسی رگ حمیت کو پیش پیش رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ موصوف نے جتنے بھی کام کئے وہ کام نہ رہے بلکہ عقائد اہل حق کی ترویج و تحفیظ کے دُر گراں مایہ بن گئے اللہ تعالیٰ موصوف کے اس جذبہ میں نمدید برکت عطا کرے ”حضرت شاہ کرمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ“ (SKIRI) صل میں حضرت ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے تاکہ ملت اسلامیہ کی زیادہ سے زیادہ دینی خدمت انجام دی جاسکے

اور ملت کے مشکرنو جوانوں کو ایک جگہ پر جمع کیا جائے کتاب ”آئینہ حق نما“ اسی کاوش اور فکر کا نتیجہ ہے اسکے علاوہ (SKIRI) کی طرف سے طلباء اور نو جوانوں کیلئے ایک جامع ”اسلامی تعلیم“ کی کتاب مرتب کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے ساتھ ہی کچھ مخطوطات پر بھی کام شروع ہو جایگا اور نجوم الشہابیہ کا اردو ترجمہ نشر میں اور شیخ احمد صاحب تارہ ملی کے خط کا انگریزی ترجمہ پر بھی کام شروع ہو رہا ہے امید ہے کہ ۱۴۳۲ھ میں یہ کام مکمل ہو جائیں گے انشاء اللہ۔ اس ادارہ کی ایک شورٹی ہے جس میں اکثریت طلباء کی ہے الحمد للہ سب ساتھی محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں جس کا احساس قارئین کرام کو ”آئینہ حق نما“ کا مطالعہ کرنے کے دوران بخوبی ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ قارئین کو کتاب پسند آئے گی ہاں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ اس میں جو قبلہ کرمانی صاحب نے مفتیان دیوبند کی نقاب کشائی کی ہے وہ رد عمل ہے اس آوارہ اور بے لگام قلم کے خلاف جو انکی طرف سے مسلک سواد اعظم کے خلاف اٹھایا گیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے ہم آج تک بہت کچھ سہتے رہے مگر اسکو ہماری کمزوری سے تعبیر کرتے ہوئے اب ان لوگوں کی طرف سے حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ جو جان ایمان ہے، اور غلامان مصطفیٰ ﷺ اولیاء اللہ کے متعلق نو جوان نسل میں شکوک اور شبہات کو پیدا کر کے اسلاف سے دوری پیدا کرنے کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے جو کہ ایک خطرناک مستقبل کی طرف اشارہ ہے اسلئے حال اور مستقبل کو ماضی کے عقائد حقہ سے مزین کرنے کیلئے اور ان تنگ ملت نام نہاد مولویوں کے آوارہ قلم و زبان کو لگام دینے کیلئے نشاۃ ثانیہ کی تحریک شروع ہو چکی ہے اسی سلسلے میں جناب کرمانی صاحب کی قیادت میں بھی ایک منظم اور منفرد کام انجام دیا جا رہا ہے اور یہ ہمارے لئے مقام مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی ناموس کی حفاظت کیلئے جن لیا الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ ہمیں اپنے اسلاف کے عقائد حقہ پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے اولیاء کا ملین

پرویز پرواز

خادم حضرت شاہ کرمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ،

رحمت آباد، پی۔ سی۔ ڈیپو، سرینگر، کشمیر۔ ۱۹۰۰۱

فون سیل: ۹۹۰۶۳۵۲۲۱۲

حرفے چند و اظہار تشکر

نحمدہ و نصلی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم
اما بعد!

”اصل الاصول بندگی اُس تا جوری ہے“

یہ سطور قلمبند کرتے وقت پوری وادی کشمیر میں سخت کرفیو نافذ ہے جس کی وجہ سے پوری آبادی کو اپنے گھروں کے اندر محصور کر دیا گیا ہے جنت نظیر وادی ایک بڑے جبل خانے کی نظیر پیش کر رہی ہے نیم فوجی دستے سڑکوں اور گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں چاروں طرف خاموشی ہے درجنوں ابھرتی جوانیوں کو نیم فوجی دستوں نے گولیاں مار کر درجہ شہادت پر پہنچایا۔ ایک طرف سے نہتے کشمیری عوام اپنے پیدائشی حق حصول آزادی کیلئے مزاحمت کر رہے ہیں دوسری طرف سے جدید اسلحہ سے لیس نیم فوجی دستے پوری طاقت کیساتھ نہتے عوام کو گولیوں اور آنسو گیس کے گولوں سے روکنے کی ناکام کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہاں ناکام کوشش اسلئے کیونکہ جس حق کے حصول کیلئے عوام مزاحمت کر رہے ہیں وہ انسان کا فطری اور پیدائشی حق ہے اسکو طاقت کے بل پر دبایا نہیں جاسکتا اگر طاقت سے یہ تحریک دب سکتی تو پھر سالہا سال سے مختلف ظالم و جابر حکمرانوں نے ہر دور میں مظالم کے پہاڑ توڑے مگر نہتے کشمیری عوام نے سینہ سپر ہو کر ظالموں کا غرور پیوستہ خاک کیا اور ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو شہداء نے اپنے خون سے تاریخ انسانیت میں زریں باب رقم کیا۔ پھر ۱۹۴۷ء سے آج تک بھارت نے مسلسل اپنی طاقت آزمائی لیکن نتیجتاً یہ تحریک دبنے کے بجائے ابھر رہی ہے اور ابھرے گی بھی، کیونکہ یہ تقاضائے فطرت ہے جسکو دہلی دربار والے پچھلی نصف صدی سے نہیں سمجھ پا رہے ہیں یا سمجھ کر بھی ناسمجھ بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جبری غلامی سے آزادی حاصل کرنا ہر انسان کا پیدائشی حق ہے اور تقاضائے فطرت ہے بالکل اسی طرح جس طرح آدمی کی صحت کی نشوونما کیلئے اچھی غذا، صاف و شفاف ماحول کی ضرورت ہے جسکو حاصل کرنے کیلئے آدمی اپنی پوری زندگی صرف کرتا ہے۔ حصول ضروریات زندگی کیلئے آسانی اور دشواریاں خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے دوسری بات یہ کہ اپنے لئے جینے کے

سامان کرتے کرتے آدمی بہت ساری مخلوقات کیلئے غیر محسوس طریقے سے جینے کے سامان مہیا کرتا ہے جسکو غذائی زنجیر (Food Chain) کہتے ہیں اس غذائی زنجیر کو نظام قدرت میں قانون کی حیثیت حاصل ہے اگر آپ اس غذائی زنجیر کے کسی بھی حصہ کے ساتھ چھیڑ خوانی کریں گے تو ساری کی ساری زنجیر پر اثر پڑے گا جس طرح آج پوری دنیا میں موسموں میں وہ ربط نہ رہا تو وجہ یہ ہے کہ جنگلات بے دریغ کاٹے گئے، ماحول کو گندہ کیا گیا، بہت پانی زہر بن گیا تو اس کا براہ راست اثر مخلوقات خداوندی پر پڑ رہا ہے۔ اسی طرح انسانوں کو کسی بھی نظام میں جبراً غلام رکھنا پوری انسانیت کیلئے نقصان دہ ہے اور قانون قدرت کی خلاف ورزی ہے تو تاریخ عالم میں ایسے بہت سارے شواہد موجود ہیں جہاں پر ظالم حکمران یا ظالم اقوام پر قدرت کی طرف سے سخت گرفت ہوئی ہے غرض آزادی سے رہنا، صاف و شفاف ماحول، اچھی غذائی انسانی ضروریات میں شامل ہے اور اپنی ضروریات کے حصول کیلئے انسان ایسی قوتوں کے ساتھ مزاحم ہوتا ہے جو اسکو ضروریات حاصل کرنے میں حائل ہو جائیں۔ کشمیری قوم اس وقت اسی فطری ضرورت کے حصول کیلئے بھارت کے ساتھ مزاحم ہے جو کہ بالکل فطری عمل ہے اس مزاحمت کو دبانے کیلئے ہندوستان کی طرف سے طاقت آزمائی کر کے اس تحریک مزاحمت کو دبا نا بالکل بے جا ہے۔

اس سے بھی ذرا آگے بڑھئے تو ایک اور اہم بات یہ معلوم ہو جائیگی کہ ان مذکورہ بالا فطری ضرورتوں سے بھی اہم ایک اور ضرورت ہے جو نہ صرف پیدا آئی اور فطری ہے بلکہ ازلی ہے وہ ہے ”قالوا بلی“ کی شہادت اور حفاظت۔ ہر انسان نے یوم ”الست“ میں جب وہ قالب انسانی میں ڈھلا نہ تھا، آب و آتش خاک و بادان چاروں عناصر بدنی سے آزاد تھا بشکل روح، عالم ارواح کی سیاحت کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سیاح عالم روحانی سے پوچھا تھا کہ بتا الست ہو بکم؟ کیا میں تیرا رب نہیں ہوں تو جواب میں اس اصل انسانی، حکم ربانی یعنی مکین عالم روحانی نے بلی کہہ کر رب کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا پھر اس قول بلی کے اقراری کو رب نے عناصر ربیعہ میں ڈال کر خوب صورت قالب انسانی سے گڈا کر جب زمین کی طرف روانہ کیا تو یہاں اس ”صاحب بلی“ کو شیطانی بلا سے محفوظ و مامون رکھنے کیلئے دین اسلام کا لباس فاخرہ ناسابن خدا یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے روانہ کیا گیا۔ تاریخ دنیا کے روز اول سے جس جس انسان نے یہ اسلام کا لباس فاخرہ انبیاء کرام کے ذریعے حاصل کر کے پہنا اس صاحب بلی کو رب تعالیٰ نے فانی دنیا سے

واپس بلا کر عقبی کے دار بقاء میں اپنی لقاء (دیدار) میں مشغول کر کے مقام وصل یعنی اپنی اصل پر پہنچا دینے کا وعدہ کیا ہے۔

تو گویا معلوم ہوا اچھا ماحول، پاکیزہ غذا، آزاد فضا جیسی فطری نعمتیں جس بدن کو تندرست رکھتی ہیں وہ بدن بذات خود ”قالوا بلی“ کا ازلی محافظ و ترجمان ہے جیسا کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اس بچے کو یہودی، نصرانی، مجوسی وغیرہ بناتے ہیں تو دین فطرت کیا ہے وہی جسکو اللہ تعالیٰ نے پسند فرماتے ہوئے ”اسلام“ کا نام دے دیا۔ اگر یہ نعمت اسلام بدن میں صحیح اور درست ہے تو پھر بقیہ نعمتوں کا تقاضا لازمی، ضروری اور فطری ہے اگر یہ نعمت اسلام و ایمان انسان میں نہیں ہے تو پھر بقیہ نعمتوں کا تقاضا لایعنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ازلی ضرورت کو انسانوں تک پہنچانے کیلئے انبیاء کرام کا انتظام فرمایا اس دنیا میں پیام اسلام کا فریضہ سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے انجام دیا پھر لاکھوں انبیاء کرام تشریف لاتے رہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان پاکیزہ صفت انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار اور اپنے حبیب مختار حضرت محمد ﷺ کو تاج خاتمیت پہنا کر مبعوث فرمایا آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کا اختتام فرمایا اب قیامت تک حضور پر نور ﷺ کی ہی نبوت کا سکہ چلے گا جسکو جامع الکملات حضرت شیخ یعقوب صریؒ نے اس طرح فرمایا:

ختم رسل پادشہ انبیاء خاک درش تاج سر اولیاء
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ نے اس طرح فرمایا:
اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل، ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

حضور پر نور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد کار نبوت آپ ﷺ کے صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین، اولیاء کاملین علیہم الرحمۃ والرضوان کے ذریعے ہی جاری و ساری رہا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو راہ راست پر ثابت قدم رہنے کیلئے انہی صادقین کا دامن تھامنے کا حکم فرماتا ہے، ان مقربان بارگاہ خداوندی کو انعام یافتگان کہہ کر انہی کے راستے پر چلنے کی دعائیں گنا سکھاتا ہے کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے راست طریقے سے حضور پر نور ﷺ کا دامن تھاما ہے تب سے آج تک پوری دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت انہی انعام یافتگان کے طریقوں پر چلتی آرہی

ہے۔ اسی اکثریت کو ”سواد اعظم“ کہتے ہیں اور ان کے اختیار کردہ راستے کو ”مسک اہل سنت والجماعت“ کہتے ہیں پوری چودہ سو سال تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ ہمیشہ ”سواد اعظم کو مسک اہل سنت پر ہی پائیں گے۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب النبی حدیث نمبر ۱۶۴/۳۳ نقل از ابن ماجہ بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شد شد فی النار“ حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سواد اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو اور بیشک جس نے سواد اعظم کو چھوڑا وہ تنہائی دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

غرض قالو اہلی کے تئیں اپنی وفاداری ثابت کرنے کیلئے مسک سواد اعظم اہل سنت کو اختیار کر کے مسلمانان سواد اعظم سے متعلق ہونا لازمی ہے یہی حیات انسانی کا اصل الاصول ہے۔ سرکش شیطان روز اول سے ہی مسلمانوں کو اس اصل الاصول سے دور کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چند منہی بھر سر پھروں کی طرف اس طرح مخاطب ہوتا ہے ”و من الناس من یقول اٰمنا باللہ و بالیوم الآخر و ما ہم بمؤمنین“ لوگوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ پھر آگے چل کر اس ایمان نما بے ایمان اقلیت کو یوں اللہ تعالیٰ مخاطب ہوتے ہیں ”و اذا قیل لہم آمنوا کما آمن الناس“ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح سب لوگ (یعنی اکثریت سواد اعظم) ایمان لائے تو وہ جواب دیتے ہیں ”قالوا انؤمن کما آمن السفہاء“ کیا ہم ان بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ اس طرح سواد اعظم کو یعنی اکثریت کو بے وقوف کہنے والی اس اقلیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یوں خبردار کرتا ہے ”الا انہم ہم السفہاء و لکن لا یعلمون“ ”جان لو! بے وقوف (درحقیقت) وہ خود ہیں لیکن انہیں (اپنی بے وقوفی) کا علم نہیں۔ اس طرح ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسلم نما غیر مسلموں کی بھرپور مذمت کی۔ ہاں یہ شیعہ اقلیت ہمیشہ مسلمانوں کے اندر موجود رہے گی تاکہ حضور کریم ﷺ کے غلاموں کو اپنے بے باک اور بے لاگ ایمان کو مظاہرہ کرنے کا موقع ملے۔ دانائے راز حضرت علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید
غرض مؤمنین کو کبھی کفار کیساتھ تو کبھی غار و فساد کیساتھ آمناسما کرنا پڑتا ہے اسی کی

ترجمانی دانائے راز نے یوں فرمائی :

یہ شہادت گہرہ آفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا اس بنیادی ضرورت انسانی یعنی ”قالو اہلی“ کیساتھ وفاداری یعنی مسک سواد اعظم اہل سنت کی طرف احقر بہت سارے ارتقائی مراحل سے گذر کر پہنچا الحمد للہ، اس منزل حقیقی پر پہنچنے میں اور اس پاکیزہ فکر کو اپنانے میں اگرچہ احقر کو اپنے اولوالعزم اسلاف کرام کی تعلیمات اور دعاؤں کا براہ راست دخل ہے لیکن اس میں مجذوب کرازا کا ہاتھ بھی ہے جس نے احقر کو ”نور القمر“ کر دیا مگر افسوس یہ سطور قلمبند کرتے ہوئے ”مجذوب احمد باب“ بے شمار دلوں کو سگووار بنا کر اس فانی دنیا سے ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۷ جولائی ۲۰۱۰ء سہ شنبہ (منگلوار) کو کوچ کر کے واصل بحق ہوئے ”انا للہ و انا الیہ راجعون“ میں اس مجذوب خدا مست کی عظمتوں اور بلند یوں کو سلام پیش کرتا ہوں جو اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر کے اپنی حیات ظاہری میں ہی ”مقام فنا فی اللہ“ پر براجمان ہو چکے تھے کوئی کیا سمجھے اس مقام کو یہ وہ مقام ہے جہاں عقل و خرد بھی معشوق کی محبت میں بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں پھر یہاں سے بے کم و کاست فیض بنتا ہے جس سے مردہ دلوں کو نئی حرارت ملتی ہیں لیکن ظاہراً آج وہ فیض رساں خاموش ہو گیا بقول علامہ اقبالؒ :

جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دلوں میں
محفل کا وہی ساز ہے بیگانہ مضرب

یہ بات تب دیکھنے میں آئی جب اس ”فانی فی اللہ“ کا جنازہ اٹھا تو لاکھوں سگوواروں کا ٹھانٹھاں مارتا ہوا سمندر اپنے کھن کو پر ہم آنکھوں سے آلوداں کہہ رہا تھا ان سگوواران میں آج احقر بھی تھا ساتھ میں ڈاکٹر عبدالباسط صاحب آف صورہ اور دیگر دوست احباب بھی تھے بہر حال اللہ تعالیٰ مجذوب احمد بابؒ سو پور کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور تمام متعلقین پر انکی باطنی توجہ جاری و ساری فرمائے۔ (آمین)

مجذوب احمد بابؒ کے نظر کرم کیساتھ ہی ساتھ احقر کو حضرت سردار محمد لطیف بیک علوی نقشبندیؒ (سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج سوپور) کی صحبت میسر آئی حضرت لطیف صاحب حضرت جماعت علی شاہ صاحبؒ محدث علی پوری کے خلیفہ تھے انتہائی تقویٰ شعار تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت کے مقامات عالیہ پر فائز فرمایا تھا آپ کے متعلق کیا لکھوں اور کہوں علامہ اقبالؒ بتا چکے ہیں۔

نہ پوچھان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھان کو

ید بیضاء چھپائے بیٹھے ہیں یہ آستینوں میں
یہ دربار دیکھنے کے ہیں جو سالک کے دل میں ہوتا ہے زبان مرشد اسکی ترجمانی کرتی ہے
بقول شاعر۔

در کوئے خدا بینا زان روز کہ شد گذرم از مذہب خود بینی بیزارم و بیزارم
یہ غلط خیال ہے کہ شاید یہ صالحین انسان کو رہبان بناتے ہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ
نئی گوئی کہ از عالم جدا باش بہر جائے کہ باشی با خدا باش
کے مصداق سالک کو خدا رسیدہ کر دیتے ہیں عالم سے جدا نہیں کرتے ہیں بلکہ عالم ہی میں رہ کر
سالک اپنا سودا خداوند قدوس سے کر بیٹھتا ہے یعنی سراپا وجود میں فکر "ہملی" کا انقلاب پیدا کرتا ہے
حضرات اولیاء کرام سے تعلق رکھنے کے متعلق مولینا روم فرماتے ہیں :-
گر تو پیوندی بد اداں شاہ شاہ شوی ذرہ گر بودی ولیکن مہ شوی

الحمد للہ جب سے ان حضرات نے نگاہوں سے حقائق کے جام پلا دئے ہیں دل میں
ایک عجیب سا طمینان اور روح میں چین محسوس کر رہا ہوں یہاں یہ بات بھی کہنے میں کوئی شرم محسوس
نہیں کروں گا کہ حضرت لطیف صاحب کے دربار تک پہنچانے کا احسان احقر پر جناب جاوید صاحب
ڈنگی وچ نے فرمایا حضرت لطیف صاحب کے وصال کے بعد حضرت سید پیر نصیر صاحب گولڑہ
شریف راولپنڈی نے ہاتھ تھامایہ گھر انہ تو سب کا سب اولیاء کرام کا گھر انہ ہے جتنے سرخیل قطب
وقت جناب حضرت پیر مر علی شاہ صاحب گولڑہ بڑے با کمال عالم و عارف گذرے ہیں انہی کے پڑ
پوتے حضرت پیر نصیر صاحب کا سایہ میسر ہوا لیکن شومی قسمت کہ حضرت پوری جوانی میں انتقال
کر گئے اور اس طرح متعلقین کو یتیم کر کے چھوڑا چونکہ اہل اللہ سے نسبت کی بڑی اہمیت ہے خود اللہ
تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور چچوں کیساتھ منسلک ہو کر
رہو" اسی لئے حضرت پیر نصیر صاحب کے انتقال کے بعد خانقاہ شاہ ابوالخیر چلتی قبر دہلی سے حضرت
صاحبزادہ ابوالنصر انس فاروقی صاحب مدظلہ کی بارگاہ بے کس پناہ سے سہارا ملا یہ بارگاہ حضرت مجدد
الف ثانی کے اولاد و احفاد سے آج تک آباد ہے اس بارگاہ کے متعلق اہل صفاء نے یوں فرمایا :-
"بہ دہلی رو اگر در جستجوئے آب حیوانی" اور ساتھ ہی حضرت قبلہ علامہ سید محمد اشرف صاحب اندرابی
قادری کے سایہ میں دن گزار رہا ہوں اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت اشرف صاحب اندرابی اور صاحبزادہ ابو

النصر انس فاروقی صاحب کا سایہ دراز فرمائے۔ آمین۔ ان دربار اولیاء سے متعلق ہو کر دیکھئے یہ
حالت ہو جائے گی کہ

جس قدر پیتے رہے ہم تشنگی بڑھتی گئی ہم تیرے قربان ساقی تیرے میخانے کی خیر
ہماری وادی جو صدیوں سے اولیاء کرام کا مسکن رہی ہے میں آج بھی اس پاکیزہ عقیدہ
کی مہک چہار جانب موجود ہے مگر افسوس کیساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ کچھلی چند ہائیوں سے دینی
اعتبار سے بھی یہاں حالات مخدوش ہیں ہر طرف سے مسلک سواد اعظم پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں
کہیں پر ناموس نبوت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے تو کہیں یزید کے رشتے دار ظلم یزید کو تاویلوں سے انصاف
ثابت کر کے امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین علیہ السلام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، کہیں اولیاء کرام
سے عوام کو مختلف بہانے بنا کر برگشتہ کیا جا رہا ہے کبھی مسلک سواد اعظم کیساتھ تعلق رکھنے والوں کو
مشرک کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور مسلک سواد اعظم سے ہٹ کر اپنے مکتب فکر کی ڈیڑھ اینٹ
کی الگ عبادت گاہ کو "قلعہ توحید" کا نام دیتے ہیں۔

کئی بار کوشش کی کہ اس پر قلم اٹھاؤں مگر مصروفیات آڑے آتی گئیں بالآخر ایک دن اپنے
ہی علاقہ کے ایک عزیز مكرم انجمنیر طفیل احمد گڈھا جو نہایت ہی دین دار اور مخلص نوجوان ہے نے
ایک دیوبندی فکر کے مفتی، مفتی عبدالرشید صاحب بلائہ سے اپنی ملاقات کی روداد سنائی کہ موصوف
میلاد النبی ﷺ کو بدعت، حضور ﷺ کی عظمتوں اور نبوی صفات مثلاً علم غیب، حاضر و ناظر و اختیار کا
انکار کرتا ہے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ دیوبندی لوگ کس منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جبکہ خود
انہی کے اکابر نے اس مخفی سوچ و فکر کا رد کیا ہے آخر کب تک یہ بے بنی باتوں سے نوجوانوں کو گمراہ
کرتے رہیں گے بالآخر ٹھکانہ کی کہ اس پر ایک کتاب ضرور شائع کرنی چاہئے تاکہ ان کے اس مکرو
فریب اور تقیہ پر سے ہمیشہ کیلئے پردہ اٹھ جاتا پھر مزید یہ بھی سوچا کہ کشمیر میں آغاز اسلام سے ہی
آج تک مسلمانوں کے دینی حالات کا مختصر سا جائزہ اور مختلف مراحل پر مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی
بھی مختصر تاریخ لکھوں پھر علماء دیوبند کے اس اعلان تقیہ و کتمان پر سے پردہ اٹھا کر انہی کے اکابر کی
تصنیفات کا حوالہ دیکر ذرا انکو آئینہ دکھائیں بہر حال اس کام میں احقر کہاں تک کامیاب ہوا اسکا
فیصلہ قارئین ہی کریں گے ہاں میرے لئے یہ کام کافی دشوار اور تحقیق طلب تھا جس کیلئے کافی وقت
درکار تھا خاکہ ذہن میں بننے لگا وریں اشان ۲ جنوری ۲۰۱۰ء کو گجرات احمد آباد میں اشاعت درود

کاشریف کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا اس کانفرنس کا انعقاد سر زمین حیدر آباد، دکن کے معروف عاشق رسول ﷺ جناب موسیٰ ابو خالد صدیقی صاحب نے کیا تھا جن کی زندگی کا مقصد ہی اشاعت درود شریف ہے۔ ٹھیک ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء کو سرینگر سے بذریعہ سو موگاڑی روانہ ہوا دیرات کو جموں پہنچا حسب معمول محبت گرامی قدر شیخ ظہور صاحب کے برادر اکبر جناب شیخ الطاف صاحب تو ی پل کیساتھ ہی اپنے کو اڑٹھ کے سامنے انتظار کر رہے تھے رات آرام سے بسر ہوئی فجر نماز کے بعد اور اوراد واذکار سے فارغ ہوا تو ۳۱ دسمبر کی صبح ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا گجرات کا سفر جموں سے کافی طویل ہے دو دن اور ایک رات کا سفر، طوالت سفر کے علاوہ ایک کشمیری کا تنہا سفر بھی انتہائی مشکل ہی ہوتا ہے کشمیریوں کیساتھ ماضی میں بہت سارے ایسے حادثات پیش آئے ہیں بہر کیف کسی شاعر نے ان حالات کو کچھ اس طرح پیش کیا ہے :

سفر تنہا بہر صورت عذاب جان ہوتا ہے زہے قسمت سفر میں ہم سفر دو چار ہو جائیں
ٹرین میں سوار ہوا تو خوشی ہوئی کہ میرے ساتھ آنے والے سارے سیٹ پر بانی چار مسافر بھی
اتفاقاً کشمیری ہی تھے اور وہ بھی یلٹ فوئرس کے یعنی محکمہ فائر سروس کے آفیسر (جو Disaster
Management) میں جدید تکنیک کی جانکاری حاصل کرنے کیلئے احمد آباد جا رہے تھے ان
میں مشتاق احمد شاہ صاحب بٹہ مالو سرینگر کے اور عبدالاحد صاحب، عبدالرحمان صاحب اور
عبدالرشید صاحب کپواڑہ اور اسلام آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ سفر میں بہترین ہمسفر میسر آنا انعام
خداوندی ہی تھا جس سے قلبی راحت محسوس ہوئی سفر گھریار سے دوری کی وجہ سے خلوت کا بہترین
سامان بھی میسر کرتا ہے احقر نے اس خلوت سے فائدہ اٹھانے کیلئے اس کتاب کیلئے جمع کیا ہوا مواد
بھی ساتھ ہی اٹھایا تا کہ اس کتاب پر ٹرین میں ہی یکسوئی کیساتھ لکھنا شروع کروں الحمد للہ ہم وطنوں
کی صحبت میسر آنے کے بعد اس طویل خلوت سے خوب فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کتاب کا آغاز کیا
الحمد للہ آغاز بہت اچھا ہوا یکم جنوری ۲۰۱۰ء کو قبل مغرب احمد آباد اسٹیشن آیا، اسٹیشن پر جناب موسیٰ
ابو خالد کے دست راست جناب صدیقی صاحب قبلہ، احمد آباد کے احباب کیساتھ پہلے سے منتظر
تھے ملاقات ہوئی سیدھے قیام گاہ پہنچے نماز مغرب باجماعت ادا کی صدیقی صاحب قبلہ کے حکم سے
احقر نے ہی نماز پڑھائی اگلے روز صبح سویرے مختلف ریاستوں سے آئے ہوئے مندوبین کیساتھ
مہدی نواز جنگ حال پہنچے ٹھیک نوبے کانفرنس شروع ہوئی دیکھتے ہی دیکھتے حال کچھ کچھ بھر گیا

کانفرنس کی صدارت حضرت قبلہ امین میاں صاحب مارہروی قادری مدظلہ صدر شعبہ اردو علی گڑھ
مسلم یونیورسٹی اور قیادت حضرت علامہ و مولینا عبدالستار ہمدانی (پور بندر، گجرات) نے فرمائی
کانفرنس کی خاص بات یہ تھی کہ جناب صدر صاحب کے سامنے ہی غلاف میں حضور اکرم ﷺ کے
موئے مقدس بھی موجود تھے جو علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب نے پور بندر سے خصوصی طور پر
منگوائے تھے علامہ نے حضور ﷺ کی حیات مقدسہ کو ثابت کرتے ہوئے موئے شریف کی زیارت
کراتے ہوئے دکھایا کہ موئے مقدس کو بہت سارے اور بال مبارک بھی آگ آئے ہیں ان بال
مبارک میں سے مہتمم کانفرنس جناب موسیٰ ابو خالد صاحب کو بھی حضرت ہمدانی نے ایک بال مبارک
بخشا۔ تقاریر ہونیں ہر مقرر کو بیس منٹ کا مختصر وقت تھا لیکن جناب صدر کانفرنس نے احقر پر بڑا کرم
فرمایا کہ مقررین میں سب سے زیادہ وقت کم و بیش گھنٹہ بھر تقریر کیلئے دیدیا اہلیان احمد آباد کی بے انتہا
محبت اور طلب و کچھ کر میں حیران رہ گیا اور اپنے اہلیان رحمت آباد بھی یاد آئے کہ جمعہ کے دن مسجد
رحمت میں داخل ہوتے ہی ان کی ایک نظر گھڑی کی طرف ایک نظر واعظ پر ہوتی ہے بہر حال مولینا روم
نے کیا خوب فرمایا ہے :

برسماع راست ہر کس چیر نیست طعمہ ہر مرغے انجیر نیست
احمد آباد کی اسی ”اشاعت درود شریف کانفرنس“ میں تصنیف ہذا کیلئے کافی مواد علامہ
عبدالستار ہمدانی مدظلہ نے فراہم کروایا اسکے علاوہ دعوت اسلامی سوسائٹی کے نثار بھائی نے چیر محمد
لاہوری لے لیا یہاں پر بھی کچھ مواد ملا سب کا زیر اس کرا کے اپنے ساتھ لایا اس سلسلے میں مختار
بھائی و محبوب بھائی کی اخلاص بھری خدمت تو احقر پر ایک احسان ہے غرض اپنی تصنیف کے سلسلے
میں ”اشاعت درود شریف کانفرنس“ میں شرکت سے بہت سارا مواد حاصل ہوا اسلئے اس کام کا آغاز
”حضور کریم ﷺ ہی کے کرم سے ہوا پھر دیوبند کے مختلف کتب خانوں سے بھی بذریعہ ڈاک کتب
منگائیں قارئین دوران مطالعہ ہی اس بات کو محسوس کریں گے کہ مواد جمع کرنے میں کن کن
دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہو گا مگر مسلک سواد اعظم اہل سنت کے دفاع میں ایک تحقیقی تصنیف تیار
کرنے کے جذبے نے میرے لئے ہر مشکل مرحلہ آسان کر دیا تا کہ ہم اپنے اصل الاصول یعنی
ایمان پر مضبوطی سے قائم و دائم رہیں ساتھ ہی ہمیں دین میں داخل بہرہ و پیوں کے بارے میں بھی
جانکاری حاصل ہو کیونکہ بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان :

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں اصل الاصول بندگی اس تا جو رکی ہے

میں اپنی اس تصنیف کے سلسلہ میں کسی قسم کی داد و تحسین کا متمنی بالکل نہیں ہوں ہاں میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس تحریر کے ذریعے تمام مسلمانوں کو عشق رسول ﷺ کے نقطہ اتحاد پر متحد فرمائے اور اپنے اسلاف کرام جیسا پاکیزہ ایمان اور خالص عمل کرنے اور اسلاف کے متعلق اپنے دلوں میں نفرت اور بغض پالنے سے بچاتے ہوئے اس قرآنی دعا کے سائے میں رکھے۔

”ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين

آمنوا ربنا انك الموءوف بالوعد

”اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے

میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھے۔ اے ہمارے رب! بیشک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔“

آخر پر اپنے اساتذہ کرام خصوصاً مربی من قبلہ علامہ مولانا سید محمد اشرف صاحب اندرابی مدظلہ، مولانا جاوید صاحب ڈنگی وچکاسر اپنا شکر گزار ہوں جن کے بحر علم سے یہ عاجز بھی سیراب ہوا اور صدر المرکز الاسلامی جناب الحاج غلام رسول کینو صاحب، جناب مظفر کاوسہ صاحب، جناب مظاہر حسین مصباحی صاحب، اس تصنیف کو از اول تا آخر کمپیوٹر پر تیار کرنے والے عزیز مکرّم جناب احمد اعجاز الرحمان ٹیپو صاحب و عبدالبروف راحت کے علاوہ اسلامک مشن کے اراکین خصوصاً جناب رفیع صاحب بیگ بدخشی، مظفر صاحب وفائی، شامد مخدومی صاحب، انجمن ترقی تعلیم صاحب، جاوید جان صاحب، نیر الاسلام صاحب اور ہونہار طلبہ و عزیزان من جناب ارشاد حسین شاہ، پرویز پرواز صاحب، جناب محمد عارف صوفی، پیرزادہ روحان صاحب، عمر بشیر شاہ و غلام جیلانی بارو کے علاوہ تمام معاونین کا فرداً فرداً تہ دل سے شکریہ بجا لاتا ہوں اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو حضور اقدس اکا دامن رحمت عطا فرمائے صاحب دلائل الخیرات علامہ جزولی کی اس دعا کے طفیل کہ اللہم تقبل شفاعتہ فی امتہ و استعملنا بسنتہ و توفنا علی ملتہ و احشرنا فی زموتہ و تحت لوائہ و اجعلنا من رفقائہ و اوردنا حوضہ و اسقنا بکاسہ و انفعنا بمحبتہ۔ اللہم امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

سید بلال احمد کرمانی

گلستان محبوب، رحمت آباد، پی۔ سی۔ ڈیپو،

مریٹر، کشمیر۔ ۱۹۰۰۱

مقالہ

از قلم گوہر رقم حضرت قبلہ امیر اہل سنت
علامہ مولانا سید محمد اشرف صاحب عاصم اندرابی، قادری مدظلہ العالی
سرپرست شاہ ہمدان ٹرسٹ پانچو کشمیر

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

آئینہ حق نما

یہ تحقیقی تالیف ہمارے فاضل عزیز گرامی قدر سید بلال احمد کرمانی صاحب کی مرتب کردہ ہے عزیز موصوف کو حق تعالیٰ شانہ نے حب محبوب خدا روحی فداہ ﷺ کی نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے وہ اولیاء کرام اور علماء عالمین کے سچے تبعین میں سے ہیں اور گستاخان بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا تعاقب کرنے میں ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں ان کا مرتب فرمودہ رسالہ نافعہ ”آئینہ حق نما“ اسم بامسمیٰ اور ”بقامت کہتر بقیمت بہتر“ کا بہترین نمونہ ہے اس کتاب کا موضوع کشمیر میں مسلک اہل سنت کو تقسیم کرنے والی تحریکوں کی تاریخ بیان کرنا اور ملت اسلامیہ کو ان کی اصلیت سے آگاہ کرنا ہے نیز دلیل و برہان کی روشنی میں ان کے بطلان کو واضح کرنا ہے۔ ”آئینہ حق نما“ کو مؤلف نے پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

باب اول: کشمیر میں تاریخ اسلام کا آغاز۔

باب دوم: مسلمانان اہل سنت میں تشیع کے نام سے تقسیم اول۔

باب سوئم: وہابیت کے نام سے دوسری تقسیم۔

باب چہارم: مابعد تاریخ کا تاریک ترین باب،

”کشمیر میں دیوبندی مفتیوں کی کھلی منافقت“

باب پنجم: اربعین فی شان شفیع المذنبین ﷺ۔

باب اول: کشمیر میں اسلام کے ورود مسعود کی تاریخ کو اختصار کیساتھ بیان کیا گیا

ہے۔ باب دوم میں شیعہ مذہب کی درآمد کو مختصر بیان کیا گیا ہے۔ باب سوئم میں وہابیت کے نام سے ملت مرخومہ کی دوسری تقسیم کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ اس باب میں وہابیت کے بانی ابن عبد الوہاب

نجیدی کا خروج اور ملت اسلامیہ کے سواد اعظم اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد پر ناروا تنقید اور جواز مقدس بالخصوص حرمین شریفین کے فرزند ان تو حید پر اس کے مظالم، آثار مقدسہ آقائے نامدار اور مقابر صحابہ کرام و تابعین ذوی الاحترام کے انہدام کی خوں چکاں داستان کو بیان کیا ہے اور اسکے ظہور کے وقت سے لیکر آج تک کے مسلمہ ائمہ دین و علماء کرام کے فتاویٰ و تاثرات جو اسکے ضال و مضل ہونے پر دلالت کرتے ہیں شرح و بسط کیساتھ بیان کئے گئے ہیں، باب چہارم جسے محترم کرمانی صاحب نے مابعد تاریخ کا تاریخ ترین باب نام دیا ہے اس میں کشمیر میں دور حاضر کے مفتیان دیوبند یعنی وادی کشمیر کے فارغین دارالعلوم دیوبند کی دورخی پالیسی کا پردہ چاک کر دیا ہے اور انہیں اپنے معتمد علیہ علماء اور علمی اسلاف کی تحریروں کا آئینہ دکھایا ہے تاکہ وہ اپنی اصل صورت کو پہچان لیں سچ پوچھئے تو یہ باب واقعی ایک آئینہ حق نما ہے جو ان گندم نما جو فروشوں کی اصل حقیقت کو آفتاب نصف النہار کی طرح واضح کرتا ہے کس قدر جرأت و استعجاب کا مقام ہے کہ جن باتوں پر یہ مفتیان بے توفیق بے چارے سیدھے سادھے مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں، ان کے قائل تو وہ علماء حضرات بھی ہیں جن کے سلسلہ تلمذ سے منسلک ہونے پر یہ لوگ فخر کرتے ہیں اور ان کی کرامات و فضائل و محاسن کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے لیکن فتوے صادر کرتے وقت تو حید باری تعالیٰ کے یہ ٹھیکیدار اپنوں کیلئے ایک اور دوسروں کیلئے دوسرا پیانہ رکھتے ہیں اور بزم خود قرآن حکیم اور سنت نبویہ کے مطابق ہی یہ کار خیر انجام دیتے ہیں۔ حق جل مجدہ قلندر ہندی علامہ اقبال کی قبر پر اپنی رحمت کی برچھا برسائے ان ہی ”مفت“ کے مفتیوں کے بارے میں فرما گئے ہیں:

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

کرمانی صاحب اس سے پیشتر بھی ان حضرات کی ”تحقیقات علمیہ“ کی حقیقت کی نقاب کشائی کر چکے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب ”اللہ والوں کے اسی“ قافلہ مقدسہ کے ایک شہسوار نے فتویٰ صادر فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو نبی کریم ﷺ کی وفات آیات کی تاریخ ہے اسی دن آپ ﷺ تولد بھی ہوئے اب اس دن آنے کی خوشی منائیں یا جانے کا غم؟ وغیرہا من الہفوات الوہابیہ“ اس وقت اسی عاشق رسول ﷺ سیما صفت جوان نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر مفتی صاحب مذکور کے خیال باطل کو ہباء منثورا کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ”علم غیب“ کے مسئلہ پر قلم اٹھاتے وقت یہ

لوگ کن کن واقعات سے استدلال کرتے ہیں، انہیں دیکھ کر ایک صاحب علم کو تعجب ہوتا ہے کہ ان کی تاویل اور اصطلاحی علم غیب پر تو علم سے مناسبت رکھنے والا ہر شخص بادی تامل کو رسائی حاصل ہے۔ حد یہ ہے کہ اس عقیدہ کے قریب قریب تمام مولوی اور مفتی حضرات، بزم خودنا قابل تردید دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ واقعہ ایک ملک میں حضور نبی کریم ﷺ ایک مدت تک ”پریشان“ رہے اگر انہیں علم غیب ہوتا تو فرماتے کہ ”ام المؤمنین پر منافقین جو تہمت لگاتے ہیں وہ سراسر جھوٹ ہے لیکن ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو غیب کی باتوں کا علم نہیں تھا“ نعوذ باللہ حالانکہ اپنوں کی تو بات ہی نہیں غیر مسلم سیرت نگاروں بالخصوص یورپین مستشرقین نے اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ کسی شخص کا اپنے کسی رشتہ دار خصوصاً اپنی جینیاتی بیوی کے بارے میں صفائی پیش کرنا قابل قبول نہیں ہوتا، اور علماء حق نے بھی فرمایا ہے حضور پر نور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ جل شانہ کی قسم! ہمیں اپنے اہل بیت کے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں لیکن ہم نے اپنے اللہ کی وحی کا انتظار کیا تاکہ کسی منافق کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اُسے (حضور ﷺ کو) اپنی حرم پاک کا دفاع تو کرنا ہی ہے، نیز اس واقعہ سے اُم المؤمنین کی عظمت شان اور فضیلت عظمیٰ کو بیان کرنا مقصود تھا جسے قیامت تک کیلئے سورہ نور کی آیات مبارکہ میں محفوظ کر دیا گیا ہے لیکن کس قدر بے حیا ہے وہ قوم جو اپنی قابل فخر، رفیع الشان، مہربان والدہ محترمہ پر منافقین ضالین کی لگائی گئی ناروا تہمت کو اپنے مہربان رؤف و رحیم پیغمبر اعظم ﷺ کے علم شریف کو ناقص ثابت کرنے کیلئے مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔ ”والی اللہ المشتکی“

آخری باب اربعین فی شان شفیع المذنبین۔ میں بخاری شریف حصہ اول سے ایسی چالیس احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا ہے جن سے حضور پر نور، جان عالم، شفیع معظم، نبی اکرم ارواحنا فداہ ﷺ کی رفعت شان و علو مقام، سیادت عظمیٰ و امامت کبریٰ آشکارا ہوئی ہے۔ آخر خش عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عجلالہ نافعہ میں عزیز محترم نے اس ناچیز و نا کارہ خلاق کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ ان کا حسن ظن ہے ورنہ خود میرا نظریہ اپنے بارے میں یہ ہے۔:

نہ گلہ نہ برگ سبز نہ درخت سایہ دارم ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

ناکارۂ خذلانو

سید محمد اشرف اندرابی عفی عنہ، پلوامہ

۸ رجب ۱۴۳۱ھ

تاثرات

از قلم گوہر رقم میر واعظ جنوبی کشمیر جناب علامہ مولینا جناب قاضی احمد یاسر صاحب
سربراہ جموں و کشمیر امت اسلامی، سرپرست ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، کشمیر
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے

آج سے تقریباً چار سو سال قبل سر زمین نجد میں وہابیت کی صورت میں شر و فساد کے بیج
بونے والا محمد بن عبدالوہاب نجدی جو ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۱ء میں پیدا ہوا اس کا نجدی مشن تکفیر مسلمین
اور علماء اہل سنت کا قتل عام اور توہین رسالت اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے مزارات کو گرانا تھا۔

شیخ نجدی کی بدنام زمانہ کتاب التوحید نے اہل سنت والجماعت کے ایمان و عقائد پر حملہ
کرنے کی ناپاک جسارت کی تو اسی زمانہ کے تقریباً بیالیس اکابر علماء نے اس کتاب کا رد بلیغ فرمایا
اور جب شیخ نجدی کی اسلام و سنت سوز کتاب التوحید مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاتھ لگی تو وہ فریفتہ
ہو گئے واقعہ یوں ہے کہ مولوی اسماعیل نے شیخ نجدی کی ”کتاب التوحید“ کا ترجمہ اور خلاصہ
بنام ”تقویۃ الایمان“ لکھ کر ہندوستان میں فتنہ و فساد پھیلانا شروع کیا اور لوگوں میں نجد سے آئے
ہوئے وہابی عقائد پھیلنے لگے تو دہلی میں سنی علماء نے مولوی اسماعیل کے اس خطرناک فتنہ اور ان کے
عقائد کی خرابی کا دندان شکن جواب دیا۔

موجودہ دور میں بھی کچھ لوگ انہی عقائد باطلہ پر قائم ہیں اور اسی کی ترویج و اشاعت کیلئے
دن رات کوشاں ہیں اور قرآن و حدیث کی منفقہ دلائل کا شد و مد سے انکار کرتے ہیں ”اللھم نجنا
من القوم الوهابیین“ لائق صدمبارک باد ہیں حضرت مولانا سید بلال احمد کرمانی صاحب فاضل
دینیات، ایم۔ اے، جنہوں نے اس کتاب میں وہابیت کا جنازہ نکال کر رکھ دیا میں اس کتاب مسی
بہ ”آئینہ حق نما“ کا بالاستغاب مطالعہ نہ کر سکا لیکن سرسری نظر ڈالنے پر اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ
کتاب سنی حنفی لوگوں کیلئے مفید ہے اس کو پڑھ کر اپنے ایمان و عقائد کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تکفیر یوں کرتے نہ ہوتی تیری بربادی نہ یوں رسوائیاں ہوتیں
مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کے علم و عمل میں دن و رات
چوٹی ترقی عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

دعا گو

قاضی احمد یاسر

(خدام اذہ تحقیقات اسلامی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپذیر

از حضرت علامہ مولینا پیر زادہ جاوید اقبال صاحب ڈگری وچہر فیح آباد، کشمیر

”المرء مع من احب“

”آئینہ حق نما“ تصنیف الحاج سید بلال احمد کرمانی صاحب ابقاہ اللہ حرفاً حرفاً مطالعہ کی،
الحمد للہ تصنیف واقعی تحقیقی ہے اور ہر حرف نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام، اولیاء کرام کیساتھ جناب کے
عشق و محبت اور اخلاص کا ترجمان نظر آتا ہے۔ مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں بھی محبت
نبوی ﷺ اور محبت صحابہ و اولیاء کرام میں ترقی و اضافہ محسوس کرتا ہے۔

جملہ محدثین کرام اُس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو غیب پر مطلع فرمایا گیا ہے اور
حضور ﷺ کے معجزات سے یہ امر بھی ہے کہ پوشیدہ امور اور جو کچھ ہو گا رہے سب پر آپ ﷺ کو مطلع
فرمایا گیا ہے اس سلسلے میں اتنی احادیث ہیں جن کا احاطہ کر لینا ناممکن ہے جیسا کہ حضرات محدثین
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسے فتنہ پرداز کو نہ چھوڑا جسکے ساتھی تین سو یا اُس سے زائد
ہوں۔ مگر اُن کا نام، اُسکے باپ کا نام اور اُسکے قبیلے کا نام لے کر بتایا تھا۔ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر
ائمہ حدیث نے ایسی احادیث کی تخریج کی ہے جن سے اپنے اصحاب کو رسول اللہ ﷺ نے مطلع
فرمایا تھا۔ مثلاً آپ ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ نیز حضرت علی
المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر خیر فرج ہو جائیگا۔ سراقہ کو ہجرت کے موقع پر کسریٰ کے کنگن پہننے کی
بشارت سنائی۔ بنو امیہ کی بادشاہی اور حضرت معاویہ کی حکمرانی کے بارے میں خبر دی۔ حضرت امام
مہدیؑ کی تشریف آوری کی خبر دی، حضرت علیؑ شیر خدا کی شہادت کی خبر، حضرت عثمانؓ کی شہادت کی
خبر دی نیز بھی بتادیا کہ ان کا خون اس آیہ مبارکہ پر پڑھے گا ”فسی کفیکہم اللہ“ (سورۃ البقرہ)
حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کے باہمی محاربے کی خبر بھی دی۔ قرمان کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ
جہنمی تھے حالانکہ وہ مدت سے مسلمانوں کی جماعت میں تھا۔ وہ خود کشی کر کے مرا۔ ایک جماعت
کے بارے میں فرمایا جن میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سرہؓ بن جندب بھی شامل تھا جو ان میں
سے آخر میں وفات پانے والا ہے وہ آگ کے ذریعے وفات پائے گا۔ حضرت حظلہؓ کے بارے
میں فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں لہذا ان کی بیوی سے اُس کی وجہ

پوچھو۔ اُس نے بتایا وہ جہاد کیلئے جنابت کی حالت میں نکلے تھے اور جلدی میں غسل نہیں کر سکے۔ حضرت فاطمہؓ کے متعلق فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے یہی وفات پائیں گی۔ حضرت اویس قرنیؓ کے احوال کی خبر بھی دی اس اُمت میں تیس یا چالیس کذاب کی اطلاع بھی دی جن میں چار عورتیں بھی ہوں گی۔ یہ بھی فرمایا اُس اُمت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض جس قدر رفتے پہلے زمانے میں اُٹھے یا اب اُٹھ رہے ان سب کی مذموم کوشش کا مقصد آنحضورؐ کی شان رفیع کو گھٹانا ہوتا ہے نعوذ باللہ مگر جس ذات عالی کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ "فانک باعیننا" سے فرمائے اور جس کیلئے "ورفعنا لک ذکرک" کا تاج رفیع مخصوص فرمائے۔ اُسکی شان کو کوئی نہیں گھٹا سکتا البتہ ایسے بد بخت دونوں جہانوں میں ذلت کا شکار ہوں گے ایسے بد بختوں کی کئی علامات ہیں مگر اُنکی بڑی علامت یہ ہے کہ اُنکی زبان، اُنکا قلم، اُنکا ذہن ایسے مواد کی تلاش میں رہتا ہے جس سے آپؐ کی شان رفیع میں کمی پیدا کی جاسکے۔ وہ قرآنی آیات کی تاویلات باطلہ بلکہ تحریف معنوی سے بھی نہیں چوکتے۔ وہ اپنی جہری نمازوں میں صرف ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کرتے رہتے ہیں جن سے رفعت شان محمدؐ آشکار نہ ہو ان کو صرف "انما بشر مثلكم" ہی یاد ہوتا ہے "بالمؤمنین روف رحیم" پڑھنے سے اُنکی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ وہ "عبس وقولی" تو لہجہ دار طرز سے پڑھتے ہیں، مگر اُنکی زبان پر "لعمرك انهم لفی سكرة" یا "ان الله وملكه يصلون علی النبی" یا "لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" یا "لا تقولوا راعنا" جیسی آیات نہیں آتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک امام کو سخت سزا ملنے دی کہ وہ جہری نماز میں سورہ عبس کی قرأت زیادہ کرتا تھا۔ بہر حال یہ تصنیف جب کہ ایک طرف عظمت مصطفیٰؐ کو اجاگر کر رہی ہے تو دوسری طرف عظمت مصطفیٰؐ پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی نقاب کشائی بھی کر رہی ہے دشمن کو انہی کے دلائل سے توڑنے کا یہ سخت کام جناب بلال صاحب کے جذبہ راسخ اور اخلاص کا ہی نتیجہ ہے آخر پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سید بلال احمد کرمانی صاحب کی اس سعی تبلیغ کی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

والسلام مع الاکرام

احقر پیر جاوید اقبال

ڈنگی وچھہ، رفیع آباد، بارہمولہ، تاریخ (۲۰۱۰-۲۹)

اظہار تشکر و امتنان

از عالم بے بدل، واعظ شیریں بیان

جناب علامہ مولانا مشتاق احمد خان صاحب

صدر انجمن تبلیغ الاسلام، جنوبی کشمیر

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله تبارک و تعالیٰ فالذین آمنوا به و عزروه و نصروه و اتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون۔ (الاعراف)

نکتہ سخنان را صلای عام ده از علوم امی پیغام ده

امی پاک از ہوا گفتار او شرح رمز ما غوی گفتار او

کچھ عرصہ سے وادی گلپوش میں تحریک وہابیت کے زیر اثر کئی مکاتب فکر سواد اعظم سے ہنکر قرآن و سنت سے ثابت اسلاف کے عقائد و محبت، اذکار و اوراد، ایمان و اعمال اور دیگر امور مسنونہ کو بزم خویش باطل اور من گھڑت، شرک و بدعت اور قبیح و بے اصل ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور تحریروں و تقریریں، عیاں و نہاں، خلوت و جلوت حتیٰ کہ میڈیا کے ذریعہ سے بھی اپنے عقائد باطلہ کا کھلے بندوں اظہار کر کے اپنی مذموم کوششوں سے صدیوں پرانے ورثہ میں ملے خاص اور خالص مذہبی عقاید سے مسلمانان کشمیر کو عموماً اور نوجوان نسل کو خصوصاً برگشتہ کرنے میں مصروف ہیں اور اس کیلئے قرآن و حدیث کا سہارا لے کر "ہمچو ما دیگرے نیست" کا دعویٰ کر رہے ہیں اور بڑی ڈھٹائی، دیدہ و لیری اور بے شرمی سے رفعت و عظمت مصطفیٰؐ مقام و وقار مصطفیٰؐ، کمال و جمال مصطفیٰؐ، علوم و رموز مصطفیٰؐ، اختیار و افعال مصطفیٰؐ اور آثار و تبرکات مصطفیٰؐ انکار و تحقیر کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ خود تو بے خبر ہیں ہی اور باخبر ہونے کی سعی بھی نہیں کرتے اور اُننا جدت کے نام پر توحید و رسالت کی خانہ ساز تاویلیں کرتے تھکتے بھی نہیں۔

واعظ و ستان زن افسانہ پند معنی او پست حرف او بلند

از خطیب و دیلمی گفتار او با ضعیف و شاذ و مُرسل کا راو

ہمارے ان معاصرین نے بر بنائے درہم و دینار وادی کے طول و عرض میں دارالعلوم کے نام پر تربیت کا گاہیں شروع کر دی ہیں جہاں شان رسول پاکؐ میں گستاخیاں، بے ادبیاں، طنز و استہزاء، اولیاء کرام کے روحانی کمالات، افادیت و ضروریات، اسلاف کے اذکار و عقائد سے

نحرف، سیدی امیر کبیرؒ کے دئے گئے اُوراد و اذکار سے کنارہ کشی اور مسنون وظائف و اعمال سے بدظنی اور ”جوز“ کے نام پر عشق و محبت رسول ﷺ اور صدیوں پرانے درو سوز کا توڑ سکھایا جا رہا ہے اور یہ قول فیلسوف اسلام علامہ اقبالؒ:

تنگ بر ما رہگذار دین شد است ہر لہجے راز دار دین شد است
اے کہ از اسرار دین بے گانہ بایک آئین ساز اگر فرزادہ
من شنیدم ز نباض حیات اختلاف تست مقرض حیات
اسی سازش اور کاوش کا منطقی نتیجہ ہے کہ کشمیر کے عوام بالعموم اور طبقہ نو جوانان بالخصوص جو کہ خود نہ تحقیق کے قائل ہیں اور نہ عامل نادانستہ طور پر شکاری کی نقلی بولی میں آکر شکار ہو رہا ہے اور سرعت سے بُرے اثرات قبول کرتے جا رہے ہیں اور دین فہمی کے زعم میں، توحید و سنت کی آڑ میں، اصلاح اعمال و احوال کے پردے میں دین سے برگشتہ، توحید سے خالی اور حضور جانِ رحمت ﷺ سے بے گانہ ہو رہا ہے۔

عصر ما، مارا ز ما بیگانہ کرد از جمال مصطفیٰ بیگانہ کرد
سرِ مسلم از سرِ نبی بے گانہ شد باز ایں بیت الحرم بتخانہ شد
مگر اللہ جل شانہ کا کرم، حضور رحمت عالم و عالمیاں کا ترجم، اولیاء الرحمن کا بھرم کہ پرچم حق گرا نہیں مضبوط ہوا، جہاں عشق و محبت، طریقت و معرفت کے چراغ گل کرنے والے میدان میں بھیجیں بدل کر کود پڑے وہاں مردانِ حرکی شکل میں محبت رسول ﷺ سے سرشار، حب اولیاء سے مخمور پروانے ہاتھ میں علم حق لے کر، سینہ میں سوز و ساز لے کر، زبان پر نغمہ توحید و رسالت لے کر، اولیاء الرحمن کے گن گا کر، نتائج سے بے نیاز ہو کر، خطرات سے بے پروا ہو کر، جام وحدت پلانے کی خاطر، مدنی تاجدار ﷺ پر قربان ہونے کی خاطر، اولیاء کبار بالخصوص سید السادات سالارِ عجم سیدنا امیر کبیرؒ، علمدار کشمیر، سلطان العارفینؒ اور ریشیان کشمیر کے روشن کردہ چراغ میں تیل بھرنے کی خاطر بے سروسامان ہونے کے باوجود ”مومن“ ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی“ کی رسم ادا کرنے کی خاطر میدان میں خالص زبان و علم لے کر کود پڑے اور جذباتی انداز میں کود پڑے، حکمت لے کر کود پڑے اور عشق و محبت اور عقیدت و احترام کا ہتھیار لے کر میدان میں جم گئے اور قلندر لاہوریؒ سے یوں درس حاصل کیا۔

مومن از عشق است عشق از مومن است عشق را ناممکن ما ممکن است

عقل سفاک است و او سفاک تر پاک تر چالاک تر بے پاک تر
عقل در چپاک اسباب و علل عشق چوگاں باز میدان عمل
زیر نظر کتاب ”آئینہ حق نما“ عزیز مکرم، فاضل محترم، عالم بے بدل اور نقاد بے غل سید بلال احمد کرمانی طاہرہ، بانی ممبر مرکز الاسلامی، مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ رحمت آباد، پی۔ سی۔ ڈیپو سرینگر کی تالیف لطیف اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جس میں انہوں نے وادی کشمیر کے چند نامور ”مفتیان دیوبند“ کے آئے دن کے نت نئے، بے ڈھنگے اور انوکھے فتویٰ کا جائزہ لے کر ان کے اکابرین کی آراء پیش کر کے انکے دانت کھنکھائیے ہیں حق یہ ہے کہ مولف محترم نے جس حسین پیرایہ میں حزم و احتیاط، تحقیق و تدقیق اور نقد و نظر نیز دیانت و صیانت کے ساتھ دیوبندیوں کے خرافات و وہابیات کا جواب لکھا ہے ایک آزمودہ کار، پختہ کار، ذی ہوش، تجربہ علمی والے نقاد کا جواب تنقیدی جائزہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک صحیح العقیدہ خفی راسخ الاعتقاد صوفی و صافی اور وسیع المطالعہ صاحب قلم کا جھلکتا، مہکتا، و مکتا اور چمکتا کردار ہے اور باطل پر بروقت وارا اور صحیح وقت پر صحیح اقدام ہے۔

دست بردعا ہوں کہ اللہ عز و جل مولف موصوف کی عمر عزیز میں برکت دے۔ علم و عمل عطا کرے اور قلم میں سلاست و روانی پیدا کرے اور خاتم الانبیاء، سید الاصفیاء و سند الاقطیاء، آقائے نعمت، جانِ رحمت، کانِ سخاوت، سرور انس و جان، ہادی گمراہان، مولس بے کسان، دلدار و لدادہ گان، پشت و پناہ بے چارگان حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ کے غلامان باوقاف میں شمار کرے اور اولیاء الرحمن تلامذہ المنان کے احباب میں شامل کرے اور یہ تحریریں کاوش اُن کے لئے ذخیرہ حسنات بنے اور خوابیدہ ملت کیلئے بیداری کا سامان بنے اور مسلمانان اہل سنت والجماعت کو بالخصوص اس تصنیف لطیف اور تاریخی تالیف سے مستفید اور مستفیض فرمائے۔ آمین۔

رستم کہ خار از پا کشم تحمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ را ہم دور شد

خیر اندیش

خاکپائے اولیاء و علماء حق

مشتاق احمد خان

(صدر انجمن تبلیغ الاسلام جنوبی کشمیر)

تاثرات

از جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ گنائی صاحب
مصنف کتاب ”حیۃ النبی ﷺ“ و سابق ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر، اسلام آباد، کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

جوانان سعادت مند جب کرنے پر آتے ہیں سمندر چرتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں
۱۵ جون ۲۰۱۰ء صبح دس بجے جبکہ میں اسلام آباد جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ مجھے فون پر ایک عزیز
جناب ارشاد احمد شاہ (کولگام) کہہ رہا تھا کہ مجھے آپ کے پاس ایک ضروری کام ہے آپ کہاں ملیں گے؟ میں
نے جواباً عرض کیا کہ میں ابھی اسلام آباد آ رہا ہوں وہیں پر ملاقات ہوگی خیر ملاقات ہوئی علیک سلیک کے
بعد آپ نے ایک کتاب ”آئینہ حق نما“ مؤلف جناب سید بلال احمد کرمانی فاضل دینیات،
ایم۔ اے۔ ساکن سرینگر میرے ہاتھ میں تھما دی کہ آپ (راٹم) اس پر اپنے کچھ تاثرات تحریر کرے جبکہ
آج تک جناب سید بلال احمد کرمانی سے بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی گھر پہنچ کر میں نے کتاب کا بغور مطالعہ
شروع کیا پڑھنے میں اتنا سرور آیا گویا کسی مقناطیسی چیز نے مجھے گھیر لیا انداز بیان نہایت واضح اور پرکشش
ہے واقعی اگر اس کتاب ”آئینہ حق نما“ کا دوسرا نام ”حیات النبی ﷺ“ رکھا جائے تو سب لطف نہ ہوگا کتاب
کے مطالعہ سے جناب مؤلف کے گہرے مطالعہ اور عشق رسول ﷺ کی عکاسی ہوتی ہے کہ کس عرق ریزی
اور جانفشانی سے اپنے تاریخ کے آئینے میں اہل سنت والجماعت کا کھینچا ہے اور ساتھ ہی وہابی فکر رکھنے
والی تبلیغی جماعت دیوبند اور دیگر غیر مقلدوں کا پورا پوسٹ مارٹم کیا ہے اور ساتھ ہی تحریر کیا ہے کہ کس طرح
دیوبندی اور تبلیغی جماعت والے اہل سنت والجماعت کا جھوٹا لبادہ اوڑھ کر اہل اعتقاد کو دھوکے میں ڈال کر
بعد از آں اپنا اصلی چہرہ (حقیقت) دکھاتے ہیں۔ میں مؤلف کے اس تجربہ سے سو فیصدی متفق ہوں۔

و نیاہ جاہل مزن اٹھ خاب نازس مجازس موت گو مت کوث و اتر رازس (نادم)
سید بلال صاحب نے کافی روح پرور واقعات ”حیۃ النبی ﷺ“ کے تحریر کئے ہیں جن کو پڑھ کر اہل
سنت والجماعت کے عقیدہ کو تقویت ملتی ہے اور عشق رسول ﷺ میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان حقائق کے علاوہ یہ کتاب
لڑچرک کا ایک نہایت عمدہ نمونہ ہے اور عاشقان رسول ﷺ کیلئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ (والسلام)

طالب دعا

مہر و دستخط: ڈاکٹر محمد عبداللہ گنائی

پہرہ۔ اسلام آباد، سابق صدر جموں و کشمیر یونین علیحدہ
مسلم یونیورسٹی، سابق ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر: ۲۰۱۰ء ۱۶/۶

دانش گاہ کشمیر کے ایک

ہونہار فارغ عزیز گرامی قدر جناب ق۔ ارشاد حسین صاحب (سلمہ) کے قلم گہر بار سے پھوٹی
تقریر طے تابدار

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پر مرنا عین ایمان ہے

سر مقتل بھی انکا ذکر کرنا عین ایمان ہے

جو فتنہ ملت بیضا کی بنیادوں سے مگرائے

میرے نزدیک اسکا سر کچلنا عین ایمان ہے

دین اسلام کے دین حق ہونے کی حقانیت کا واضح ثبوت یہی ہے کہ روز اول سے اسے
جن متعدد فتنوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا جن خاردار وادیوں اور پر پیچ گھاٹیوں کو سر کرنا پڑا۔
کئی دوسرے مذہب کو انکا سامنا اور واسطہ پڑنا تو پورے یقین اور جمع خاطر کیساتھ کہتا ہوں کہ وہ
حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے ہی مٹ چکا ہوتا۔ یہ محض کوئی مفروضہ یا خیال خام نہیں بلکہ ایک
روشن حقیقت ہے کہ جس طرح اس دین حق کو ہر وقت ایک بغاوت فرو ہوتے ہی دوسری بغاوتوں
کیساتھ برسر پیکار ہونا پڑا اور جن گھناؤنی سازشوں اور استعماری قوتوں کیساتھ ہمہ وقت نہرو آ رہا ہونا
پڑا کسی دوسرے مذہب میں اس کی تاب و تواں ملنی ناممکن ہے۔ لیکن دین حنیف ان تند و تیز طوفانوں
اور تاریک وادیوں میں بلند ترین مینار نور کی طرح قائم و دائم رہا۔ اسکی تجلیات نورانی تاریکیوں کا سینہ
چیرتی رہیں اور گرداب تلاطم میں ٹھنسنے سفینوں کو ساحل نجات تک پہنچاتی رہیں۔ اس تو مندی، عروج
و بلندی، فتح و نصرت اور حفظ و بقا کا سبب عظیم ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“
اور ”يُرْسِلُونَ لِطُغْيَانٍ نُورِ اللَّهِ بِأَفْوَاجِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ“ والا فرمان
عالیہ ہی ہے بقول شاعر:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

لیکن بایں ہمہ ملت اسلامیہ کی اس چودہ سو سالہ تاریخی حقیقت سے بھی مفر ممکن نہیں کہ

جب جب اشرا و اعداء نے قافلہ اسلام پر شب خون مارنے کی سازش کی اور دن دھاڑے جب اسکی بیخ کنی کے منصوبے کئے گئے تب بطن اسلام سے کوئی نہ کوئی مردِ مہر پیدا ہوتا ہی رہا جو حسینی رنگ میں رنگ کر یزیدی فوج کو لاکھ تار ہا اور جس نے ذوالفقار حیدری سے ہر سازشی جال کو تار عنکبوت کی طرح بکھیر کر آقا علیہ السلام کے اس دین کو زندہ و پائیدہ رکھا۔ گویا حفاظتِ مولیٰ جل شانہ اور مولیٰ صفاتِ فرزندِ انِ اسلام، دو ایسی عظیم قوتیں اور طاقتیں ہیں جنہوں نے اس قلعہ عظیم کو ہمیشہ اعداء سے محفوظ رکھا۔

طویل سوچ و وچار کے بعد باطل اقوام و ملل اس نتیجے پر پہنچے کہ اس قلعہ عظیم کی مضبوط ترین بنیادوں کو کمزور کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اسکی اساس اصلی میں کمزوری لائی جائے تاکہ عمارت خود بہ خود زمین پہ آگرے۔ وہ اساس اصلی کیا تھی اسکی بہترین ترجمانی قلندرِ لاہوری یوں کرتے ہیں:-

وہ فائدہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد ﷺ اُسکے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دیکے فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
اس پر یہ سب متفق ہوئے کیونکہ ”روح محمد ﷺ“ ہی وہ اساس، جو ہر اور نکتہ جہاں آفرین ہے جو مسلمان کو باطل سے ہر سطر پر نبرد آزما رکھتا ہے اور رکھ سکتا ہے اور جسکے بغیر مسلمان، مسلمان نہیں بلکہ ”راکھ کا ڈھیر“ ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے
اسی سرمایہ عظیم کو مسلمانوں سے لوٹنے اور اپنے باطل مقصد کے حصول کیلئے باطل نے کسی بھی حربہ کے استعمال میں دریغ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اپنے شاطرانہ پن کے باعث انہی میں سے کچھ کو اپنا آلہ کار بنا کر عزت و ناموسِ مصطفیٰ ﷺ پر حملے کرنے شروع کئے۔ لیکن ادھر یہ اس گھناونی حرکت میں لگ گئے ادھر ازلی پاسبانِ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ یوں گویا ہوا۔ ان الذین یو ذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلہم عذاباً مہیناً۔ (احزاب ۷۷)

انتہائی نہیں بلکہ جو اسلام شرفِ انسانیت کا علمبردار دین ہے جو اپنی اسلامی ریاست میں بسنے والے ہر مسلم اور غیر مسلم کے حقوق کا پاسبان و محافظ ہے جو کبھی بھی اس عمل کی اجازت نہیں دیتا کہ جس سے شرفِ انسانیت کو زیاں پہنچے وہی ان معصوم الدم انسانوں کو اسوقت مباح الدم قرار دیکر کفر کر دارتک پہنچانے کا متمنی بھی حکم دیتا ہے جب وہ اس ذاتِ بابرکت ﷺ کی نسبت زبانِ طعن دراز کرے اور یوں جب وہ رحمتِ الہیہ سے نکل کر لعنتِ الہی والے شبابِ عتاب کے موجب بنکر آیت ”ملعونین اینما ثقفوا أخذوا وقتلوا تقتیلوا“ (احزاب ۶۱) کے سزاوار بنتے ہیں۔

یہی سبب بنا کہ عزت و ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ملت بیضا کا فرضِ اولین قرار پایا۔ جس میں نہ تاخیر کی گنجائش رکھی گئی اور نہ ہی قضا کی حاجت۔ کیسے ہو بھی سکتا ہے کہ حضور ﷺ جانِ ایمان اور جانِ جہاں جب ٹھہرے۔

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ ان سانئیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ
اسی کا نتیجہ ہے کہ اُمت نے ہر دور میں اس عظیم فرض کو خوب نبھایا ادھر کسی مسلمہ کذاب نے ناپاک سراٹھایا تو ادھر تلوار حضرت صدیقؓ اس سر کو کچلنے کیلئے تیار تھی ادھر کوئی ذوالخویصرہ نامی بانیانِ گستاخ، شکل بد بختی میں نمودار ہوا۔ تو ادھر میانِ فاروقیؓ سے شمشیرِ عدالت چمکی۔۔۔ غرض یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ شمعِ رسالت ﷺ کے ان پروانوں، جیالوں اور متوالوں نے بادِ مخالف کو شمعِ تاباں ﷺ کے قریب آنے سے پہلے ہی راہ دکھائی۔ اس طرح تاریخ نے اُن خوش بختوں کے نام اپنے اندر محفوظ کر لئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اس سنتِ صدیقی و فاروقی کو فروغ دیکر عزت و ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کا دفاع کیا۔

اس جگہ وادی و ولایت یعنی وادی کشمیر کا تذکرہ کرنا ناگزیر بنتا ہے جہاں ماضی قریب تک ان تخریبی عناصر و عوامل کو دوام و استحکام نہ ملا، وجہ یہاں کے اولیاء و صلحاء کی محنت شاقہ تھی جسکی بدولت یہاں کے عوام و خواص میں شیفگی، وارفی با ذاتِ بابرکت ﷺ دیکھنے کو ملتی تھی۔ اس وارفی اور شوق و ذوقِ با ذاتِ مقدس ﷺ کا درس اول انہیں دربارِ امیر سے قبولیتِ اسلام کے وقت ہی ملا تھا اور جسکو

قائم و دائم رکھنے کیلئے ہر قریہ اور قصبہ میں یہاں کے انہی اولیاء، صوفیاء بشمول سادات پاک مہم الرضوان نے بھرپور انتظام کیا تھا جبکہ فیض آج تک جاری و ساری ہے لیکن اس محبت و مودت والے نظام زندگی میں اس وقت تنزل واقع ہوا جب کچھ عرصہ قبل پورے عالم اسلام کیساتھ ساتھ ہماری وادی جنت نشان کو بھی بدعقیدہ فکروں نے اپنی لپیٹ میں لیکر انتشار و خلفشار سے دوچار کر لیا نتیجہ یہ کہ یہاں کے سنی العقاید خوش اعتقاد مسلمانوں کو بھی بولہبی و بوجہلی صورتوں کا سامنا ہوا جو اگر اپنے اصل چہروں کیساتھ آتے تو پہچانا آسان ہوتا لیکن انہوں نے ”لباس خضر میں یہاں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں“ والی بات کو عملی جامہ پہنا کر یہاں کے سادہ لوح عوام کو اپنے دام فریب میں پھنسا کر انہیں دربار ولایت سے کاٹ کر کارابلیسیٹ میں شریک کر لیا اسکے نتائج کیا نکلے کہ باپ اور بیٹے کو ہی دست و گریباں ہونا پڑا۔ اس طرح انہیں آپسی سب و شتم کا مرتکب بنا کر آقا علیہ السلام کے اس فرمان ذیشان کے مصداق بنایا۔ ”لعن اخر هذه الامة اولها“ اس طرح یہ گروہ اسلاف سے انحراف فرار اور بغاوت کر کے خرقہ زلت پہنے اور مکروہ عزائم کے حصول میں کامیاب تو کیا ہوا کہ ہر قریہ اور قصبہ میں اپنے حواری تلاش کر کے بہت آگے کو نکل گیا۔

عالمی سطح پر جہاں اس گروہ کی سرکوبی کیلئے بہت سارے اقدامات کئے گئے وہیں ہماری اس وادی میں بھی اسکی بیجا ہنگامہ آرائیوں اور دجل و فریب کا پردہ فاش کرنے کیلئے علماء و صوفیاء کام آئے۔ ان علماء و صوفیاء کے غازیانہ کردار کی وجہ سے ہی اس گروہ کو میدان سے فرار ہو کر بند کوشریوں میں دم بہ بخود ہونا پڑا۔ گویا اس سرفروشانہ کوشش کی بدولت پھر سے گلستان ولایت میں عقیدت و محبت کا دور دورہ ہوا۔ لیکن بیسویں صدی کے نصف آخر میں جب وادی پر چہار جانب ظلم و ستم، جبر و استبداد و فتنہ و فجو ریزیدیت کے سائے منڈلا رہے تھے اور جب مظلوم کشمیری عوام پر ہر طرف سامراجیت کے کوڑے برس رہے تھے اور جب یہاں کی معصوم ماؤں اور بہنوں کی عصمت واد پر لگی تھی اور جب حالت یہ تھی کہ ۔

نہ چھہ وار اکان پر نہ چھہ برا ندہ دزان ٹوٹنگ

واؤس چھہ وٹان کاؤ ژہ مولوم کرکھنا

اس اضطرار اور کشمیری کی حالت کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے بدعقیدوں کے گروہ پھر سے نیت

کھاسدہ لے کر گلستان ولایت میں سرگرم عمل ہوئے تاکہ پھر سے اس گلستان میں اپنی مکر بھری دعوت کے خاردار پودے لگا سکیں۔ اس دور پر آشوب میں گلستان کی محافظت و مدافعت کیلئے اہل سنت و الجماعت کے جن مقتدر علماء نے دیوار آہن بکر صدائے حق بلند کی ان علماء حق کی اس آواز کو دبانے اور ختم کرنے کیلئے اس مخالف گروہ نے سرتوڑ کوششیں کیں حتیٰ کہ اس بے رحم و بے شرم گروہ نے انہیں جام شہادت تک پہنچانے سے بھی گریز نہیں کیا۔

طوالت سے بچتے ہوئے ہم سیدھے زمانہ حال پر آتے ہیں جس میں وادی کشمیر کو بہت سارے مسائل و مصائب کا سامنا ہے جہاں وحدت و یگانگت کی اشد ضرورت تھی لیکن اس نازک مرحلے پر بھی شیخ نجد کے یہ چیلے افتراق بین المسلمین کشمیر سے باز نہیں رہتے۔ روزمرہ تو بین آئینز اخباری بیانات ہوں یا فتویٰ (MONTHLY MAGAZINES) ہوں یا سہ ورقی کتابچے سب اسی گروہ کے کارکردگیاں ہیں جو اصل میں روح محمد ﷺ ان کے دلوں سے نکال دیا والے ابلیسی مجلس میں (Recommend) ہوئے فتوے کے تحت ہو رہا ہے۔ گویا اب یہ لوگ اتنے دریدہ و ہن بن گئے ہیں کہ اپنے سیاہ پن کو چھپانے کے بجائے تحریری صورت میں پیش کرنے سے بھی نہیں شرماتے۔

انکے اس مکروہ دھندے کو تفت ازبام کرنے کیلئے علماء اہل سنت و الجماعت بحسن و خوبی اپنا کام ماضی کی طرح تقریری میدان کے علاوہ تحریری محاذ پر بھی انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی سربراہان و سربراہان اور تحقیقی مزاج رکھنے والی شخصیات موجود ہیں جو کھرے اور کھوئے کو دودھ اور پانی کی طرح الگ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جن کی وجہ سے مخالف ایوانوں میں لرزہ طاری ہے انہی میں قبلہ حضرت سید بلال احمد کرمانی بھی ایک ہے۔ جنہوں نے موجودہ حالات میں ”آئینہ حق نما“ تصنیف کر کے کشمیری مظلوم، محکوم اور مجبور قوم کی دادرسی کیا کی کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ کی ہے حضرت کا مختصر سا تعارف اگر میں یوں کر دوں تو شاید بے جا نہ ہوگا کہ حضرت سید بلال احمد کرمانی کسی فرد واحد کا نام نہیں بلکہ تقدیس رسالت و ولایت اور سنیت کی تحریک کا نام ہے جو رحمت آباد پی۔ سی۔ ڈیپو قرواری میں ”سنیت کا ورکشاپ“ لگائے ہوئے قیام پذیر ہیں، ذوق و تجسس ہو تو خود رحمت آباد کے اس باغ رحمت کے مالی کی زیارت اور شرف صحبت سے شرف ہوں۔

حضرت کی شخصیت اور ان کی اس تصنیف جلیل پر تبصرہ تو مجھ جیسے طفل مکتب سے ممکن ہی کہاں۔ اسلئے کہ ”آئینہ حق نما“ ہی ان کا صحیح آئینہ دار ہے۔

نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
ارشاد احباء ناطق تھا

ناچار اس راہ پڑا جانا
اب جو کچھ لکھ رہا ہوں اسے پاس ادب اور تعمیل حکم سے تعبیر کیجئے۔
گر قبول افتدز ہے عز و شرف۔

غرض حضرت نے کتاب کیا لکھی کہ سنت صدیقیؐ کو پھر سے یاد دلایا کتاب سے جہاں قبلہ مصنف کا حضور علیہ السلام کے تئیں والہانہ عقیدت و محبت، تعظیم و توقیر کے جذبہ خیر کا پتہ چلتا ہے وہیں اس بات کا بھی عندیہ ملتا ہے کہ آج کے اس دور انحطاط میں بھی دین اسلام کے ایسے مخلص داعی و غازی موجود ہیں جو اپنی ہر چیز کو دوا پر لگا کر عصمت و ناموس مصطفیٰ ﷺ پر انگلی اٹھانے والوں کے ناپاک عزائم کو زمین بوس کرنے پر قادر ہیں قبلہ مصنف کشمیری عوام کے کس قدر خیر خواہ ہیں کتاب سے اس بات کا اندازہ لگانا بہت آسان ہے۔

”آئینہ حق نما“ کی موضوعی اور تحقیقی نوعیت کے حوالے سے مجھ بے بضاعت اور بے علم سے بس اتنی سی لب کشائی ممکن ہے کہ شاید تاریخ کشمیر میں اس نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس میں دلائل و براہین کیساتھ مصنف نے عہد بہ عہد کشمیر میں اتحاد المسلمین کو پارہ پارہ کرنے والے امور و معاملات اور تخریبی عناصر جیسے پیچیدہ امور کا تحلیل و تجزیہ کر کے ایسا پہلا کامیاب تجربہ کیا ہے۔

تصنیف لطیف کے تحقیقی حوالے سے یہ کہنا بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ وادی کشمیر کی سات ساڑھے سات سو سالہ جامع ترین دستاویز ہے جس میں اس قدر جامعیت و کاملیت ہے کہ بیک وقت اسکے ذریعے کشمیری سنی العقیدہ مسلمان اپنے عقیدے کا دفاع پر آسانی کر سکیں گے تو دوسری جانب اس کی بدولت اپنے آقا و موالدین ﷺ سے وفاداری کا سلیقہ سیکھ کر شان رسالت کخلاف ہونے والی ہر سازش کو کافور کرنے کا طریقہ بھی آئے گا۔ تصنیف جلیل کا فوری فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اپنا رشتہ پھر سے اپنے اسلاف کرام سے استوار کرنے پر آمادہ ہو کر اس وعید شدید سے بچنے کی کوشش کریں

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا
اور پھر سے یوں نالہ کش ہونے پر مجبور ہو گئے۔

شراب کہن پھر پلا ساقیا وہی جام گردش میں لاساقیا
مختصر آہ کہ ”آئینہ حق نما“ جو ان حق، طالبان علم نبوت اور متلاشیان راہ ہدایت کو ایمانی، ایقانی، عرفانی لذت و حلاوت اور روحانی بالیدگی سے سرشار اور مضل و منکر کی جت و عناد کی دیواروں کو منہدم کرنے کی برہان و حجت عظیم ہے۔ گویا قلم دانش سے دانش برہانی کے سوتے پھوٹ کر حق نمائی کی پوری حق ادائی ہوئی ہے۔ جزاک اللہ۔

رَبِّ جلیل استاذی من کی اس سعی جمیل، جرأت مندانه اقدام اور مجاہدانہ کوشش کو شرف قبولیت بخش کر اپنے حبیب لیبیب ﷺ کی رضامندی اور خوشنودی کا سامان بنادے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

حرمت دین محمد ﷺ کے نگہبانو! اٹھو شعلہ سامانی دکھاؤ، شعلہ سامانوا! اٹھو
تم ہو ناموس محمد ﷺ کے نگہبان! یاد ہے تم مسلمان ہو، مسلمان! یاد ہے

طالب دعاء

ق۔ ارشاد حسین شاہ

یاری پورہ کو لگام کشمیر۔ یکم رجب ۱۴۳۱ھ

تاثرات

از فاضل جلیل حضرت علامہ و مولینا محمد مظاہر حسین مصباحی مدظلہ
استاد فضیلت الجامعۃ السنیہ مرکز العلوم الاسلامیہ رحمت آباد پی۔ سی۔ ڈیپو ہریگر، کشمیر

حامداً و مصلیاً

زیر نظر کتاب مولینا سید بلال احمد کرمانی طال اللہ عمرہ کی تصنیف لطیف ”آئینہ حق نما“ کا
از اول تا آخر بغور مطالعہ کیا۔ کتاب انتہائی مفید و معتد بہ معلوم ہوئی کہ یہ احقاق حق و ابطال باطل پر
مدلل، مبرہن، محکم اور جامع نسخہ ہے جو عوام و خواص کیلئے ہدایت و رہنمائی کا مینارہ نور اور نمکشنگان
راہ کیلئے شمع فروزاں ہے معاندین و منافقین کیلئے کشمیر برہنہ ہے۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ابواب میں مصنف علام نے ان امور کو اجاگر کیا
ہے کہ وادی کشمیر میں اسلام کب اور کیسے پھیلا۔ اسکے کچھ مدت گزرنے کے بعد کس کس قسم کے
فرقے نے اس خوبصورت وادی میں انتشار کا مہلک جال بچھائے اور سیدھے سادھے لوگوں کو اپنے
دام فکر میں لیکر کس طرح انکے ایمان و یقین پر زہر آلود نیلے لگا رہے ہیں چونکہ وادی میں ایسی منصفانہ
و محققانہ کتاب کی بہت دنوں سے ضرورت تھی جس سے اہل کشمیر کو اپنی اسلامی تاریخ یاد دلانی جائے
تا کہ کشمیر کے بعض مقامات میں جو بد عقیدگی کی وبا پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہو جائے اور بد عقیدوں
کے چنگل میں پھنسنے سے عامۃ المسلمین بچ جائے۔ اس ضرورت کی تکمیل کیلئے ترجمان اہل حق سید
بلال احمد کرمانی نے اپنا قلم اٹھایا اور فضل خداوندی سے اس ضرورت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی
سعادت مندی حاصل کی۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور کو ایک پر فتن اور پر آشوب دور کہا اور مانا جاتا ہے کیونکہ
اقوام اسلام آج ہر زاویے سے نشانہ بنائے جا رہے ہیں اگر ایک طرف ہمیں ٹیلیویشن، ٹیلیکس
موبائل، انٹرنیٹ جیسے ذرائع ابلاغ سے مغربی تہذیب کا شکار بنا کر ہمارے اسلامی قوانین و رسوم کو
مٹانے کی ناپاک کوششیں کی جا رہی ہیں تو دوسری طرف ہمارے دلوں سے ایمان و عقائد حق کو
نکالنے کے پلان و منصوبے جاری ہیں۔ یہ کون نہیں جانتا کہ انگریزوں کے قدم بوس غلام جو
مسلمانوں کے بھیس میں لگی گئی، ڈگر ڈگر، نگر نگر، چپے چپے گشت لگا کر عوام الناس کے گلے میں گرا اسی
کا قوادہ ڈاکٹر دین و ایمان کے نام پر ہی دین و ایمان سے منحرف کرتے ہیں جو انکی عادت قدیر اور

مور لازمہ میں سے ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے ہوشیار رہنے کیلئے
الحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس طرح سے تمبیہ فرمائی ہے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرائیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی ڈالے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آتا مت کیسی متوالی ہے

(حدائق بخشش ص ۱۱۵)

اس سے ما قبل بھی مصنف علام نے متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائی ہیں جن میں قابل
ذکر کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) ارمغان میلاد نبوی (۲) تذکرہ میلاد مصطفیٰ ﷺ (۳) ایمان سوز
سوال کا ایمان افروز جواب (جشن میلاد مبارک باد) وغیرہم اگرچہ مصنف کی تمام تالیفات بہت
تحقیقی ہیں لیکن تصنیف جدید ”آئینہ حق نما“ ایک الگ حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے
بعد ضرور ایک خردمند پر یہ امر روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائیگا کہ حق کیا اور باطل کیا ہے نیز اس
بات کا بھی علم ہو جائیگا کہ ہماری منزل حقیقی کیا ہے۔

مصنف علام کی اس کدو کاوش پر داد و تحسین کے سینکڑوں الفاظ اگر پیش کئے جائیں پھر بھی
کم ہیں کیونکہ حضرت موصوف کے سر مختلف و متعدد ذمہ داریاں عائد ہیں مثلاً سلسبیل انجیوٹ کی
قیادت، درس و تدریس، الجامعۃ السنیہ مرکز العلوم الاسلامیہ کا اہتمام و انصرام، اپنا معاشی کاروبار اور
گھریلو مشاغل ان ساری مصروفیات کے باوجود ایسی منصفانہ و محققانہ کتاب تحریر کرنا کوئی معمولی سا
کام نہیں ہے۔ یہ ادائیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ مصنف ایک فعال، فکر رسا، وسیع النظر اور محرک
شخصیت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ”کتاب آئینہ حق نما“ کو مقبول تام و عام بنائے اور مصنف علام کو اجر
عظیم سے نوازے۔ آمین بجاہ السید المرسلین ﷺ!

احقر العباد

محمد مظاہر حسین مصباحی

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

تأثرات

از: اویسی سلسلہ کے پیر طریقت قطب حق آگاہ
جناب حضرت محمد امین صاحب اویسی کا شراہ کپوارہ کے خلیفہ خاص
ڈاکٹر محمد رمضان صاحب اویسی کے پروردہ جناب جاوید احمد جان سلمہ
بسم الله الرحمن الرحيم

صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد والہ وسلم

تحریک اسلامی جسکی بنیاد حضرت بلبل شاہؒ نے مسلک اہل سنت پر ڈالی اور حضرت شاہ
ہمدانؒ نے اشارہ خداوندی پر اس کی تقلید کرتے ہوئے اسے بہار عطا کی، سید بلال احمد کرمانی
صاحب کی طرف سے ایک اہم ملی مسئلہ پر قوم کی رہنمائی کرنا دراصل اسی تحریک کے تئیں وفاداری
اور اپنی طرف سے حق ادا کی کرتے ہوئے اپنے پیشروں اور اجداد کے طریقہ کو زندہ
کر دینا ہے۔ کرمانی صاحب نے اپنی جوانی کے بیش قیمت سال تحریک کشمیر میں وقف کئے اور ایک
وسیع تجربہ حاصل کیا اور لوگوں کو پرکھنے کی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے علماء حق اور علماء سوکا
موازنہ بہ احسن طریق انجام دیا۔ بیس سالہ تحریک کے دوران کرمانی صاحب کا پورا گھرانہ کئی
آزمائشوں و ابتلاء سے گزرا اور تحریک کی آبیاری بے لوث طور پر کرتے رہے۔ ساتھ ہی ساتھ بلال
صاحب کو دینی تربیت کے حصول کے لئے کئی شخصیات اور افراد کے قریب جانے کا موقعہ فراہم
ہوا اور مکاتب فکر سمجھنے کا بھی موقعہ ملا جن میں دیوبندی مکتب فکر قابل ذکر ہے۔

محترم کرمانی صاحب کی موجودہ تصنیف جس کا نام ”آئینہ حق نما“ تجویز کیا گیا ہے
واقعتاً آئینہ ہے۔ جو نوجوان نسل کو گندم نما جو فروش علماء کے سکرو فریب کے جھانسنے میں آنے سے
بچانے کے لئے آئینہ راست ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔ عقاب کی نظر اور چیتے کی جھپٹ رکھنے والے
کرمانی صاحب اپنی اس کوشش میں مصروف عمل ہیں کہ وادی گلپوش میں ”قولہ لولا سدیداً“ کا بول
بالا ہو اور عوام کو راہ راست سے بھٹکانے والے ابلہسی شاگرد منافق اپنے اصل لباس میں سامنے

آئیں۔ تاکہ عوام میں صاف طور پہچانے جائیں اور عوام و خواص اُن کے شر سے محفوظ رہیں۔ بلال
صاحب ”خدمت دین علی طریق الصالحین“ کے اصول پر اپنے کام کو جاری رکھے
ہوئے ہیں۔ امید ہے اُن کی سعی رنگ لائے گی اور اسی طریقے کا بول بالا ہوگا جو حضرت شاہ
ہمدانؒ نے ہمارے اسلاف کو عطا کیا تھا۔

قریب تر ہے نمود جس کی اُسی کا مشتاق ہے زمانہ

جب یہ سطور درج کی جارہی ہیں تب ہی خبر آئی کہ دیوبند سے مولانا محمود مدنی نے
کشمیر پر اپنا سیاسی فتویٰ جاری کرتے ہوئے اٹوٹ انگ کی رٹ لگا کر اپنے پیشروں کی روایت
دہراتے ہوئے کانگریس نوازی کا بھرپور مظاہرہ کیا اور مسئلہ کشمیر کے تاریخی حقائق پر پردہ ڈالتے
ہوئے بددیانتی کا ارتکاب کیا۔ کشمیر جو پچھلے بیس سال سے تاریخ کے سیاہ ترین دور سے گزر رہا ہے اور
خاص کر سال رواں کے گزشتہ تین مہینوں سے عوام پر قیامت صغریٰ آن پڑی ہے خود بھارت کے
غیر مسلم دانشوروں، سول سوسائٹی و انسانی حقوق کے علمبرداروں نے آواز اٹھائی۔ حتیٰ کہ عید
الفطر کے روز سے مسلسل بیسویں دن تک دن رات کر فیوختی سے نافذ ہے پھر بھی مولانا موصوف کو
اس ساٹھ سالہ دیرینہ تنازعے میں ایک ہی بات نظر آئی۔ حق تو یہ ہے کہ دین ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ
جابر بادشاہ کے سامنے حق کہنا افضل جہاد ہے۔ حضرت امام خلیلؒ نے اپنے جسم پر تازیانے برداشت
کئے مگر ظالم و جابر بادشاہ کی اطاعت ماننے سے انکار کیا۔ مگر پندرہویں صدی کے نفیس پرست ملاؤں
نے دین کو اپنے لئے آسان بنا دیا کبھی انگریز نوازی اور کبھی کانگریس نوازی۔

گزشتہ پُر آشوب بیس سالہ دور میں جب پوری قوم حالت آزمائش و ابتلاء میں تھی تو ایک
مخصوص طبقے کی طرف سے مدرسوں کا جال بچھایا گیا اور گاؤں دیہات سے یتیم بچوں کو لا کر دینی
تدریس کے نام پر انہیں مخصوص نظریے کے سانچے میں ڈالنے کی کوششیں کی گئیں۔ جو کہ سوالیہ ہے
جس پر تنبیہ کی ضرورت ہے۔

جناب کرمانی صاحب کی یہ کوشش مسلمانان اہل سنت کیلئے اندھیرے میں مینارۂ نور ثابت ہو جائے
(آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین)

جاوید احمد جان سرینگر

پیش لفظ

از مفتی اعظم ریاست جموں و کشمیر
جناب مولانا مفتی بشیر الدین احمد صاحب۔

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد!

حقیقی تصنیف ”آئینہ حق نما“ از محترم و مکرم عزیز محترم سید بلال احمد کرمانی اطال اللہ عمرہ جو قریب الطباعت ہے کے سرسری مطالعہ کرنے اور دیکھنے کا موقعہ فراہم ہوا کہ میں جید اہل علم و اہل قلم حضرات نے اسے علم و فن کے گہر نایاب سے امت مسلمہ کو تمہیدی طور ”آئینہ حق نما“ کے خدوخال سے روشناس کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے میں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود تھوڑا سا وقت نکال کر سید بلال احمد کرمانی صاحب کی اس علمی، تحقیقی و تاریخی بلند شاہکار کا مختصر وقت میں مطالعہ کیا اس میں کشمیر کی اسلامی تحریک اور اسکے آغاز و احیاء کا حسین پیرایہ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی نے اسلام کی اشاعت میں جو رول نبھایا ہے اور تو حید و رسالت کا جو تصور اس وادی پرکش کے کفر و ضلالت کے دلدل میں پھنسنے ہوئے ان بے تاب تڑپتے ہوئے نفوس میں راسخ فرمایا اسکی مثال ملنی اگر چہ محال نہیں مگر مشکل تو ضرور ہے۔ جسکی حسین و جمیل شعائیں اور افحشہ کی صورت میں یہاں کے عوام و خواص کے قلب و جگر میں ہر صبح و شام ایک نئی روح اور نئی زندگی اور نئی پاک و پاکیزہ حیات کو جلا بخشتی ہے۔ اس عظیم محسن اور مصلح نے کفر و شرک کے جامہ دار دامن کو وحدانیت و رسالت کے معطر و منور و مزین مشکبار پھولوں سے بھر دیا اس کے خلاف اگرچہ کچھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے والے لوگوں نے اپنی معاندانہ روش کو ظاہر کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے آئیں بالجبر، قرأت خلف الامام، رفع یدین جیسے اختلافی مسائل کو اس پر سکون وادی میں تشمت و افتراق کو مغلط ہوا سے ملکر بنایا۔ مگر ہمارے بزرگان دین، شیوخ اسلام نے جو بحر العلوم اور جبل الفنون و الفرائض بھی تھے انہوں نے ان کی اس ادب ناشائستہ تحریک کا سرچل کر رکھ دیا عوام بھی سمجھدار و متحرک تھے انہوں نے قلم کی ہر اس حرکت کا جہاں ناموس رسالت مجروح کرنے کی کوشش کی گئی قدموں تلے روند ڈالا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے فن کیا۔ حضرات شیوخ الاسلام و مقتدیان عظام ریاست جموں و کشمیر ۹۹۲ھ سے برابر آج تک جسمیں حضرت مولانا مفتی محمد خیر الدین ابوالخیر جو عالمگیری کے زمانہ میں عالمگیری کتاب کے مصنفین کے سرخیل علماء تھے اور حضرت مولانا معز الدین امان اللہ شہید نے تو حید و رسالت اور عقائد اہل سنت و الجماعت کی آبیاری کی اور حضور پر نور ﷺ کی شان رسالت کا کما حقہ تحفظ فرمایا اور ابن عبد الوہاب نجدی کے

خرافات کو زمین بوس بھی کیا اور اس کے عقائد شنیعہ کی بوسیدہ عمارت کو خس و خاشاک کی طرح نیست و نابود کر دیا قابل ذکر ہیں یہ سلسلہ خاندان شیخ الاسلام میں تب سے آج تک برابر چلا آرہا ہے اس سلسلے میں میں نے حضور رسالت ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا ایک فتویٰ عامۃ المسلمین کیلئے منظر عام پر لایا جسکی تمہیدیوں ہے:

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم ، بسم الله الرحمن الرحيم

”یا ایہا النبی انا ارسلک شاهدًا و مبشرًا و نذیرًا“ یعنی اے نبی محترم ﷺ ہم نے آپ کو حاضر و ناظر (گواہ) خوشخبری سنانے وال اور ڈرانے والا بھیجا۔ آپ کی اس عظمت کا اندازہ کندہ بن اور کم فہم کیا لگا کیسں جسکی شہادت حضرت اللہ جل شانہ نے دی ہے اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ”النبی اولی بالموثنین من الھکھم“ کہ نبی پاک ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں یعنی حضرت رسول محترم ﷺ کا نفوذ مسلمانوں کے قریب تر ہے بہر حال یہ ایک طویل بحث ہے۔ محدث جلیل حضرت مولانا محمد انور شاہ مسعودی کشمیری جو مقتدر اور عظیم عالم و فاضل تھے نے وہابیت اور گلابی وہابیت کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا اور انکی اندرونی خباثت کا تار و پود کھول کر رکھ دیا کہ وہ دوبارہ اٹھ کھڑا نہ ہو پایا اور اسکے باوا آدم عبد الوہاب نجدی کے بارے میں فیض الباری جلد اول صفحہ نمبر ۷۱ پر یوں رقمطراز ہیں: اما محمد بن عبد الوہاب نجدی کان رجلاً بلیداً قلیل العلم یتسارع الی الحکم بالکفر۔ یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی بے وقوف، احمق کلم علم (جامل) کفر کا فتویٰ لگانے پر جلد باز تھا۔ اسی طرح دیگر علماء اہل سنت و الجماعت نے ایسے بے ہودہ فتنہ پرور اصحاب کی قلعی کھول کے رکھ دی ہے جنہوں نے فتنہ خوابیدہ کو اپنی عادت سے مجبور ہو کر بیدار کرنے کی کوشش کی جو کہ بمصدق فرمان نبوی ﷺ ”الفتنہ بائعۃ لعن اللہ من ابتغھا“ یعنی وہ لعنت کے مستحق قرار پائے لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ وادی کشمیر میں کچھلی چند ہائیوں سے علماء دیوبند ہی حقیقت کی آڑھ میں وہابی فتنے کا یہ گور کھدھندھا چلانے میں سرگرم ہوئے ہیں لیکن عزیز محترم سید بلال احمد کرمانی نے پوری ایمانی قوت کے ساتھ ان کے اس فتنے کا پورا پورا تجزیہ کر کے ان فتنہ پروروں کو انہی کے اکابر کی تحریریں دکھا کر ”آئینہ حق نما“ کے ذریعے ان کے مکروہ چہروں پر پڑے نقاب کی رسم نقاب کشائی انجام دی ہے یہ حقیقی طرز دیکھ کر بر جتہ زبان پر یہ شعر آتا ہے کہ

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آئی نہیں رو باہی

دراصل ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ خدا وحدہ لا شریک ہے اس کا کوئی شریک ذات و صفات میں نہیں ہے مگر خدائے قدوس نے اپنی دو صفات رؤف و رحیم سے اپنے حبیب پیغمبر اولین و آخرین ﷺ کو نوازا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما

عنتم حریض علیکم بالمؤمنین دءوف رحیم“ یہ ان لوگوں کیلئے تازیانہِ عبرت ہے جو حضور ﷺ کی شان گنہگار آپ ﷺ کی شان پر انگلی اٹھاتے ہیں اسی طرح حضور پر نور ﷺ کی شان اور زندہ ہیں آپ نے خود فرمایا ”نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کہ پیغمبر خدا زندہ و جاوید ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے زندہ و حیات ہونے کا انکار کرنے والا شقی بد بخت اور بد قسمت ہے آپ کی حیات کا احادیث مبارکہ کے علاوہ قرآن مجید کی ان آیات سے استشہاد کیا جاسکتا ہے ”یا ایہا المزمل“ ”یا ایہا المدثر“ ”انا ارسلنک شاحدا و مبشرا و نذیرا“ یہ ”کاف“ کاف خطاب ہے جو ہر لحاظ سے قیامت تک آنے والی سلیس اسی طریقہ سے پڑھتی رہے گی۔ اور درود و سلام کی فرضیت بھی خود اللہ تعالیٰ نے اسی طرح واضح فرمائی ہے ”ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما“ کہ اے مسلمانو خدا بھی اور ملائکہ بھی اللہ کے رسول پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں تم بھی اس با عزت و با حشمت پیغمبر حق ﷺ پر درود و سلام بلا قید زمان و مکان بھیجتے رہو۔ ظاہر ہے کہ درود کے ساتھ حیات متعین ہے اسی طرح نماز میں بھی مسلمان ”السلام علیک ایہا النبی“ پڑھتے ہیں جس سے آپ ﷺ کی حیات کے علاوہ آپ ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہوا بہر حال یہ ایک طویل بحث ہے میں اپنے عزیز کرمانی صاحب کی اس کوشش کو سراہتے ہوئے کہتا ہوں کہ

اب یہ زمین بدلو آسمان بدل ڈالو کائنات ہستی کا یہ ہرماں بدل ڈالو
زندگی کی منزل کو بے اگر نہیں پانا راستے بدل ڈالو کارواں بدل ڈالو

میں پھر ایک بار علامۃ المسلمین کو بالخصوص اہل سنت والجماعت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں جو جان ایمان نبی آخر الزماں ﷺ کی عظمتوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں چاہے وہ غیر حنفی ہوں یا حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر نجدیت و وہابیت کا مکروہ پر پیچیدہ کرنے والے ہوں اگلی حقیقت قرآن کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ ”و اذا خلو الی شیطانیہم قالوا انا معکم انما نَحْنُ مستہزؤن“ خدا کرے کہ اس ہماری قوم میں شعور اور حق شناسی اور حق گوئی کا جذبہ بیدار ہو جائے مجھے امید ہے کہ موجودہ دور میں راہِ حق کی پہچان کرنے کیلئے ”آئینہ حق نما“ ”بھلے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل“ کا ا انجام دینے میں اسمِ بامسمیٰ ہے مسلمانوں کو اس تحقیقی تصنیف کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ عزیز محترم کی اس کوشش کو درجہ قبولیت عطا کرے (آمین)

خادمِ شرع متین

مفتی محمد بشیر الدین احمد

از عدالت العظمیٰ الشرعیہ مرکز الاقواء والقضاء ریاست جموں و کشمیر
(صدر دفتر شاہ فیصل کالونی، صورہ، سرینگر)

”نگاہ اولین“

امیر اہل سنت علامہ مولانا سید محمد اشرف صاحب عاصم اندرانی،
سرپرست شاہ ہمدان میموریل ٹرسٹ، پانپور کشمیر۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! پیش نظر رسالہ کی تسوید گد شیعہ فوری میں ہی پائے تکمیل تک پہنچ چکی تھی میں نے اسکو حرافہ فراطرہ کر حسب ضرورت صحیح بھی کر لی تھی لیکن بعد میں مؤلف عزیز بکر سید بلال احمد کرمانی صاحب زاد علیہ کو مذہب دلائل و شواہد دستیاب ہوئے انہوں نے پورے مسودہ پر نظر ثانی کر کے اسے از سر نو مرتب کیا اب کتب خانہ ثانی نقش اول سے زیادہ مفصل اور مدلل ہے۔

مؤلف مدظلہ نے مسائل و عقائد مختلف فیہا میں اپنے موقف (مسک اہل سنت والجماعت) کو خاص طور پر فریق مخالف کے اکابر اور معتد علماء کے اقوال سے مستند حوالوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ جن عقائد کی بناء پر وہ عامۃ اہل سنت کو مشرک و کافر قرار دیتے ہیں وہی عقائد و اعمال انکے اکابر و شیوخ سے منقول ہیں اور جن اعتقاد و شعار و عبارات کو یہ لوگ آئے دن اپنے مضامین و مواظبات میں مشرکانہ قرار دیتے ہیں وہ انکے اپنے گھر کے مشائخ و علماء کے فرمودات میں بھی موجود ہیں۔ انکے باوجود یہ لوگ انکو اعلیٰ مراتب پر فائز اولیاء و فضلاء میں شمار کرتے ہیں اور انکی کرامات، انکے مجاہدات اور علمی و روحانی کمالات کی خوب خوب تشہیر کرتے ہیں اور ان پر ضخیم کتابیں اور طویل مضامین و مقالات لکھتے ہیں۔

مؤلف نے انہی کے ملفوظات اور تصانیف سے ایک آئینہ تیار کر کے پندرہویں صدی کے ان مفتیان بے توفیق کو دکھایا ہے۔ تاکہ وہ اپنے مقدس چہروں کی دورخی کو پہچان لیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ جس ذات کی طرف نسبت کر کے اپنے ناموں کے ساتھ ”قاسمی“ لکھتے ہیں (یعنی مولانا قاسم صاحب نانوتوی) انکے قصائد و نعتیہ میں جن عقائد اور جذباتی عشقِ نبوی ﷺ کا اظہار کیا گیا ہے ان سے زیادہ کسی (بریلوی) عالم نے نہیں کیا ہے۔ لیکن کیا عجب ہے کہ بریلوی حضرات، قاسمی (دیوبندی) مفتیوں کے فتویٰ کی رو سے کافر و مشرک ہیں اور مولانا نانوتوی صاحب ”قاسم العلوم والخیرات“ اور قطب عالم ہیں۔ یہ ہے ”و اقیمو الوزن بالقسط و المیزان“ کی تفسیر و الی اللہ المشتکی۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ رسالہ کے مندرجات کا غور سے مطالعہ فرمائیں تاکہ صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں آخر میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف ان اکابر علماء کا مخالف نہیں بلکہ اس نے ان کے ہی نام نہاد مقلدین (مفتیان قاسمی) پر اتمامِ حجت قائم کرنے کیلئے انہی کے مرکز عقیدت علماء و فضلاء کے فرمودات پیش کئے ہیں۔ اللہم ارنا الحق حقاً و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابہ۔

الراقم

احقر عبد اللہ الفتوی

فقیر محمد اشرف اندرانی

۱۸ شوال ۱۴۳۱ھ

دعا

از (داناے راز علامہ ڈاکٹر اقبالؒ)

یا رب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے جو قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے
پھر وادیء فاراں کے ہر ذرے کو چمکا دے پھر شوق تماشا دے، پھر ذوق تقاضا دے
محروم تماشا کو پھر دیدہ مینا دے دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو، پھر سوئے حرم لے چل اس شہر کے خوگر کو، پھر وسعت صحرا دے
پیدا دلِ ویراں میں، پھر شورشِ محشر کر اس محملِ خالی کو، پھر شاہدِ لیلِ دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو وہ داغِ محبت دے، جو چاند کو شرما دے
رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریا کر خود داریِ ساحل دے، آزادی دریا دے
بے لوث محبت ہو، بیباک صداقت ہو سینوں میں اجالا کر، دل صورت مینا دے
احساسِ عنایت کر آثارِ مصیبت کا امروز کی شورش میں اندیشہ فردا دے

میں بلبلِ نالاں ہوں اک اجڑے گلستاں کا
تاخیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے

(آمین یا رب العالمین)



ابتدائیہ

ناموس محمد عربیؐ پر ہم جان نچھاور کر دیں گے
گر وقت نے ہم سے خوں مانگا ہم وقت کا دامن بھر دیں گے

جنتِ نظیر وادی کشمیر صدیوں سے قومی اتحاد و یکا نگت کی حسین تصویر پیش کرتی آئی ہے یہاں
پر فرقہ وارانہ تشدد نے بھی سر نہ اُبھارا جس طرح کہ دیگر جگہوں پر فرقہ وارانہ تشدد عام ہے۔ اسکی وجہ
یہاں کے اولیاء کرام کا پیش کیا ہوا صوفیانہ نظامِ دین ہے صوفیاء کرام ”من ہمیں“ کے بجائے ”توئی“ پر
جان قربان کرتے ہیں کاروانِ صوفیاء کے سرخیل حضرت بایزید بسطامیؒ کے متعلق واقع مشہور ہے کہ آپ
اپنے شاگردوں کیساتھ راستے سے گزر رہے تھے تو ایک کتا مخالف سمت سے آیا تو حضرتؒ فوراً راستے
میں ایک طرف پیٹھ گئے تاکہ کتا بے خوف ہو کر نکلے۔ اس بات پر ساتھ چلنے والے راہ سلوک کے
مسافروں نے موقع پا کر عرض کی کہ حضرت کرامت کا تاج ”ولقد کسر منابہنی ادم“ تو انسان کے
سر پر ہے پھر کیا بات ہے کہ آپ نے کتے کی اس قدر تعظیم و تکریم فرمائی۔ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ یہ
کتا زبانِ حال سے کہہ رہا تھا اے بایزید ”تو نے یومِ بیثاق کے روز کون سی نیکی کی تھی کہ تجھے تاج
آدمیت پہنایا گیا اور میں نے کون سی بدی کی تھی کہ مجھے اُس شکل میں بنایا گیا اسی لحاظ سے میں نے بڑا
ہوتے ہوئے چھوٹے کیساتھ شفقتاً تعظیم کی۔

ان حضراتِ صوفیاء نے یہ عزت و احترام مخلوقِ خداوندی آقائے نامدا علیہ السلام سے ہی سیکھا
بخاری شریف کتاب الوضوء کے اندر ایک باب امام بخاریؒ نے یہ قائم کیا ہے کہ ”اذا شرب الکلب فی
الاناء“ ”جب کتابرتن میں منہ ڈال کر پی لے“۔ اُس باب کے تحت حدیث مبارکہ بروایت حضرت ابو
ہریرہؓ کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا جو پیاس کے مارے گلی
مٹی چاٹ رہا تھا تو اُس نے اپنا چمڑے کا موزہ اُتار اور اُس میں پانی بھر کر اسے پلانے لگا یہاں تک کہ
وہ سیر ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اُس کام کے بدلے میں اس (پانی پلانے والے شخص) کو جنت میں داخل
فرمادیا۔ اسی طرح کی ایک اور حدیث مبارکہ اس طرح ہے جسکی روایت بھی حضرت ابو ہریرہؓ کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک بدکار عورت صرف اسوجہ سے بخشش گئی کہ وہ ایسی جگہ سے گزری جہاں
ایک کتا پیاس کی شدت سے زبان نکالے کھڑا ہوا پ رہا تھا یہ دیکھ کر اُس عورت نے اپنا موزہ لیکر اس میں
اپنی چادر باندھی اور (گڈھے سے) پانی نکالا اور اسکو پلایا اس عمل کی وجہ سے اسکی بخشش ہو گئی اس موقع
پر صحابہ نے دریافت کیا کہ کیا جانوروں کیساتھ بھلائی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا

ہر زندہ جگر کیساتھ بھلائی کرنے میں صدقہ کا اجر ملتا ہے (متفق علیہ) اسکے برعکس ایک اور حدیث میں ایسی عورت کا ذکر بھی آیا ہے جو بدکار نہ تھی لیکن ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اسکو کچھ کھلاتی تھی نہ پلاتی تھی نہ اسکو آزاد کرتی تھی تو وہ بلی بند رہنے اور بھوک کی وجہ سے مر گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اس عورت کو بلی کیساتھ اس ظالمانہ برتاؤ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔

مسلمانوں کا اصل مقصد اخروی کامیابی ہے اور صوفیائے کرام کا سکھایا ہوا درس ”تعظیم مخلوق خدا“ اخروی کامیابی کا آسان طریقہ ہے۔ عبادات میں حقوق اللہ کی ادائیگی سے پہلے ہی حقوق العباد کی پابندی مسلمانوں پر لازم ہے کیونکہ اگر خدا نخواستہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوئی کمزوری ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت کی امید ہے مگر حقوق العباد کے بارے میں ضروری ہے کہ جس کیساتھ زیادتی کی گئی ہے وہ پہلے بخشش کرے تب جا کر حق تعالیٰ مغفرت فرمائے گا جیسا کہ مشہور واقعہ ہے حضرت علقمہؓ کے بارے میں کہ جب ان کا آخری وقت قریب آیا تو کلمہ زبان پر بعد کوشش بھی جاری نہ ہو رہا تھا تو صحابہ نے حضور ﷺ تک یہ بات پہنچائی تو آپ ﷺ حضرات صحابہ کے ساتھ علقمہؓ کے پاس پہنچے حضرت علقمہؓ کی والدہ نے علقمہؓ سے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ میرے مقابلے میں اپنی بیوی کی زیادہ مانتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علقمہؓ کی ماں کو حضرت علقمہؓ کی اُس لغزش پر معاف کرنے کو کہا لیکن بوڑھی اماں نہ مانی۔ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم کیا کہ جا کر جنگل سے لکڑیاں لائے اور حضرت علقمہؓ کو آگ میں ڈال جائے حضرت علقمہؓ کی بوڑھی اماں نے کن کی کٹی کہلانے والی زبان مبارکہ سے اپنے بیٹے کو جلانے کا حکم سنا تو اُس کا دل بیٹے کیلئے ایک دم پلچ گیا اور اُس نے دربار نبوی ﷺ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے بیٹے علقمہؓ کو معاف کر دیا یوں والدہ نے بیٹے کو معاف کر دیا یوں زبان علقمہؓ پر کلمہ طیبہ جاری ہوا اور حضرت علقمہؓ نے دم واپس لے لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب حقوق العباد کے سلسلے میں ایک مال کا یہ مقام ہے پھر اس مخلوق کیسا وعید اعلیٰ، نبی آخر الزماں ﷺ کا کیا مقام ہوگا جنکی تخلیق ہی مقصود پروردگار ہے اور اس مقصود کو ہی پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق فرمائی بقول علامہ اقبالؒ:

خیمۂ افلاک ایستادہ اُسی نام سے ہے

بہض ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے

جس مبارک و پاک ہستی کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا حبیب بنائے اُس حبیب کبریا ﷺ کے حقوق کا مقام کیا ہوگا ”سبحان اللہ“ حقوق مصطفیٰ ﷺ تو حضرات صحابہ کے سردار سیدنا صدیقؓ سے پوچھئے کہ جب سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے آنحضرت ﷺ کے یہ فرمانے پر کہ ”جہاد میں جانا ہے صحابہ مال پیش کریں“ اس بات پر صحابہ نے مقدور بھر تعاون کیا لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے پورا گھر اللہ کے فرمان پر لٹا دیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیقؓ سے فرمایا گھر میں کیا رکھ چھوڑا تو حضرت صدیقؓ نے عرض کی گھر میں اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ہے داتاے راز علامہ اقبالؒ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے اُس تصویر عشق کا کہ فرماتے ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدقہ کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

حقوق مصطفیٰ ﷺ کی یہ تصویر بھی دیکھئے کہ ایک مسلمان اور یہودی کا زرہ پر کچھ تنازعہ چل رہا ہے دونوں نے مسئلہ بارگاہ مصطفویٰ ﷺ میں پیش کیا غیب دان پیغمبر خدا ﷺ نے زرہ کا فیصلہ یہودی کے حق میں فرمایا دونوں فیصلہ کے بعد باہر آئے یہودی کو فریق ثانی نے مجبور کیا کہ چلو چل کر حضرت عمرؓ سے فیصلہ پوچھتے ہیں اگر انہوں نے تجھے زرہ دیدی تو پھر یہ تمہاری۔ یہودی چلا گیا حضرت عمرؓ نے تنازعہ سنا اور یہودی نے حضرت عمرؓ کو یہ بھی سنایا کہ ہم حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ سے فیصلہ کرا کے آئے ہیں اور فیصلہ آپ ﷺ نے میرے حق میں فرمایا تو یہ سننا تھا کہ حضرت عمرؓ نے تلوار نکال کر فریق ثانی کو قتل کرتے ہوئے کہا کہ تو مسلمان نہیں منافق ہے۔ یہ عشق فاروقؓ ہمیں عبد خاص جناب نبی پاک ﷺ کی ناموس کے تحفظ کا درس دے رہا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سارے کے سارے محبت مصطفیٰ ﷺ میں اتنے ڈوبے ہوئے تھے کہ جب حضور ﷺ لعاب دہن پھیلتے تو صحابہ آپ ﷺ کی تھوک مبارک کو زمین پر گرنے نہ دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں میں لکیر چہروں پر ملتے تھے۔ بخاری شریف جلد اول میں امام بخاری نے اس طرح باب باندھا ہے:

”باب الْمُسَاقَاةِ وَالْمُسَخَاطِ وَتَحْوِیْهِ فِی الثَّوْبِ وَقَالَ غَزْوَةُ عَنِ الْمُسَوِّرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخُدَيْبِيَّةِ فَلَمَّا كَرَّ الْخُدَيْبِيَّةَ وَمَا تَنَحَّمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلَّكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ“

”کہڑے پر تھوک یا ریخت لینے کا بیان“ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب (بھی) تھوک اسے لوگوں میں سے کسی نہ کسی نے اپنے ہاتھ پر لے لیا اور اسے منہ اور جسم پر مل لیا۔

(صحیح بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۱، باب ۱۶۸، کتاب الوضوء)

تو معلوم ہوا کہ عبد اللہ علیہ السلام کے حقوق کی ادائیگی میں حضرات صحابہؓ کا یہ حال تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صوفیاء کرامؒ نے مخلوق خداوندی کی تعظیم، مراتب کے لحاظ سے سکھائی کیونکہ فرماتے ہیں ”گرفرق مراتب نہ کنی زندیقی“ یہ برکات درس صوفیاء ہی کا نتیجہ تھیں کہ ابتداء زمانہ اسلام سے کافی دیر تک وادی کشمیر میں محبت کی خوشگوار ہوائیں چلتی رہیں اگرچہ اس میں رخنہ ڈالنے کی ہر چند کوششیں بھی ہوئیں مگر رخنہ ڈالنے والے ناکام ہی ہوئے ایک اسلئے کہ یہاں آپسی محبت و یگانگت کی بنیادیں بہت مضبوط تھیں دوسرا یہ ہے کہ رخنہ اندازوں کی چال ڈال کر اسلاف اور اکثریت عوام یعنی مسلک سواد اعظم سے عملاً الگ تھی تو انکے رنگ ڈھنگ مسلک سواد اعظم سے جدا گانہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس نے انکو پہچان کر ان رخنہ اندازوں سے علیحدگی میں ہی دین و ایمان کی عافیت بھی مگر شومی قسمت کہ قریباً پچھلی نین دہائیوں سے وادی کشمیر میں جب کہ پوری قوم تحریک آزادی کے حصول میں مشغول ہے تو دیوبندی فکر کے حاملین نے مدارس کی شکل میں ایک جال بچھا کر ٹھینچ خفی بن کر حضور اکرم ﷺ کی شان میں حضرات صحابہؓ خصوصاً اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شان میں اور اولیاء اُمت کی شان میں ایسی گستاخیاں کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے جسکی وجہ سے ہر حنفی خانوادہ آپسی سر پھٹول اور انتشار کا شکار ہو رہا ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے طرز فکر کو حقیقی دین اور بقیہ کو بدعت و شرک قرار دیتے ہیں یہ لوگ (دیوبندی) جو اپنے آپ کو حنفی ظاہر کر کے سواد اعظم عوام میں شمولیت کر کے غیر محسوس انداز سے ناموس مصطفیٰ ﷺ کیساتھ اس طرح کھلواڑ کرتے ہیں کہ جس کا سمجھنا عوام کیلئے سخت مشکل بن جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حنفی خانوادے آپسی سر پھٹول کا شکار بن گئے ہیں انہیں اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اہل و عیال ہمارے بچے اسلام کیساتھ خصوصاً نبی اکرم ﷺ کے دامن مبارک کیساتھ وابستہ رہ کر آخری کامیابی پائیں تو ہمیں ان کمروہ افراد کی کمروہ چالوں کو سمجھنا بھی چاہیے اور انکے دام فریب سے بچتے ہوئے اپنے اسلاف کرام خصوصاً صوفیاء عظام، اولیاء عالی مقام رحمہم اللہ کے طریقوں کو ہی مضبوطی سے تھام لینا چاہئے انکے حق طریقوں کے حق ہونے کیلئے اپنا وقت فارغ کر کے جدید ذرائع سے تحقیق کر کے اپنے یقین کو مضبوط اور ایمان کو غیر متزلزل بنانا چاہئے یہ وہ حضرات صوفیاء ہیں جنکے ذریعہ ہم تک دولت اسلام پہنچی اور ہم ابدی ذلت سے نکل کر وارثین جنت بن گئے بقول حضرت علامہ اقبال ”راہ آباء رو کہ ایں جمیعت تراست“ آخری کامیابی کیلئے آباء واجداد کے طریقے ہی بہترین ہیں کیونکہ وہ حضرات زمانہ موجودہ کے لوگوں سے زیادہ زمانہ نبوی ﷺ کے

قریب ہیں تو ”سراجا منیرا“ کی روشنی قدرتی طور پر انہی کو زیادہ منور کر گئی ہوگی اسکے لئے حدیث شریف ”خیر المقرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم“ گواہ ہے، لیکن یہ بھی ثابت شدہ بات ہے کہ جوں جوں یہ قریت بُعدت کی صورت اختیار کرتی رہے گی شیطانی فریب مختلف طریقوں سے ہایمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا بہر حال اب آئیے یہاں پروادی کشمیر کے ایسے ہی چند علماء دیوبندی زبان اور قلم سے پھوٹنے والی نجاستوں کا ذکر کریں گے جنکی وجہ سے عوام اہل سنت کے دل مجروح خصوصاً نوجوانوں کے اذہان منتشر ہو رہے ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے مکتب فکر دیوبند کے مفتی، مفتی اسحاق نازکی جو دارالعلوم رحیمہ میں ملازم ہے نے دارالعلوم کے ماہنامہ ”النور“ صفحہ نمبر ۲۰ مارچ ۲۰۰۶ء کے شمارہ میں سیرت کے مضمون پر قلم اٹھاتے ہوئے آخر پر یوں زہر افشانی کی کہ ”حضور اکرم ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو تولد ہوئے اسی دن یعنی ۱۲ ربیع الاول کو وفات پا گئے لہذا اہل ایمان سوچیں اس دن جشن ولادت منائیں یا مجلس ماتم ۱۹؟“ تو احقر نے ایک رسالہ ”ایمان سوز سوال کا ایمان افروز جواب“ جشن میلاد مبارکباد“ لکھا جو ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔ ۲۰۰۶ء سے آج تک دوبار شائع ہوا۔ اسکے بعد مفتی نذیر احمد (مفتی دارالعلوم رحیمہ) کی گستاخیوں پر صاحب عقل حضرات انگشت ہدناں ہیں حد تو یہ ہے کہ مفتی صاحب نے وادی کشمیر سے شائع ہونے والے ماہنامہ رسالہ ”الہیات“ اگست ۲۰۰۷ء کے شمارہ میں محمد ابن عبد الوہاب نجدی کو بدعت و شرک منانے والا لکھ ڈالا اسی طرح یہ لوگ انبیاء کرام و اولیاء عظام سے استمداد کے بھی منکر ہیں آخر کیا انکو اتنی بھی عقل و فہم نہیں ہے کہ اپنے ہی اکابرین کو جھٹلاتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اب لوگوں کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ جو بات سنی اسی پر یقین کر لیا تحقیقی مزاج اب نہیں رہا۔ اپنے اپنے مکاتب فکر کے سایہ میں رہ کر لوگ کنویں کا مینڈک بن کر رہ گئے ہیں لیکن ایک ذمہ دار کو ہمیشہ اپنی ذمہ داری کا خیال رکھنا ضروری ہے حضور پر نور ﷺ نے ہر شخص کو ذمہ دار فرمایا اور ہر ذمہ دار سے پرسش ہونے کی اطلاع بھی دیدی اسلئے احقر نے بہت بار کئی اخبارات کے ذریعہ مفتی مذکور کی اس بے حسی پر ماتم کیا لیکن صحافیوں نے اپنی تجارتی صحافت کا حق ادا کرتے ہوئے جائز تنقید کو کوڑا دان میں پھینک دیا بہر حال انہی مفتی صاحب کے نقش قدم پر انہی کے ایک ہم عصر مفتی عبدالرشید مہتمم مدرسہ بلائیہ نے تو اس سے بھی بڑھ کر کمال کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں نعوذ باللہ اور حاضر و ناظر و اختیار مصطفیٰ ﷺ کا بھی انکار کر بیٹھے۔ میرے ایک عزیز طفیل احمد گڈھا جو انجیر ننگ کالج میں زیر تعلیم ہیں کو اپنے خالوجان کے ذریعہ مفتی موصوف

کیساتھ ملاقات ہوئی جناب خالو جان صاحب کی کوشش تھی کہ طفیل کو راہ راست پر لایا جائے یعنی دیوبندی بنایا جائے مگر عزیزم طفیل احمد صاحب اپنے اسلاف کے عقائد حقہ پر ثابت قدم ہیں ان عقائد حقہ کا موصوف نے کتب کا مطالعہ کر کے اچھا خاصا علم بھی حاصل کیا ہے تو مفتی صاحب نے طفیل صاحب کیساتھ بہت ساری باتیں کیں مگر مفتی صاحب بھانپ گئے کہ یہ تیل تو منڈھے چڑھنے والی نہیں اسلئے فوراً طفیل صاحب کو علم غیب مصطفیٰ ﷺ و حاضر و ناظر کے انکار میں ایک تحریر تھادی اسکے علاوہ بخاری شریف جلد اول بھی پیش کرتے ہوئے بڑے فاتحانہ انداز میں مفتی جی عزیزم طفیل سے یوں گویا ہوئے کہ اگر آپ یعنی طفیل احمد اس عربی زبان کی بخاری کو پڑھ کر دینگے تو میں یعنی مفتی عبدالرشید تیرے (یعنی طفیل کے) ہاتھ پر بیعت کروں گا اگر پڑھنی نہ آئی تو پھر لازم ہے کہ آپ (یعنی طفیل) میرے ہاتھ پر بیعت کریں مگر طفیل صاحب نے پہلے ہی ان حضرات کی کتب میں ان لوگوں کی چال بازیاں پڑھی تھیں اسلئے مفتی صاحب کے دام فریب میں آئے بغیر بخاری شریف کا یہ نسخہ ہاتھ میں لیا اور علم غیب کی نفی کی تحریر بھی اپنے ساتھ لیکر احقر کے پاس چلا آیا۔ یہ تحریر میں نے پڑھی اور اسکے بعد بخاری شریف کو بھی میں نے حرفا حرفا پڑھا تو اسی بخاری شریف سے بہت سارے احادیث کا انتخاب کیا جن سے عظمت مصطفیٰ ﷺ خصوصاً علم غیب مصطفیٰ ﷺ اختیار و حاضر و ناظر کا برملا اظہار ہوتا ہے پھر ان میں سے فقط چالیس (۴۰) احادیث مبارکہ کا ہی انتخاب کر کے اس کتاب کے آخری حصہ میں درج کر رہا ہوں تاکہ مجھو ائے حدیث شریف اس کتاب میں یہ (۴۰) احادیث مبارکہ پڑھنے والے یاد کرنے اور اسکی اشاعت کرنیوالے کو قیامت میں فتہائے اسلام کیساتھ اٹھانے کی بشارت مصطفویٰ ﷺ حاصل ہو جائے۔ میں نے اس رسالہ کا آغاز بالکل کشمیر میں آغاز اسلام سے ہی کیا ہے تاکہ قارئین جان لیں کہ صوفیاء کرام نے صدیوں پہلے ہمارے سینوں میں ختم ایمان کس طرح بویا ہے یعنی یہاں پر اسلام کی بنیاد کس طریقہ پر ڈالی ہے اور پھر ان حقائق کے آئینے میں ان لوگوں کے مکروہ چہرے دیکھیں جو حقیقت کی آڑ میں یہاں نو جوان نسل کے دلوں سے غیر محسوس انداز سے عظمت مصطفیٰ ﷺ نکال کر دینداری کے نام پر منافقت کا بیج بوری ہے ہیں احقر نے کوشش کی ہے کہ ان ننگ ملت مولویوں کو ان ہی کے اکابر کا آئینہ دکھا دیا جائے بقول علامہ جمیل مظہری ۔

نہ سیاہی کے ہیں دشمن نہ سفیدی کے ہیں دوست

ہم کو آئینہ دکھانا ہے دکھا دیتے ہیں

اب آئے آغاز کشمیر میں اسلام کے ورود مسعود سے کریں۔ ہاں میری نیت یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر انگلی اٹھانے والوں پر قدغن لگا کر اپنے لئے سعادت دارین حاصل کروں اور خدا کے محبوب ﷺ کے ناموس کے تحفظ کی حق ادائی کماحقہ ہو سکے غرض بقول شاعر۔

ناموس محمد عربی ﷺ پر ہم جان نچھاور کر دیں گے

گر وقت نے ہم سے خون مانگا ہم وقت کا دامن بھریں گے

علاوہ ازیں اسلئے بھی یہ تحریر قلمبند کر رہا ہوں کہ غیر محسوس طریقے سے ہماری نو جوان نسل کے اذہان میں جو اپنے اجداد و اسلاف کے بارے میں بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اسکو حسن ظن میں بدل دیا جائے نیز خیالات فاسدہ رکھنے والے دریدہ دہنوں کے گمراہ کن خیالات و افکار سے معصوم عوام کو باخبر کر کے مظلوم مسلمانان کشمیر کے مستقبل کو فساد کے سگتے شعلوں کی نظر ہونے سے بچایا جائے۔ کشمیر میں اسلام کی خشت اول یعنی آغاز اسلام کی تاریخ جاننا اسلئے بھی لازم ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ماضی کی تاریخ جانے بغیر ہم مستقبل کیلئے اپنا لائحہ عمل طے کریں۔ قوموں کے زوال کے اسباب میں سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ اپنی تاریخ کو بھلا بیٹھتے ہیں قرآن مجید ہمیں بار بار اپنی تاریخ کو یاد کرنے کا درس دیتا ہے کھلی الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل تو کہیں واذکر فی الکتاب ابراہیم کہیں حضرت مریم اور اسکے محراب عبادت کی یاد دلاتا ہے کہیں اصحاب کہف اور ان کے کتے کی تاریخ تو کہیں الم تر کیف فعل ربک بعد ارم ذات العماد کہہ کر قوم عاد کی تندرستی اور فن تعمیر کی تاریخ بتائی جاتی ہے اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی بے شمار تاریخی واقعات درج ہیں یہ فقط اس لئے کہ ہم اپنے کامیاب حال اور مستقبل کی تعمیر میں اپنے ماضی کی تابناک و روشن تاریخ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں بلکہ مستقبل کے جدید تقاضوں کو اسی روشن ماضی کے کامیاب سانچے میں ڈال کر بارگاہ الہی کے انعام یافتگان کے ساتھ متعلق ہو کر "صراط الذین انعمت علیہم" دعا پر عطا ہونے والے انعامات الہیہ سے اپنے ظاہر و باطن کو مزین کرنے کا شرف حاصل کریں بقول دانائے راز۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار

لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر



باب اولی

”کشمیر میں تاریخ آغاز اسلام“

۸ ویں صدی ہجری میں اس مینو نظیر وادی میں اسلام کی بنیاد حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ حضرت سید عبدالرحمن بلبل شاہ صاحب نے ڈالی۔ بنیاد اتنی مقبول عند اللہ تھی کہ بودھ مذہب سے تعلق رکھنے والا حاکم وقت رشتن شاہ اپنے قرابت داروں اور درباریوں کیساتھ مسلمان ہو گیا اور اس کا نام سلطان صدر الدین پڑا۔ عقائد کے لحاظ سے حضرت بلبل شاہ صاحب بانی اسلام فی کشمیر کا عقیدہ وہی تھا جو ان کے مرشد کا تھا یعنی اہل سنت والجماعت۔ کشمیر میں اسلام کی بنیاد اسی عقیدہ پر پڑی زمانہ گزر گیا۔ حضرت سید محمدؒ میں انتقال کر گئے کم و بیش (۴۰) سال کا عرصہ گزر گیا تو مسلمانان کشمیر کی اسلامی بنیادیں ابھی اتنی مستحکم نہ تھیں کہ ۶۲ھ میں جب سلطان شہاب الدین کی حکومت تھی ایک اور مردور ویش سید تاج الدین وارد کشمیر ہوئے یہاں اسلام کی اشاعت کا کام کیا پھر ۷۵ھ کو حضرت سید تاج الدین کے برادر حضرت سید حسین سمنانی بھی براستہ ہیر پتھال وارد کشمیر ہوئے غرض انگلیوں پر گننے کے برابر چند ہستیاں وارد کشمیر ہو کر اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں مشغول ہوئیں چونکہ بدھ مت اور ہندو مت کی بہت ساری قبیح رسمیں چھوڑنے کیلئے ابھی لوگ آمادہ نہ تھے اور خود ان مذاہب کے مراکز قائم تھے ان مذاہب کے بے شمار پیروکار بھی یہاں موجود تھے۔ سلاطین کا دور تھا عیش و عشرت خاندان سلاطین میں عام تھا اور عیش و عشرت کی آڑ میں پامالی دین کا کام بھی سلاطین کے ہاتھوں ہو رہا تھا یہی وجہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے نکاح میں ایک ساتھ دو لگی بنیں تھیں۔ غرض اسلام کی توجیر شدہ عمارت ابھی کمزور تھی باقی مذاہب بھی موجود تھے اسلئے ایک ایسے مردور ویش کی ضرورت تھی جو دونوں محاذوں پر بہ یک وقت کام کر سکے یعنی بدعات کے علاوہ کفریات کی خلاف بھی محاذ آرائی ہو۔ ۸۲ھ میں حضرت سید تاج الدین و حضرت سید حسین سمنانی کے چچیرے بھائی جناب سیدنا حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی وار کشمیر ہوئے اُنکی آمد کیا ہوئی کہ کشمیر میں اسلام کا سورج چمکنے لگا یہ وہ مردور ویش تھے بقول علامہ اقبال ع وہ مردور ویش جسکو حق نے دیئے تھے انداز خسروانہ

جس نے براہ راست اپنے روحانی فیض سے کفر کے بڑے قلعوں کو ڈھا دیا۔ مسلمانوں میں اصلاح حال بھی فرمائی یہی نہیں بلکہ فیروز شاہ اور سلطان تاج الدین کے درمیان چلے آرہے سیاسی تنازعے کو بھی بحسن و خوبی حل کر کے سرحدوں کا تعین کر کے طرفین میں عہد نامے تحریر کروائے دونوں کو آپس میں دوستانہ تعلقات ہی نہیں بلکہ فیروز شاہ والی ہند نے اپنی دولڑکیوں میں سے ایک کو سلطان قطب الدین اور دوسری کو حسن بہادر کے نکاح میں دے کر رشتہ داری بھی قائم کی۔ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ اڑھائی سال یہاں تشریف فرما رہے۔ آپ کے دور مبارک میں بے شمار برست خدا پرست بنے، مہمان شیطین غلامان شفیع المذنبین علیہ السلام بنے۔ مساجد و خانقاہیں تعمیر کرائیں، گنجیں، نماز عید کیلئے ”عید گاہ“ اور مسلمان اموات کو دفن کرنے کیلئے کوہ ماران کے دامن میں ”ملہ کھاہ“ کی زمین خرید کر مسلمانان کشمیر کے نام وقف کر دی گئی، جنت نظیر وادی عقائد و اعمال کے لحاظ سے بھی جنت نظیر بن گئی۔ آپ کی اسلامی دعوت کے استحکام اور مضبوطی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ نے اپنے ساتھ سات سو (۷۰۰) سادات کرام مبلغین و معلمین کی ایک جماعت بھی لائی یہ مبلغین و معلمین اطراف و اکناف میں دین حق کی تبلیغ و اشاعت کیساتھ ہی مختلف فنون سے بھی عوام کو آشنا کراتے رہے مثلاً ”قالین بانی، شال بانی، پیپر ماشی، ووڈ کارونگ، مندرہ سازی، وغیرہ اس طرح علم و ہنر کے اعتبار سے کشمیر ایران صغیر دکھائی دینے لگا یعنی فقط لوگوں کو دین ہی نہ ملا بلکہ تہذیب و ثقافت، تجارت و معیشت میں ایک زبردست انقلاب رونما ہوا۔ علامہ اقبالؒ نے حضرت امیرؒ کی عظمتوں کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے۔

سید السادات سالار عظم دست او معمار تقدیر اُم

نظم را آل شاہ دریا آستین داد علم و صنعت و تہذیب و دین
یہی انقلاب ہے کہ جس نے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کو بانی مسلمانان فی کشمیر کے لقب سے نوازا۔ آپ کی اسلامی دعوت کی قبولیت میں آپ کی پاکیزگی نفس اور روحانیت کا بہت بڑا دخل ہے حضرت امیرؒ کے وادی میں وارد ہونے پر سلطان قطب الدین نے جناب سیادت کی تعظیم و تکریم سچے دل اور پاک صاف نیت سے کی پیدل چل کر ان کا استقبال کیا۔ دوران ورود جناب امیرؒ کو یہ بات سننے میں آئی کہ یہاں علاوہ الدین پورہ (موجودہ خانقاہ معلیٰ) میں رباط خور و ایک چھوٹا مسافر خانہ ہے جہاں بتوں کی پوجا بھی ہوتی ہے جنہیں ایک جوگی راہب نے ایک جن کو سخر کیا

ہے وہ اکثر یہاں کے لوگوں سے نذر و نیاز کے طور پر شراب، روٹی اور کھانا ہوا بھیڑ مانگتا ہے اور پھر جو گیوں کی جماعت کیساتھ کھاتا ہے لوگوں سے کہتا ہے کہ اگر وہ روزانہ ان چیزوں کا انتظام نہ کریں تو میں ہر روز تمہارا ایک ایک آدمی کھا جایا کرونگا اسوجہ سے شہر کے کافر بھی اور مسلمان بھی مطلوبہ چیزوں کو اپنی باری پر لاتے تھے اگر کبھی کسی کی باری میں دیر ہوتی تو جوگی شیطانی استدرج سے غائب ہوتا تھا پھر اس باری والے آدمی پر دیو کا تصرف کر کے مارتا تھا۔ حد یہ کہ سلطان قطب الدین بھی باوجود مسلمان ہونے کے ہر روز صبح کے وقت اس جوگی کے بت خانہ میں حاضر ہوا کرتا تھا حضرت امیر کبیرؒ اپنی جماعت سادات کرام کیساتھ اسی مسافر خانہ میں ٹھہرے جوگی جان گیا کہ اب اسکے استدرج اور شعبہ بازی کا آخری وقت آیا ہے اسلئے مباحثہ کیلئے حضرت امیرؒ کے پاس آکر اس بات کا دعویٰ کیا کہ میں سیر ملکوت السموات کرتا ہوں میں نے غیب کے حکم سے یہاں کے لوگوں کیلئے روزانہ ضیافتیں لانے کا حکم دیا ہے۔ اس پر حضرت امیر کبیرؒ نے فرمایا کہ راہب جو کچھ کمالات تجھے حاصل ہیں انکو ظاہر کرو تا کہ تمہارا یہ بت خانہ میں ویران نہ کروں۔ اسکے بعد حضرت امیرؒ نے بت خانہ کو توڑنے کا حکم دیا یہاں پر ایک سو بیس (۱۲۰) بت تھے ان میں ایک بڑا بت تھا جب اسکو توڑا گیا تو اسکے چار ٹکڑے ہوئے اسکے درمیان میں بھونچ پڑ کا ٹکڑا نکلا جس پر لا الہ الا اللہ لکھا ہوا تھا۔ جوگی کے یہ دیکھ کر ہوش اڑ گئے لیکن اسکے بعد بھی بحث پر آمادہ رہا حضرت امیرؒ نے جوگی سے کہا کہ اگر تجھے کشف السموات ہے تو جہاں تک تمہاری پہنچ آسمانوں میں ہے وہاں تک پہنچ کر دکھاؤ جوگی مذکورہ فوراً ہوا میں اڑنے لگا یہاں تک کہ غائب ہو گیا حضرت امیرؒ نے اپنے مرید خاصؒ حضرت سید محمد بیہتیؒ کو اشارہ کیا حضرت سید جوش میں آگے اپنا نعلین اتار کر ہوا میں پھینکا۔ نعلین بھی غائب ہوا کچھ ہی دیر بعد نعلین نے جوگی کو پھینٹے ہوئے زمین پر حضرت امیرؒ کے قدموں میں اتارا۔ جوگی کے اس بدترین حال کو دیکھ کر تقریباً (۴۰۰۰) چار ہزار افراد مرد و زن، پیر و جوان نے بہ یک وقت ایمان لایا۔ بت خانہ کو ویران کیا گیا جوگی ایمان لایا بلکہ اسکا جن بھی مشرف بہ اسلام ہوا سلطان قطب الدین نے حضرت امیرؒ کو انکے سات سو (۷۰۰) مصاحبین کیساتھ دعوت کی، حضرت امیرؒ اسکے گھر گئے۔ سلطان کے حالات کی چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ سلطان کے نکاح میں دو سگی بہنیں ہیں اس پر حضرت امیرؒ نے سلطان سے فرمایا کہ اس قسم کی شادی حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ ”وان تجمعوا بین الاختین الا ماقد سلف“ سلطان نے فوراً حضرت امیرؒ کے فرمان کے مطابق دونوں کو طلاق دی جو بڑی بھی وہ عارفہ و عابدہ نہیں چھوٹی کا تجدد نکاح ہوا اور وہی سلطان سکندر بت شکن کی ماں بنی (ماخوذ از تاریخ کشمیر سید علی)۔ غرض اس عمارت کی کمزور

انہیادوں کو حضرت امیرؒ نے نئے سرے سے اپنی باطنی و ظاہری کاوشوں سے مضبوط کیا اور تعمیر کیا پھر لوگوں کو دین اسلام سے دائمی و مستحکم رشتہ استوار کرنے کیلئے بہت ساری تصانیف دیدیں، جن میں ”ذخیرۃ الملوک، چہل اسرار، کتاب اسرار النقط، شرح اسماء اللہ، شرح فصوص الحکم، شرح قصیدہ خمریہ فارسیہ وغیرہ کے علاوہ روزانہ ذکر کیلئے ”اورادہ فتحیہ“ کا نسخہ بھی عطا کیا۔ جو کہ آپؒ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے بمقام بیت المقدس برائے مسلمانان کشمیر حاصل کیا تھا آپؒ فرماتے تھے کہ بمقام بیت المقدس نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہوئے آپ ﷺ نے میری طرف ایک رسالہ بڑھاتے ہوئے فرمایا: ”خذ هذه الفتحة“ ”لو فتحیہ ہے“ میں نے دیکھا تو ذکر و آواز کا پر مشتمل رسالہ تھا جبکا نام حسب فرمان نبی ﷺ ”اورادہ فتحیہ رکھا۔“ (تفصیل کیلئے دیکھیں انتباہ فی سلاسل اولیاء از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) یہ رسالہ اورادہ فتحیہ مسلمانان کشمیر کیلئے صرف ایک وظیفہ ذکر ہی نہیں بلکہ یہ مسلمانان اہل سنت والجماعت کے عقائد کی تحفیظ کا رسالہ بھی ہے جس کیلئے اوراد شریف کے یہ الفاظ شاہد ہیں۔

رضینا باللہ تعالیٰ ربنا و بالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ورسولا،
وبالقرآن اماما و بالکعبۃ قبلۃ و بالصلوۃ فریضۃ و بالمومنین اخوانا، و بالصدیق،
وبالقاروق، و بادی النورین و بالمرئضی ائمة، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین.

ان الفاظ مبارکہ میں مسلمانان اہل سنت، اللہ کو اپنا رب مانتے ہوئے، اسلام کو اپنا دین، حضرت محمد ﷺ کو اپنا نبی اور رسول، قرآن مقدس کو اپنی راہنما کتاب، کعبہ مقدسہ کو اپنا قبلہ، نماز کو فرض عبادت تسلیم کرتے ہوئے اور باایمانوں کے آئینہ بھائی بھائی ہونے کا اعلان کرنے کے ساتھ ہی ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین چاروں حضراتؒ کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں اسکے بعد اوراد شریف کے آخر میں آنحضرت ﷺ پر درود و سلام کے ۱۷ آئینے جن میں ”ک“ واحد حاضری ضمیر کے ساتھ ہی ”یا“ بد کا بھی استعمال ہوا ہے۔ ان سب صیغہائے درود و سلام میں جو حضور پر نور ﷺ کے صفات بیان کئے گئے ہیں ان صفات کا بھی براہ راست تعلق مسلمانوں کے ایمان سے ہے اسی ایمان کا اعلان ہر مسلمان صبح سویرے اللہ کے گھر میں اجتماعی طور پر اعلان کرتا ہے ہاں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ اوراد خوان مسلمانوں کو کوئی بھی باطل تحریک متاثر نہیں کر سکتی کیونکہ اوراد شریف میں جا بجا باطل فکروں کا رد ہے جیسے مرزا غلام قادیانی نے حضور پر نور ﷺ کی خاتمیت پر ڈاکہ ڈالنا چاہا لیکن حضرت امیر کبیرؒ نے صدیوں پہلے درود و سلام کے مندرجہ صیغہ میں باطل فکر

تاکاد یا نیت کا رد کر کے رکھا ہے۔ ”الصلوة والسلام علیک یا خاتم النبیین“ جو مسلمان صبح سویرے باواز بلند حضور کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کرتا ہو پھلا وہ کیسے کسی باطل فکر کے فریب میں آ سکتا ہے۔ آئیے یہاں وظیفہ اوراد شریف کے آخر میں درود و سلام کے ۷ اصیغہائے مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کے اعلیٰ صفات کا مشاہدہ کریں۔

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا حبیب اللہ ﷺ

درود و سلام آپ پر اے اللہ کے رسول ﷺ، درود و سلام آپ پر اے اللہ کے محبوب ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا خلیل اللہ ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا نبی اللہ ﷺ

درود و سلام آپ پر اے اللہ کے دوست ﷺ، درود و سلام آپ پر اے اللہ کے نبی ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا صفی اللہ ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا خیر خلق اللہ ﷺ

درود و سلام آپ پر اے اللہ کے پنے ہوئے ﷺ، درود و سلام آپ پر اے اللہ کے خلقت میں سب سے اول ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا من اختاره اللہ ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا من ارسله اللہ ﷺ

درود و سلام آپ پر اے اللہ کے اختیار کئے ہوئے ﷺ، درود و سلام آپ پر اے اللہ کے بھیجے ہوئے ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا من زینہ اللہ ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا من شرفه اللہ ﷺ

درود و سلام آپ پر اے اللہ کے زینت دیئے ہوئے ﷺ، درود و سلام آپ پر اے اللہ کے بزرگ کئے ہوئے ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا من کرمه اللہ ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا من عظمه اللہ ﷺ

درود و سلام آپ پر اے اللہ کے معزز کئے ہوئے ﷺ، درود و سلام آپ پر اے اللہ کے عظمت دیئے ہوئے ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا سید المرسلین ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا امام المتقین ﷺ

درود و سلام آپ پر اے رسولوں کے سرور ﷺ، درود و سلام آپ پر اے پرہیزگاروں کے امام ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا خاتم النبیین ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا شفیع المذنبین ﷺ

درود و سلام آپ پر اے نبیوں کے سر (ختم کرنے والے) ﷺ، درود و سلام آپ پر اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے ﷺ

الصلوة والسلام علیک یا رسول رب العالمین ﷺ

درود و سلام آپ پر اے ساری دنیا کے مالک (پالنہار) کے بھیجے ہوئے ﷺ

غرض مندرجہ بالا صفات سے اپنے نبی محترم ﷺ کو روزانہ صبح سویرے باواز بلند اجتماعی طور پر یاد کرنے والے مسلمانوں کے ایمان و عقائد کا مضبوط ہونا لازمی ہے۔

الغرض اوراد شریف میں درج یہ عقائد اور یہ علامات مسلک اہل سنت والجماعت کو ظاہر کرتی ہیں حضرت امیر اسی مسلک پر خود بھی تھے اور اہل کشمیر کو بھی اس مسلک پر رہنے کی تلقین کی جیسا کہ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر صاحبہ نے حضرت امیر پراپنی تحقیقی تصنیف ”سید میر علی ہمدانی“ کے صفحہ ۱۶۳ پر حضرت امیر کی ہی تصانیف ذخیرۃ الملوک، رسالہ اعتقاد یہ امیر یہ وغیرہ کے حوالے سے یوں لکھا ہے کہ شاہ ہمدان کے مسلک اہل سنت پر ہونے کی سب سے واضح دلیل خود انکی اپنی تحریریں اور عقائد ہیں ایک موقع پر آپ فرماتے ہیں ”صحابہ کرامؓ بعد از نبی بہترین خلق اند و بہترین ایشان چوں ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ذخیرۃ الملوک ہی میں پُر زور الفاظ میں لکھا ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے اصول پھیلانے اور اپنے رسالہ ”خواطیریہ“ میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن کرتے ہیں۔ غرض اسی مسلک کی تجدید و تحفیظ کیلئے وظیفہ ”اوراد فتحیہ“ روزانہ بعد فجر بالجہر (بلند آواز سے) پڑھنے کا حکم فرمایا گیا اوراد فتحیہ مجموعہ ذکر خدا ہی نہیں بلکہ تذکرۃ اظہار ایمان بھی ہے جس کا باواز بلند ہی ہونا بہتر اور افضل ہے اس بات کا ثبوت تاریخ کشمیر از سید علی کے صفحہ نمبر ۳۹ پر ہمارے جد بزرگوار حضرت میر شاہ سید احمد کرمانی کے تذکرہ کے ذیل میں یوں ملتا ہے ”کہ یہ بزرگ رتبہ والے (حضرت شاہ کرمان) حنفی مسلک سے وابستہ تھے۔ جب اُس نے کشمیر میں دیکھا کہ ہر مسجد میں اوراد فتحیہ کو پانچوں وقت پڑھا جاتا ہے (یہاں عبارت کا مفہوم وضاحت طلب ہے) تو انہوں نے مسلمانوں کو اوراد فتحیہ پڑھنے کی ممانعت کی۔

کچھ عرصہ کے بعد شہر سے جانے کا عزم کیا تو بارہمولہ کے راستے جانے لگا جب موضع بنیار کے نزدیک اپاہک مرگ پہنچے تو وہاں رات گزار دی جب نماز فجر ادا کی تو مراقبہ میں ہوئے۔ اسی دوران میر سید علی ہمدانی نیزہ ہاتھ میں لئے حاضر ہوئے انہوں نے سید احمد کو نیزہ

پار نے کارادہ کیا۔ سید احمد نے اس بارے میں پوچھا کہ اے بھائی ہمدانی میری طرف سے کون سی تفسیر سرزد ہوئی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بدترین حرکت یہ ہوئی ہے کہ تم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ورد (یعنی اوراد فقہیہ) کو منع کیا ہے یہی (ورد) شہر میں اسلام پھیلنے کا باعث ہوا۔ یہ سن کر انہوں نے اس بات کیلئے توبہ کی وہاں سے ننگے پاؤں پیادہ (پیدل) چل کر شہر کشمیر کی طرف واپس آئے شہر کے ہر کوچہ اور ہر مسجد میں چلا گیا اور لوگوں کو تلقین کی کہ وہ اوراد فقہیہ باضابطہ نماز کے بعد پڑھا کریں اور صبح و شام دوبار اوراد فقہیہ پڑھا کریں۔ بعد میں اسی شہر میں (سید احمد) نے وفات پائی۔ مزار قطب الاقطاب شیخ بہاوالدین علیہ رحمۃ والرضوان میں مدفون ہیں (ماخوذ از تاریخ کشمیر۔ سید علی۔ شائع کردہ سنٹر آف سنٹرل ایشین سٹڈیز یونیورسٹی آف کشمیر صفحہ نمبر ۳۹-۴۰)

اس طرح سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ یہ ذکر اوراد فقہیہ اہل سنت والجماعت کا تذکرہ اظہار ایمان یا یوں کہیں اعلان نامہ ایمان ہے جس کا ذکر باواز بلند ہی کرنا لازم ہے کیونکہ اس کے الفاظ میں یہ تاثیر ہے کہ یہ ذکر حق وادی میں اسلام پھیلنے کا باعث ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ورد مبارک سالک کو ہر صبح روحانیت کے مقامات عالیہ کی معراج کراتا ہے۔ اسی لئے حضرت علمدار فرماتے ہیں۔

فجر یزد گزرا کہ شوب کا ژا آسی
فجر رتزی لسم یو پان
ذکر اوراد و وظیفہ آسی
ہکے کس کر تھڑبے رتزمان

احقر نے جب اپنے پیر و مرشد جناب حضرت سردار محمد لطیف بیگ صاحب سے کوئی وظیفہ مرحمت فرمانے کی درخواست کی تو حضرت پیر صاحب نے فوراً فرمایا ”میں کیا دوں گا حضرت امیر کبیر تو ”اوراد“ دے کر گئے ہیں اسی کو روزانہ پڑھا کریں۔

بہر حال جب محسن کشمیر، علی ثانی، حضرت امیر کبیر، میر سید علی ہمدانی ۸۶ھ میں اپنے آبائی وطن کی طرف واپس لوٹے گئے تو بمقام پکھلی (آزاد کشمیر) ۶ ذی الحجہ ۸۶ھ کو وہ اصل بحق ہوئے۔ واقعہ ذلالت الموت کے بعد، سبھی تذکرہ نگاروں اور مورخوں نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ خضر شاہ، مقامی باشندے اور حضرت شاہ ہمدان کے ہمراہ بزرگان دین، کشمیر سے ہرکاب عقیدت مندوں میں سے ہر گروہ نے اپنے اپنے وطن میں حضرت شاہ ہمدان کو سپرد خاک کرنے پر اصرار کیا، اور جب کوئی متفقہ فیصلہ نہ ہو سکا تو حضرت شاہ ہمدان کے معتمد اور معتبر ارادت مند حضرت شیخ قوام الدین بدخشی نے تجویز پیش کی کہ غسل و جنازہ کے بعد جس گروہ سے تابوت اظہار اٹھے گا اسی گروہ

کے ملک میں آپ کو زمین کے حوالے کر دیا جائے گا غسل اور جنازہ پڑھے جانے کے بعد ہر گروہ نے تابوت شریف اٹھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن ان سے تابوت شریف نہ اٹھنا تھا، نہ اٹھا۔ آخر میں حضرت شیخ قوام الدین بدخشی آگے بڑھے اور انہوں نے اکیلے تابوت شریف کو اٹھایا اور اپنے قافلہ کے ساتھ وہاں سے ختلان کی طرف روانہ ہوئے چھ ماہ میں پکھلی سے ختلان کا دور و دراز سفر طے ہوا اور آپ کو ۲۵ ماہ جمادی الاول یا ۵ ماہ جمادی الثانی (تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے) میں قرنیہ علی شاہ موجودہ کولاب علاقہ ختلان ملک تاجکستان میں سپرد خاک کیا گیا دفن کے وقت حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے جسد اطہر سے خوشبو پھوٹ رہی تھی آپ کی نعش مبارکہ تروتازہ تھی گویا ”لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون“ کی عملی تفسیر تھی بہر حال یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے دو عرس منائے جاتے ہیں ایک عرس ۶ ماہ ذوالحجہ جب آپ کا وصال ہوا دوسرا عرس جب آپ کو چھ ماہ بعد وصال ختلان میں سپرد خاک کیا گیا اس دوسرے عرس کو اسی لئے عرس ختلان کہتے ہیں۔

غرض حضرت بلبل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تک کشمیر میں اسلام کی بنیاد مسلک اہل سنت والجماعت پر ہی ڈالی گئی اور یہی مسلک پوری دنیا میں طلوع اسلام سے آج تک اکثریتی مسلک یعنی مسلک سواد اعظم ہے مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سواد اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو اور بیشک جس نے سواد اعظم کو چھوڑا وہ تنہا ہی دوزخ میں ڈالا جائیگا (مشکوٰۃ جلد اول، حدیث نمبر ۳۳۱۶۲، کتاب و سنت پر عمل اور یقین)۔ کشمیر میں آغاز اسلام کے بعد کم و بیش دو سو (۲۰۰) سال تک تمام مسلمان اسی عقیدہ اہل سنت والجماعت یعنی جماعت سواد اعظم پر قائم رہے یہی مبارک زمانہ کشمیری مسلمانوں کا وہ بہترین زمانہ ہے جب مسلمانان کشمیر کو ایمان و امان و تندرستی، علم و عمل و فراخ دستی جیسے انعامات خداوندی حاصل ہوئے یعنی مسلمانان کشمیر اس دور میں روحانی، دینی، اقتصادی، معاشی، علمی اور سیاسی اعتبار سے بہت ہی خوشحال تھے اس دور کو مسلمانان کشمیر کا دور خیر القرون کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔



باب دوم

اہل سنت مسلمانان کشمیر میں تشیع کے نام پر تقسیم اول

مقتدر شیعہ ادیب، شاعر و محقق جناب غلام مصطفیٰ نشاط انصاری مرحوم، دہلہ بارہمولہ نے کشمیر میں مسلمانوں کے اندر شیعہ کے نام پر تفریق اول کی تاریخ قلمبند کرتے ہوئے شمس الدین اراکی کو اس تفریق اول کا بانی تسلیم کیا ہے۔

جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ اینڈ کلچر کی طرف سے ۱۹۹۸ء میں شائع کی گئی کتاب ”اولیائے کشمیر“ کے (صفحہ نمبر ۲۰۶-۲۰۴) پر غلام مصطفیٰ نشاط انصاری صاحب کی طرف سے ”میر شمس الدین اراکی“ کے عنوان سے ایک تاریخی مضمون آیا ہے۔ نشاط انصاری صاحب نے کشمیر میں شیعہ مسلک کے بانی اور منوس میر سید محمد شمس الدین اراکی کو بتایا ہے بلکہ اسی مضمون میں جناب انصاری صاحب نے بعد تحقیق شمس الدین عراقی کو عراقی کے بجائے ”اراکی“ لکھا ہے انصاری صاحب لکھتے ہیں کہ شمس الدین اراکی کا تعلق اباجہ شیعہ مسلک سے تھا مزید لکھتے ہیں کہ شہیری خاندان کے دسویں بادشاہ سلطان حسن شاہ، جو زین العابدین بڈشاہ کا پوتا تھا، کے دور حکومت (۸۴۲ء-۸۷۲ء) میں میر شمس الدین اراکی والی خراسان کی طرف سے سفیر ہو کر یہاں آئے تو منصب سفارت پر رہتے ہوئے انہوں نے اپنے آٹھ سالہ قیام کے دوران واوی کشمیر میں اپنے اُس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا جسے وہ منصب سفارت سے قطع نظر ایران سے اپنے ساتھ لے آئے تھے اور وہ مشن تھا اشاعت اسلام میں شیعہ مسلک کی داغ بیل ڈالنا اسکو ترویج اور ترقی کیلئے دل جمعی کیساتھ کام کرنا، یہاں میر اراکی شیخ الاسلام بابا اسماعیل کبروی کے حلقہ میں شامل ہو کر درپردہ اخفا اُنکے ارادت مندوں پر حاوی ہو کر انہیں شیعہ کیلئے دعوت فکر دے کر راغب کرا چکے۔ اس سلسلے

میں وہ اس وقت کی ایک مقتدر اور صاحب ثروت شخصیت حسن آباد کے بابا علی نجار کو سب سے پہلے

اپنا ہم خیال بنا چکے۔ (صفحہ نمبر ۲۰۶)

یونیورسٹی آف کشمیر کے سینئر آف سنٹرل اسٹڈیز کی طرف سے شائع کی گئی ”تاریخ کشمیر“ از سید علی کے (صفحہ نمبر ۲۶) پر شمس الدین عراقی کی کشمیر آمد کے بارے میں مورخ یوں رقم طراز ہے:

”شمس عراقی کہ جس نے سلطان حسین مرزا حاکم خراساں کی جانب سے سلطان حسن شاہ کیلئے دوستی کے خطوط کے علاوہ ایک پوشتین خاص لباس لایا جو بطور تحفہ اسکے ہاتھ ارسال کئے تھے یہاں پہنچ کر اس نے حکومت کے ارکان میں نفاق پیدا کر دیا۔ ان ہی دنوں حسن شاہ نے وفات پائی اور تختہ و فساد پیدا ہوا جس کی وجہ سے شمس عراقی کو آٹھ سال تک کشمیر میں انتظار کرنا پڑا۔ اُسکے دل میں خیال تھا کہ امراء کشمیر کو اپنے موافق بنا کر ملک کو اپنے قبضہ میں لاؤں لیکن اس کی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ ان ہی دنوں یہاں بزرگ والا مرتبہ شیخ اسماعیل بن شیخ فتح اللہ الحافظ مذہبی رہنما تھا۔ اسکا اور اسکے باپ کی یہاں کے لوگوں میں کافی عزت تھی اسکی بابرکت سعادت کی بدولت اس مولوی شمس عراقی کو کوئی کامیابی نہ ہوئی پھر وہ فتح شاہ کے عہد میں تحفہ و ہدایا لے کر واپس خراساں چلا گیا سلطان حسن شاہ نے (۱۳) سال (۵) دن حکومت کی اور ۸۹۳ھ میں وفات پائی۔“

(از صفحہ نمبر ۲۶ تاریخ کشمیر از سید علی)

”سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد سات سال کی عمر میں اسکا فرزند محمد شاہ بن حسن شاہ سلطنت کے تخت پر بیٹھا اسی محمد شاہ نامی والی کشمیر ہی کے زمانہ میں میر شمس الدین اراکی نے ایک شخص کو کشمیر بھیجا تاکہ وہاں کی خبر لائے کہ آیا شیخ اسماعیل زندہ ہے یا وفات پا گیا ہے جب اس (میر شمس الدین عراقی) کا بھیجا ہوا آدمی یہاں پہنچا تو اس نے یہاں کے حالات معلوم کئے کہ شیخ اسماعیل بوڑھا ہو گیا ہے اور اس کا خلیفہ بابا علی ہوا ہے۔ اکثر لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر دریافت کر کے اُس شخص نے یہ خبر اُس (میر شمس الدین عراقی) تک پہنچائی۔ جب اُس (میر شمس الدین عراقی) کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ اس طرف آیا۔ کشمیر میں داخل ہوتے وقت اُس نے ایک علم (جھنڈا) اٹھا کر اپنے آپ کو ایک شیخ کی مانند ظاہر کیا بابا علی کے نام ایک خط لکھا اس سے پہلے چونکہ سب اس بات سے واقف تھے کہ بابا علی ایک نادان نجار ہے اگرچہ وہ ایک

عبادت گزار تھا، مگر وہ کوئی علم نہیں رکھتا تھا (علم سے بے بہرہ تھا) جب کہ خط بابا علی کو پہنچا۔ بابا علی اُس کے استقبال کے لئے نکلا۔ اس نے دیکھا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے اس سے پہلے سلطان حسین مرزا کی چٹھیاں لائی تھیں۔ وہی وضع و شکل والا یہ شمس عراقی ہے۔ جس نے ایک لکیر (خط) کھینچا ہے۔ (جس کا مطلب یہ ہے) کہ میں سید محمد نور بخش کا خلیفہ (پیروکار) ہوں اور اُس کے ارشاد کے مطابق یہاں آیا ہوں بابا علی نے سادہ لوح ہونے کی وجہ سے اس پر اعتقاد کیا، اور اس خط (سند) پر بھی اعتماد کیا اُس کو اپنے گھر لایا اور اپنی خانقاہ میں بٹھایا۔“

(ماخوذ از تاریخ کشمیر صفحہ نمبر ۲۸)

چونکہ شیخ اسماعیل بوڑھے ہو چکے تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے بیمار بھی رہتے تھے یہ اطلاع پا کر شمس الدین عراقی دوبارہ وادی میں وارد ہونے میں کامیاب ہوا اور شیخ اسماعیل کے ہی خلیفہ بابا علی نجار کے ذریعہ یہاں روحانیت کے نام پر اپنا بازار بھی گرم کیا شیخ الاسلام بابا اسماعیل کے انتقال کے بعد اس کا فرزند بابا فتح اللہ اس کا جانشین ہوا دوسری طرف سے حاکم وقت محمد شاہ کو میر شمس الدین عراقی کے ساتھ عقیدت نہ تھی لیکن میر شمس الدین عراقی کی ہی روحانیت کا دور دورہ تھا وہ اپنے آپ کو مسلک اہل سنت والجماعت سے ظاہر کرتے تھے آخر کار محمد شاہ کے انتقال کے فوراً بعد اس نے اپنا بازار گرم کیا اور محمد شاہ کے بیٹے اسماعیل شاہ کے دور میں اُس نے اپنا مذہب اصلی ظاہر کیا اور ”احوط“ نامی کتاب تالیف کی۔ اس میں اس نے غیر سنی عقائد کا اظہار کیا جب یہاں کے لوگوں کو اسکے عقائد معلوم ہوئے تو افسوس کرنے لگے مگر بعد میں افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا جب یہ مذکورہ کتاب ہمایوں بادشاہ کو پیش کی گئی تو ہمایوں بادشاہ نے اس سلسلے میں صلحاء کو جمع کیا اور اُن کو اس کتاب کا معائنہ و ملاحظہ کرنے کو کہا (بعد معائنہ احوط کتاب) اُن کو معلوم ہوا کہ سید محمد نور بخش اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے اور وہ سنی تھے لیکن اس کتاب کے مؤلف کے تمام عقائد رافضی ہیں اس کتاب کے سید احمد بن سید محمد، ابدال ماگرے کے فرزند اور ملک رنگی چک نے ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں لے کر پیش کیا تھا۔

(ماخوذ از تاریخ کشمیر۔ سید علی۔ صفحہ نمبر ۳۰-۳۱)

اس طرح میر شمس الدین عراقی یہاں پر اپنے عقیدے کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوا۔ اگرچہ اہل سنت علماء وقت نے اس تفریق اول بخلاف ڈٹ کر مقابلہ کیا اور شمس الدین عراقی کی ڈالی ہوئی بنیادوں کو تباہ کر دیا لیکن نشانات افرادی

صورت میں باقی رہ ہی گئے اور وہی اہل تشیع کہلانے لگے۔ اس وقت کے علماء کشمیر کی دستار حضرت شیخ الاسلام بابا اسماعیل نے انکاؤٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ شیخ فتح اللہ خواجہ خواجوں کے فرزند ارجمند بھی تھے اور خلیفہ بھی، آپ روشن دل، پرہیزگار، خدا ترس تھے آپ کشمیر کے شیخ الاسلام تھے کوہ ماران کے دامن میں شمال کی طرف راجہ ہرش دیو کے بت خانہ کو گرا کر ایک بلند اور وسیع خانقاہ تعمیر کی جسکے تین سو ساٹھ چھوٹے چھوٹے کمرے تھے اسی میں لوگوں کو راہِ خدا دکھانے میں اور ہدایت کرنے اور ظاہری و باطنی فیض پہنچانے کیلئے مرشدی کی گدی بچھائی اور لشکر جاری کیا۔ ہزار ہا فقیر، مسکین اور طالب علم دور دراز ملکوں اور شہروں سے آکر یہاں جمع ہو گئے سکھوں کو لشکر سے روٹی ملتی تھی۔ خانقاہ میں چار سو صوفی روزانہ ”اوراؤ فتحہ شریف“ بالجبر (باوازا بلند سے) پڑھا کرتے تھے اور علاقہ بھاک کے دیہاتوں کے لوگ جو کئی کئی میلوں کی دوری پر تھے ان اوراد پڑھنے والے صوفیوں کی اوراد پڑھنے کی آواز سنتے تھے طالب علموں کی ذری کتابیں اور دیگر ضرورت کی چیزیں اپنی گھر سے دیتے تھے ہر آدمی کی ظاہری و باطنی تربیت نہایت خوش دلی سے کرتے تھے۔ اسکے بعد اُن کے فرزند حضرت بابا فتح اللہ ثانی جو حضرت محبوب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھی تھے نے سختی کیساتھ شمس اراکی کی تحریک کا مقابلہ کیا۔ تاریخ کشمیر از حسن صاحب کھوئی ہامی میں لکھا ہے کہ حضرت بابا فتح اللہ نے اپنے تین بیٹوں کے نام تین خلفاء کے ناموں پر رکھے تھے ایک کا نام ابوبکر، دوسرے کا نام عمر، تیسرے کا نام عثمان رکھا۔ اس نیت سے کہ جب شمس اراکی خلفاء ثلاثہ پر سب پڑیں مگر کہیں تو وہ برائی خلفاء ثلاثہ تک پہنچنے کے بجائے میرے ان تینوں بیٹوں کو لگے اور نبی ﷺ کے پاک باز غلام اور ہمارے آقا خلفائے راشدین اس ردوبد سے محفوظ رہیں۔

(ماخوذ از تذکرہ اولیاء کشمیر از حسن صاحب کھوئی ہامی صفحہ نمبر ۱۹۹)

یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ ایک دفعہ جب امام اہل سنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کے نام ایک خط آیا آپ نے خادم سے کہا کہ پڑھ کر سناؤ، خادم نے خط پڑھا تو کہنے لگے حضور! کسی گستاخ رسول نے آپ کو نازیبا کلمات اور گالی لکھ کر بھیجی ہیں۔ یہ سن کر امام عشق و محبت خوش ہوئے خادم نے عرض کیا حضور! اس گستاخ رسول نے آپ کو گالی لکھ کر بھیجی ہیں اور آپ خوش ہو رہے ہیں؟ امام اہل سنت نے فرمایا، مجھے گالی لکھ کر بھیجی ہیں اسی لئے تو خوش ہو رہا ہوں کیونکہ جس وقت مجھے گالی لکھی ہوگی اس وقت تو

میرے محبوب رسول عربی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے سے باز رہا ہوگا۔

(ماخوذ از فیضان شریعت صفحہ نمبر ۱۰۵)

بہر حال حضرت بابا فتح اللہ کے بعد انکے شاگرد سیدنا حضرت محبوب العالم شیخ حمزہ مخدومی کشمیری، حضرت شیخ یعقوب صرہی، حضرت بابا داؤد خاکی وغیرہم نے ایک عظیم ریاست گیر تحریک چلا کر مسلک اہل سنت کی حفاظت کی جسکی وجہ سے مسلک اہل سنت والجماعت کی بہار پھر سے وادی کشمیر میں دکھائی دی۔ ۹۵۰ھ میں مذکورہ بالا حضرات اولیاء کاملین تحریک اہل سنت کی تجدید و تحفیظ میں مشغول تھے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ جس طرح حضرت سید بلبل شاہ صاحب نے اسلام کی بنیاد کشمیر میں ڈالی تو حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کے ہاتھ پر پوری وادی یکا یک اسلام کی طرف پلٹی یعنی حضرت سید بلبل شاہ صاحب کی دعوت دین کا حقیقی اثر حضرت امیر کے دور میں دکھائی دیا۔ اسی طرح حضرت امیر کبیر کی منظم اسلامی دعوت سے برآمد ہونے والے ثمرات کو جب غیر سنی فکر نے آگیا تو علماء و صلحاء نے اس کے خلاف منظم کوششیں کیں اور مسلک اہل سنت کی تحفیظ شروع کر دی لیکن فتح مبین حضرت شیخ حمزہ مخدوم کو عطا ہوئی۔ حضرت بابا نصیب الدین غازی جو حضرت محبوب العالم کے خلیفہ تھے فرماتے ہیں ”سی لکھ مرید با صفا اندر جناب کبریا“ تمیں لاکھ مرید حضرت محبوب العالم کے تھے قریہ قریہ بہستی بہستی حضرت محبوب العالم نے اسفار کئے۔ لوگوں کو دعوت و تبلیغ، تقریر اور تحریر کے ذریعہ مسلک اہل سنت کے حق ہونے کے دلائل پیش کئے اور غیر اہل سنت افکار کا رد کیا۔ عوام الناس کو ذکر و اذکار کے سلسلے میں اور افقیہ شریف بعد خفقن (عشاء) بھی پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ اوراد شریف فقط ذکر اللہ ہی نہیں ہے بلکہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کا ترجمان و تفسیر ہے۔ جیسا کہ علامہ بابا داؤد خاکی ”قصیدہ لامیہ“ میں حضرت بابا ہر دی ریٹی کے صحیح العقائد ہونے کیلئے اپنے پیر برحق حضرت سلطان کے سامنے اور افقیہ بعد فجر پڑھنے کو ہی بطور ثبوت پیش کرتے ہیں حضرت خاکی یوں فرماتے ہیں کہ حضرت بابا ہر دی ریٹی صاحب ایک پاک باز مومن، عارف باللہ، پیغمبر اسلام ﷺ کے سچے عاشق اور اہل بیت واصحاب کرام کے محب صادق تھے۔ وہ صدق دلی سے ائمہ کرام اور مشائخ عظام کے عقیدت مند تھے ہر وقت اوراد و اذکار میں محو رہتے ہر روز فجر کے وقت اور افقیہ پڑھتے تھے جو ان کے صحیح الاعتقاد ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے (کشمیر میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ریثان کرام کا حصہ ”از ذاکر

فاروق بخاری مرحوم، فرزند علامہ سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری، ماخوذ از ماہنامہ النور باغدی پور جولائی اگست ۱۹۹۵ء صفحہ نمبر ۴۱) یہی وجہ ہے کہ حضرت محبوب العالم کے دور مبارک میں اس اوراد شریف کو تسلسل کیساتھ بعد فجر تو پڑھتے ہی تھے لیکن حضرت محبوب العالم نے باطل کا زور توڑنے کیلئے عوام الناس کو یہ وظیفہ بعد خفقن بھی پڑھنے کی تلقین کی۔ جیسا کہ ورد المریدین کے اس مصرعہ سے ظاہر ہے۔
”بعد خفقن ہم بخواں اور افقیہ بہ صدق“ (ورد المریدین، تاج العارفین صفحہ نمبر ۱۵)۔ اسی طرح تحریری سطح پر حضرت بابا داؤد خاکی نے بحکم مرشد حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدوم ”ورد المریدین“ نامی قصیدہ مرتب کیا۔ جس نے مثنوی مولانا روم کی طرح عوام کو روحانی فیضان مہیا کیا۔ حضرت علامہ بابا داؤد خاکی نے اس قصیدہ کے ایک شعر میں اپنے عقیدہ اہل سنت کو یوں واضح کیا۔

مصطفیٰ ﷺ را ہم مع الاصحاب دیدہ بار ہا

زاں سبب در مذہب سنیہ راسخ تر شد است

حضرت شیخ حمزہ زمانہ طالب علمی میں تھے شمس واری کی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ علاقہ میں ایک حاجی صاحب حج کر کے واپس تشریف لائے تمام لوگ حاجی کی زیارت کو گئے حضرت شیخ حمزہ بھی گئے حاجی نے حضرت شیخ سے نام کام معلوم کیا پتہ چلا کہ آپ طالب علم ہیں تو آپ سے کہا کہ ان کتب کے بجائے رسالہ امامیہ وغیرہ کتب پڑھو اس بات سے طالب علم شیخ حمزہ بہت منتشر ہوا آخر کار ٹھکان لی کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے خود سنی اور شیعہ کے درمیان صحیح جماعت کی رہنمائی نہیں کرے گا میں کچھ نہیں کھاؤں گا یہ نیت کر کے کوہ ماران کی مسجد شریف میں متکف ہوئے۔ ابھی تین ہی دن گزرے تھے کہ حضرت محبوب العالم نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی پیکر آپ کی طرف بڑھ رہا ہے انکے ساتھ اور بھی لوگ ہیں آپ نے خواب میں ہی معلوم فرمایا کون ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ رسول عربی ﷺ اور انکے چہار یار با صفا ہیں تو حضرت محبوب العالم فرماتے ہیں کہ میں نے صلوٰۃ وسلام پڑھنی شروع کی تو پہلے سیدنا حضرت صدیق نے نصیحت فرمائی کہ اگر ابدی آرام و نجات چاہتے ہو تو اللہ و رسول ﷺ کی محبت کے بعد چار یار با صفا کی محبت دل میں رکھ اور جب تک دنیا میں رہو گے اہل سنت والجماعت کے مذہب پر مضبوط رہ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے نصیحت فرمائی اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے نصیحت فرمائی اس کے بعد حضرت علیؓ مر تقی کرم اللہ وجہہ نے نصیحت فرمائی۔ حضرت شاہ ولایتؒ نے فرمایا ”اے عزیز! جو کوئی سید مثنوی ﷺ کے صحابہ میں سے ان

یاروں کو بہتر نہ جانے گا اور انکے چوتھے کا محبت نہ ہوگا اُس سے خدا اور رسول خدا ﷺ اور یہ تین یار اور میں بیزار ہوں اور سارے مومن اور فرشتے یہ کہہ کر سب غائب ہو گئے۔ میں بیدار ہوا تسلی ہوئی اور مسلک اہل سنت پر ڈٹ گیا۔ بارہا حضرت شیخ حمزہؒ نے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی زیارت کی اس بنا پر آپ مسلک سنیہ میں راسخ ہو گئے۔ یعنی نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھنا گھوٹے حدیث حق ہے اور اس کے ساتھ ہی خلفاء اربعہ کو دیکھنے کا مطلب یہ سب دربار نبوی ﷺ کے خاصان ہیں تو دربار نبوی ﷺ کے خاصان تو دربار حق کے خاصان ہو گئے۔ اسلئے ان حضرات کی محبت علامت ایمان ہے حضرت بابا داؤد خاکیؒ نے قصیدہ درد المریدین میں یہ بھی فرمایا کہ ۔

شعیہ و سنی یکے مستند ز اما اہل رفض

ادعائے شیعگی ایں سب و بغض انکر شد است

”شیعہ و سنی ایک اور برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں البتہ شیعہ ہونے کا دعویٰ کرنا پھر صحابہ کرام کا بغض و عداوت رکھنا اور معاذ اللہ سرکردہ اصحاب نبوی ﷺ کے نام صراحتاً یا کنایتاً سب و شتم کرنا نہایت مکروہ، ناپسندیدہ اور موجب رسوائی دارین ہے۔ یہی رفض کی علامت ہے، یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی بارگاہ میں ادنیٰ ترین گستاخی یا انکے دشمنوں جیسے یزید پلید سے تھوڑی سی محبت رکھنا بھی علامت رفض ہی ہے تو ایسے لوگوں اور ایسی جماعتوں سے سنی مسلمانوں کو ہمیشہ دور رہنا ضروری ہے۔ مسلمانان اہل سنت والجماعت کا ایمان یہ ہے جسکو امام اہل سنت نے اس شعر کے ذریعے بہت خوب واضح کیا ہے کہ۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ﷺ

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت بابا داؤد خاکیؒ اہل بیت کی عظمت کا اظہار ان اشعار میں فرماتے ہیں۔

ایں مشائخ را مسلسل اندر ارشاد و ادب

تا نبی اللہ و سید مرتضیٰ حیدر شد است

”یعنی مشائخ کرام کا علم سلوک کے آداب میں مسلسل سلسلہ حضرت نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے اور آپ ﷺ تک پہنچنے کیلئے بڑا وسیلہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ حضرت بابا داؤد خاکیؒ اس شعر میں بھی عقیدہ حق کا واضح اعلان کرتے ہیں۔

ماسبیان اُمت پیغمبریم نیز
ماستیم ز سلسلہ مرتضیٰ علی
خاکی دریں لقب کہ تو داری اشارت است
بابو تراب نسبت نھی کئی علی
اسی طرح اس شعر میں بھی اس کا اظہار کرتے ہیں۔

غم نہانید خورد مارا روز حشر از نفسی

منج ایں سلسلہ چون ساقے کوثر شد است

”یعنی قیامت کے دن ہمیں پیاس کا کوئی خوف نہیں ہوگا کیونکہ اس سلسلے یعنی سلسلہ

سہروردیہ کے مرشد اعظم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں وہی حوض کوثر کا پانی پلانے والے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کوثر کے جام بھر بھر کے شیر خدا کی طرف بڑھائیں گے اور حضرت علی مرتضیٰؒ

حضور ﷺ کے غلاموں میں تقسیم فرمائیں گے۔ غرض اصل روح دین بقول مولاناؒ روم ادب ہے

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

مسلمان انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہ السلام آچکے صحابہؓ اور اہل بیت اطہار علیہم السلام پھر

آپ ﷺ کے تبعین اولیاء کا ملین رحمہم اللہ کے بارے میں انتہائے ادب کو ملحوظ رکھیں۔ یہی اصل

ایمان ہے۔ فاعتبر وایا اولو الابصار۔

مندرجہ بالا حقیقی امتزاج کو حضرت ایٹان شیخ یعقوب صرّیؒ نے اس ”استغاثہ بہ دربار

نبوی ﷺ“ میں بخوبی اظہار کیا ہے قارئین کرام اس امتزاج کو اس نعت میں محسوس کریں گے دراصل

یہی حقیقی سنی مزاج روح ایمان اور تقاضائے اسلام ہے۔ یہ استغاثہ بھی اسی دور پر آشوب سے نجات

کیلئے حضرت ایٹانؒ نے دربار نبوی ﷺ میں کیا تھا۔ جو مقبول بارگاہ ہوا آج بھی وادی میں درود

حضور ﷺ کیساتھ پڑھتے ہیں احقر کو اس فارسی استغاثہ کو کشمیری منظوم ترجمہ کرنے کا شرف حاصل

ہوا جو ”المرکز الاسلامی“ کی طرف سے شائع بھی ہوا۔ حضرت ایٹانؒ کا استغاثہ مع ترجمہ مندرجہ ذیل

ہے۔

نعت شریف

دلہم افکار یارسول اللہ ﷺ
دل چھم یار یارسول اللہ ﷺ
روی خود واپکن زبرد یمن
باو قوم تھو تلخہ برد یمن
روی من از گناہ گشتہ سیاہ
روئے میان از گناہ گوشت سیاہ
تاج لولاک حق تر ابخشید
تاج لولاک تو بہ کھن بخشو
گرد نعلین تو تیا سازند
گرد نعلین خند چھ گاش چمن
بہر صدیق و عمر و عثمان
پاس صدیق و عمر و عثمان
بہر حسنین و اہل بیت بتول
پاس حسنین و اہل بیت بتول
اہل کشمیر گشتہ زار و خراب
و چھو کاثر گمت چھ کا تیاہ خراب
باز کشمیر کن زراہ کرم
وائے! کشمیر سون کریون آباد

سوئی جیلان روم بخد مت پیر
کنم اظہار یارسول اللہ ﷺ
اس شخص جیلان گوہو بخد مت پیر
گرو اظہار یارسول اللہ ﷺ
یابختلان روم بہ نزد امیر
گوش بگذار یارسول اللہ ﷺ
یابختلان گوہو چھ تیر میہ امیر
یو زمیانی زار یارسول اللہ ﷺ

عرض احوال خود بیان سازد
حال دل از پن و نان پانے
صرفی زار یارسول اللہ ﷺ
خند و انداز یارسول اللہ ﷺ

غرض حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدومی نے ہمعصر علماء و مشائخ کیساتھ مل کر علمی، دعوتی، تحریری، سیاسی اور روحانی سطح پر اہل سنت والجماعت کا بھرپور دفاع کر کے مسلک اہل سنت والجماعت کی نشاۃ ثانیہ فرمائی۔ زمانہ گذرتا گیا وادی کا اکثریتی فرقہ سنی رہ گیا لیکن شعبہ اقلیت بھی وجود میں آگئی یعنی پہلی بار یہاں مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے ایک سنی دوسرا شیعہ، سنی اکثریت یعنی سواد اعظم اور اہل تشیع اقلیت میں رہے۔



باب سوئم

اہل سنت مسلمانان کشمیر میں وہابیت کے نام پر ایک اور تقسیم

سنی مسلمانان کشمیر میں اہل تشیع کے نام پر تقسیم کی بڑی مدت کے بعد ”وہابیت“ اور ”نجدیت“ کے نام پر ایک اور تقسیم ہوئی اس سے پہلے کہ کشمیری مسلمانوں میں اس تقسیم ثانی کی تاریخ مرتب کریں۔ آئیے پہلے چند سوالات اور ان کے جوابات جانتے ہیں:

سوال نمبر ۱۔ وہابیت کیا ہے؟

سوال نمبر ۲۔ علماء عرب و عجم وہابیت کی خلاف کس طرح برسر پیکار ہوئے؟

سوال نمبر ۳۔ وہابیت دیار ہند میں کیسے داخل ہوئی؟

آئیے جوابات ملاحظہ فرمائیں: آخر ”وہابیت“ کیا ہے؟

کشمیر میں آغاز اسلام کے کم و بیش چار سو (۴۰۰) سال بعد یعنی بارہویں صدی ہجری میں عرب کے علاقہ نجد سے ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہوا جو محمد ابن عبد الوہاب نجدی کا پیدا کردہ تھا۔ شیخ نجدی نے جس نئے طریقہ دین کی طرف دعوت دی اس کو عرف عام میں ”وہابیت“ کہتے ہیں۔ اسی کے پیر و کار ”وہابی“ کہلائے۔ اس فتنہ کی طرف پہلے ہی حضرت نبی کریم ﷺ نے پوچھن گوئی کی تھی۔ جس کو امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”کہ اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے، کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطانی قوت ابھرے گی۔“

(باب ماقبل فی الزلازل والآیات، کتاب ابواب الاستفتاء، صحیح بخاری شریف)

عرب کے علاقہ نجد سے ظاہر ہونے والی وہابیت کی تفصیل

شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی ۱۱۱۵ھ یعنی بارہویں صدی کی ابتداء میں علاقہ نجد میں پیدا ہوا۔ اس کی شخصیت نے ملت اسلامیہ میں عموماً اور عوام اہل سنت میں خصوصاً انتشار و افتراق پیدا کیا۔ اہل اسلام میں کتاب و سنت کے حوالے سے جو معمولات صدیوں سے رائج تھے ان کو کفر اور شرک قرار دیا۔ شان مصطفوی ﷺ میں تنقیص، مقابر صحابہؓ کی بے حرمتی، انکی زیارات کا انہدام، رسالت کا انکار، شفاعت و استمداد از انبیاء و اولیاء کو حرام قرار دیا، ایصال ثواب کی تمام صورتیں ناجائز، حضور ﷺ کی زیارت کی نیت سے مدینہ جانے والا مشرک ٹھہرا، غرض وہ سب عقائد جو زمانہ نبوی سے قرآن و حدیث، اثر صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہیں انکو ایک دم رد کر کے ان اعمال کو شرک و کفر کہا، ان اعمال کے کرنے والوں کو کافر قرار دیا، انکے ساتھ قتل عام کیا اور انکے مال کو مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا۔ خود محمد بن عبد الوہاب نجدی کتاب ”کشف المشبات“ کے ۲۱، ۲۰ صفحہ (ماخوذ از تاریخ نجد و حجاز صفحہ نمبر ۵۶) پر لکھتا ہے۔

”وعرفت ان اقرار ہم بتوحید الربوبیۃ لم یذ خلہم فی الاسلام وان قصد ہم الصلاۃ للکۃ والانیاء والا ولیاء یؤندون شفاعتہم والتقرب الی اللہ بذالک هو الذی دماء ہم واموالہم“

(ترجمہ) ”اور تم نے جان لیا کہ ان لوگوں (مسلمانوں) کا توحید کو مان

لینا انہیں اسلام میں داخل نہیں کرتا اور ان لوگوں کا نبیوں اور فرشتوں سے شفاعت طلب کرنا اور انکے توسل سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنا ہی وہ سب ہے جسکی وجہ سے انکے (یعنی مسلمانوں کے) قتل اور اموال لوٹنے جائز کر دیا ہے۔“

شیخ محمد بن عبد الوہاب نے جس نئے طریقے کی طرف لوگوں کو دعوت دی وہ ”وہابیت“ کے نام سے معروف ہوا۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیر و کار فخر سے اپنے آپ کو ”وہابی“ کہتے ہیں چنانچہ شیخ علی ططاوی مصری متوفی ۱۳۵۸ھ اپنی کتاب ”محمد بن عبد الوہاب نجدی“ صفحہ ۱۳

(ماخوذ از تاریخ نجد و حجاز صفحہ نمبر ۳۷) پر یوں لکھتے ہیں۔

”امام محمد فہو صاحب الدعوة التي عرفت بالوهابية“

(ترجمہ) ”محمد بن عبد الوہاب نجدی نے جس تحریک کی دعوت دی تھی وہ

وہابیت کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔“

محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اپنی تحریک کی کامیابی کیلئے نجد کے سرداروں کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور وہ اس میں کامیاب ہوا۔ محمد ابن سعود (بانی سعودی عرب) کی بیوی کے ذریعہ انہوں نے ابن سعود کو اپنا ہموایا لیا۔ ان باتوں کا اظہار سید محمد حسنی نے ”سوانح حیات سلطان عبدالعزیز آل سعود“ صفحہ ۴۲ پر یوں کیا ہے۔

عمینہ سے شیخ نجدی درعیہ میں پہنچے اور اپنے ایک شاگرد ابن سولیم کے ہاں مقیم ہوئے۔ ابن سولیم نے امیر محمد ابن سعود والی درعیہ کی مدد حاصل کرنے کا وعدہ کیا لیکن والی درعیہ ابن سعود شروع میں رضامند نہ ہوا، اُسکے بھائی جو اس عرصہ میں شیخ نجدی کے بے حد مداح ہو گئے تھے اور بعد میں اسکے بہترین منوید ثابت ہوئے۔ امیر کو شیخ (نجدی) کی متابعت کیلئے ترغیب دیتے رہے۔ آخر پر امیر محمد بن سعود کی عظمت اور ہوشیار بیگم مد کیلئے مساعی ہوئی، نتیجہ یہ ہوا کہ امیر بھی شیخ نجدی کا معترف ہو گیا۔ اب دونوں محمد بن سعود اور ابن عبد الوہاب نجدی نے معاہدہ کیا جیسا کہ مسعود عالم ندوی اپنی کتاب ”محمد بن عبد الوہاب نجدی“ صفحہ ۳۳ پر لکھتا ہے کہ محمد بن سعود نے ہاتھ ملانے کیلئے دو شرائط رکھے۔

(۱) اگر ہم آپ کی مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی تو آپ ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

(۲) اہل درعیہ سے فصل کاٹنے کے وقت میں کچھ مقررہ محصول لیتا ہوں آپ مجھے اس سے نہ روکیں۔

ان شرائط کے جواب میں ابن عبد الوہاب نجدی کہتا ہے :

پہلی شرط تو ہمیں بسر و چشم منظور ہے، ہاتھ ملاؤ ”الدم بالدم والحمد

بالحمد“ (میرا خون تمہارا خون میری تباہی تیری تباہی)۔ دوسری شرط سوائے اللہ

تمہیں فتوحات اور غلیموں میں سے اتنا کچھ مل جائیگا کہ اہل درعیہ کے خراج کا دل میں

خیال بھی نہیں آئیگا۔

(محمد بن عبد الوہاب نجدی ایک مظلوم مصلح صفحہ ۲۲، از مسعود عالم ندوی)

اس معاہدہ کے بعد سر زمین عرب پر خوب خون بہایا گیا وہابیوں نے شرک کے نام پر مسلمانوں کو قتل عام کیا، عورتوں کو بیوہ بنایا، بچوں کو یتیم کیا گیا، مسلمانوں سے لوٹے ہوئے مال و اسباب کو غنیمت کا مال کہہ کر آپس میں بانٹا گیا۔ مزارات صحابہ مسار کئے گئے، کربلا معلیٰ میں مظالم ڈھائے گئے، اہل طائف کو قتل کیا گیا، مکانوں میں آگ لگا دی گئی، ایک خوبصورت اور آباد شہر کو چٹیل میدان بنا دیا گیا، حدیہ کہ حرمین شریفین میں بھی بے حرمتی کی انتہا کی گئی۔ سید سردار محمد حسنی کی کتاب ”سوانح حیات سلطان عبدالعزیز آل سعود“ کا مطالعہ کیجئے۔

”سوانح حیات سلطان عبدالعزیز آل سعود“ ۳۸ صفحہ مصنف سردار محمد حسنی رقم طراز ہے کہ سعود جو اس وقت رسوائے عالم ہو چکا تھا، حجاز کی طرف بڑا اور لگے ہاتھوں طائف پر قابض ہو گیا اور وہاں سے گرد و نواح میں افواج بھیجے لگا۔ شریف کے پاس کوئی قابل ذکر فوج نہ تھی مقابلہ کی تاب نہ لا کر جدہ چلا گیا۔ اپریل ۱۸۰۳ء میں سعود بلا مزاحمت مکہ میں داخل ہو گیا۔ وہابی مدت سے اُدھار کھائے بیٹھے تھے کہ اصل اصلاح مکہ سے کی جائے گی اور ہر وہ چیز جس میں (اُسکے بقول) کفر و شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے فنا کر دی جائے گی۔ چنانچہ اب مقدس مزارات توڑ پھوڑ دئے گئے، زیارت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی، حرم کعبہ کے غلاف پھاڑ دیئے گئے۔

(ماخوذ از تاریخ نجد و حجاز ز علامہ عبد القیوم قادری صفحہ ۱۹۰)

حرم مکہ کی بے حرمتی کے بارے میں غیر مقلدین کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان

بھوپالی لکھتے ہیں کہ:

”سعود بن عبدالعزیز نے سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا

اور دعوت وہابیہ قبول کرنے کو لوگوں پر جبر کیا۔“

(ماخوذ از تاریخ نجد و حجاز صفحہ ۱۹۱ بحوالہ ترجمان وہابیہ از صدیق حسن خان صفحہ

سوال نمبر ۲: علماء عرب و عجم و ہابیت کی مختلف کس طرح برسرِ پیکار ہوئے؟

علماء عالم نے محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی فکر کا اعلان کر دیا اور اس فکر کو مسلک سوادِ اعظم کے عقائد کے برخلاف قرار دیتے ہوئے اس کے مضرات سے عوام کو آگاہ کر دیا آئیے اب طوالت سے بچتے ہوئے پہلے عالم عرب کے چند جید علمائے کرام کے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں تاثرات جانیں۔

(۱)

اسی زمانہ کے مایہ ناز عالم دین علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے ”در مختار“ کی شرح ”رد المختار“ مطبوعہ ۱۲۳۹ھ کی تیسری جلد: باب البغات، صفحہ ۲۲۸ میں لکھا ہے:

”كما وقع في زماننا في اتباع ابن عبد الوهاب الذين قد خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون ومن خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم“ (متوفی ۱۲۵۲ھ: ۱۸۳۶ء)

”جیسا کہ ہمارے زمانہ میں پیش آیا ہے کہ نجد سے عبد الوہاب کے پیروان نکلے اور انہوں نے حرمین پر قبضہ کیا۔ وہ اپنے کو اگرچہ حنبلی کہتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں اور جو بھی ان کے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے، بنا بریں انہوں نے اہل سنت کو اور ان کے علماء کو قتل کرنا مباح (جائز) قرار دیا ہے۔“

(۲)

سید احمد بن زینی دحلان بھی شافعی، متوفی ۱۳۰۳ھ اپنی کتاب:

”خلاصة الكلام في بيان امراء البلد الحرام“ (۳۳۳، ۳۳۹ صفحہ) پر یوں رقمطراز ہیں۔

”شیخ نجدی مختلف طریقوں سے حضور اکرم ﷺ فدا نفسی وانی وادی کی تنقیص کیا کرتا تھا اور اس کا زعم تھا کہ توحید کو محفوظ رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے، اسکی چند

گستاخیاں درج ذیل ہیں:

(۱) حضور اکرم ﷺ کو طارش کہا کرتا تھا اور نجد کی لغت میں طارش چٹھی رساں یا ایلچی کو کہتے ہیں۔

(۲) جمعہ کی رات کو درود شریف پڑھنے اور میناروں پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کو منع کرتا تھا اور جو شخص اس طرح درود پڑھتا، اسکو سخت تکلیف دہ عذاب دیا کرتا تھا، یہاں تک کہ ایک خوش الحان ٹاپینا مؤذن کو اس نے درود شریف پڑھنے کے جرم میں قتل کر دیا۔

کہا کرتا تھا کہ کسی فاحشہ عورت کے کوٹھے میں ستار بجانے سے اس قدر گناہ نہیں ہے جس قدر گناہ مسجد کے میناروں میں حضور اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھنا ہے (اور اپنے اتباع کرنے والوں اور اپنے اصحاب سے کہا کرتا تھا کہ اس طریق کار سے توحید کی حفاظت ہوتی ہے)۔

اسکے بدترین افعال میں سے یہ فعل ہے کہ اس نے ”دلائل الخیرات“ اور دوسری درود شریف پڑھنے والی کتابوں کو جلوا دیا اور ان کتابوں کے پڑھنے کو بدعت قرار دیتا تھا۔ اس نے ان بے شمار علماء صالحین اور عوام مسلمین کو قتل کروا دیا جنہوں نے اسکے نوزائیدہ دین کو تسلیم نہیں کیا۔

شیخ نجدی کے قبیحین اپنے آپکو کسی مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کا پابند نہیں جانتے تھے البتہ لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے حنبلی مذہب کی طرف نسبت کرتے تھے۔

شیخ نجدی نماز کے بعد دعا مانگنے سے منع کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس عبادت کی مزدوری مانگ رہے ہو۔“

(ماخوذ از: تاریخ نجد و حجاز، (صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳) از مفتی محمد القیوم قادری ہزاروی)

(۳)

حضرت علامہ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی اپنی کتاب ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان صفحہ ۲۱، ۳۱“ میں ابن عبد الوہاب نجدی کے بھائی علامہ شیخ سلیمان بن عبد الوہاب کے تاثرات محمد ابن عبد الوہاب کے بارے میں یوں قلمبند کرتے ہیں:

محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے مسلک کو اس کے ہی بھائی علامہ شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب ”الصواعق الالهية في الرد على الوهابية“ میں اس طرح رد کیا:

یہ علمی رسالہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی دعوت کے آٹھویں سال لکھا گیا یعنی ۱۱۶ھ کو۔ علامہ سلیمان نے ابتدائے امر میں اپنے بھائی کو بہت سمجھایا اور جب نجد کے امیر نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور خونِ مسلم کی کوئی قدر نہ رہی اور علامہ سلیمان کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوا، وہ حرمین محترم میں چلے گئے اور وہاں سے یہ یادگار علمی رسالہ لکھ کر اپنے بھائی کو ارسال کیا۔ یہ رسالہ آیات مبارکہ، احادیث طیبہ اور علماء کرام کے اقوال سے مالا مال ہے، ازوجہ اختصار بعض فوائد کا آزاد ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء میں چھپا تھا، پھر ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں ”ملکتہ ایشیہ“ نے استنبول میں طبع کیا ہے۔ یہی طباعت پیش نظر ہے اور اسی کے صفحہ کا نمبر ہر فائدہ کے بیان کرنے سے قبل لکھتا ہوں تاکہ تحقیق کرنے والوں کو مراجعت میں سہولت رہے۔

(نہوت) علامہ سلیمان نے اپنے رسالہ میں از اول تا آخر جمع کے صفیے سے اپنے بھائی کو خطاب کیا ہے۔ اردو میں اس کیفیت کی تعبیر ”آپ“ سے کی گئی ہے، ملاحظہ کریں:

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴ کی تحریر) بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ اسلام کی اساس پانچ چیزوں پر ہے: شہادت اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور نماز قائم کرنی، زکوٰۃ ادا کرنی، رمضان کے روزے رکھنے اور بیت اللہ کا حج اگر قدرت اور سبیل ہو۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۵ کی تحریر) لیکن آپ ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو کلمہ شہادت پڑھتے ہیں، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند ہیں، ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے خلق خدا کو کافر بنانے کا قول کہاں سے لیا ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم شرک کرنے والوں کو کافر کہتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہے: ”ان الله لا يغفر ان يشرك به، الا بت“ ”شرک کرنے والوں کو اللہ نہیں بخشتا۔“ (شیخ سلیمان نے اس مفہوم کی اور آیتیں بھی لکھی ہیں اور پھر لکھا ہے:

یہ مبارک آیتیں برحق ہیں اور اہل علم نے جو مطلب ان کا بیان کیا ہے وہی درست ہے وہ کہتے ہیں: غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنانا شرک ہے۔ مشرکین کہتے ہیں: هؤلاء شرکاءنا ”یہ ہمارے شریک ہیں“ اور جب مشرکوں سے کہا جاتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ اس کو بڑا سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ نے بیان کیا ہے: ”اذ قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون“ ”ان سے جب کوئی کہتا، کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے تو غرور کرتے۔“ جو تفصیل آپ نے بیان کی ہیں کہ اس کام کا کرنے والا مشرک، اُس کام کا کرنے والا مشرک۔ آپ نے یہ تفصیل کہاں سے لی ہیں؟ کیا

مذہب مجتہدین میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے؟ اگر کہی ہے اس کا نام ہم کو بتائیں تاکہ ہم آپ کی پیروی کریں۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۷ کی تحریر) ہر مذہب کے اہل علم نے ایسے اقوال اور افعال بیان کئے ہیں جنکے کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے، لیکن کسی نے یہ نہیں لکھا کہ جو شخص غیر اللہ کی نذر مانے وہ مشرک ہوا، یا غیر اللہ سے مانگنے والا مرتد ہوا، یا غیر اللہ کیلئے ذبیحہ کرنے والا کافر ہے، یا قبر کا مسح کرنے والا، یا قبر کی مٹی اٹھانے والا اسلام سے خارج ہوا۔ اگر کسی نے ان اعمال کے کرنے والے کو کافر یا مشرک یا مرتد قرار دیا ہے تو آپ ہم کو بتائیں، علم چھپانا جائز نہیں۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۸ کی تحریر) اہل علم ”کتاب الجنازہ“ میں دفن کرنے اور زیارت میت کے بیان میں قبر کو مسح کرنے، قبر کی مٹی لینے، قبر کا طواف وغیرہ کرنے کا ذکر کیا ہے، کسی نے (ایسے عمل کرنے کو) مکروہ لکھا ہے اور کسی نے حرام۔ لیکن کسی نے بھی ان امور کے کرنے والے کو نہ مرتد کہا ہے اور نہ کافر اور نہ کسی نے یہ لکھا ہے کہ جو شخص ان امور کے کرنے والے کو کافر نہ کہے وہ کافر۔ آپ ”کتاب الفروع“ اور ”الاقناع“ یا کسی دوسری کتاب کا مطالعہ کریں۔ (”الفروع“ اور ”الاقناع“ حنبلی فقہ کی کتابیں ہیں)

شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور ابن قیم نے اہل سنت کے متفق علیہ اصول کا بیان کیا ہے ان میں سے ایک اصل یہ ہے: اگر اس امت کا کوئی جاہل یا خطا کار اپنی جہالت یا خطا کی وجہ سے کفر یا شرک کا کوئی کام کر لے وہ کافر یا مشرک نہیں ہوگا۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۱ کی تحریر) اہل سنت کا یہی مسلک ہے، سب سے پہلے خوارج نے اختلاف کیا اور اس کا ظہور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا۔ خوارج نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور اُن کے طرفداروں کو کافر قرار دیا، لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا۔ (علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۵ کی تحریر) خوارج کے بعد قدریہ کا ظہور ہوا۔ (علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۱۶ کی تحریر) پھر معتزلہ کا ظہور ہوا۔ (علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۲۱ کی تحریر) پھر جہمیہ کا ظہور ہوا۔ (صفحہ ۲۱ علامہ سلیمان کے رسالہ کی تحریر) فرق باطلہ کے متعلق علماء اعلام نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

(۱) ”بڑے کفر اور شرک والے ہیں۔“ (۲) ”بعض کتاب (قرآن مجید) پر ایمان

لائے ہیں اور بعض کی تکفیر کی ہے۔“ (۳) ”یہ لوگ مشرکین اور صابین کے فروغ ہیں۔“ (۴) ”

ان لوگوں نے تمام انبیاء کی مخالفت کی ہے۔“ (۵) ”انہوں نے حق سے عناد برتا ہے۔“

باوجود اسکے ”ان الامام احمد لا یکفر ہم ولا احد من السلف“ ”نامام احمد انکو کا فر قرار دیتے ہیں اور نہ سلف میں سے کوئی بھی۔“ خدا را آپ (یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی) خیال کریں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

”ای قولکم فیمین خالفکم فہو کافر ومن لم یکفرہ فہو کافر“ ”یہ آپ کا کیا قول ہے کہ جو آپ سے خلاف کرے وہ کافر ہے اور جو اسکو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔“

آپ اس غلط بات کو چھوڑیں، سلف صالحین کے طریقہ کو اپنائیں، اہل بدعت کی روش کو چھوڑیں۔ شیخ نقی الدین ابن تیمیہ نے کہا ہے: ”بری بدعتوں میں سے یہ بدعت ہے کہ مسلمانوں کے طوائف میں سے کسی طائفہ کو کافر قرار دیا جائے اور انکی جان اور مال کو حلال سمجھا جائے۔“

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۳۵ کی تحریر) آپ اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو غیر اللہ کی نذر مانے یا غیر اللہ کو پکارے، آپ کی تکفیر صحیح نہیں، کیونکہ صحیح حدیث ہے۔

”تدوء الحد ودبالشہات“

”شہادت کی بناء پر حدود کو دفع کیا جائے۔“

یہاں صرف شبہ ہی نہیں ہے بلکہ غیر اللہ کو پکارنے اور ان سے مدد طلب کرنے کی روایات موجود ہیں۔ حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابو عوانہ اور بزار نے صحیح سند سے اور ابن سنی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”اذا انفصلت دابة احدکم بارض فلاة فلینادی بعباد اللہ احبوا یا عباد اللہ

احبوا یا عباد اللہ احبوا۔ ثلاثاً فان اللہ حاضرأ سیحیہ۔“

”اگر تم میں سے کسی کا جانور صحرا میں چھوٹ جائے تو وہ بلند آواز سے کہے: اے اللہ کے بندو! روکو، اے اللہ کے بندو! روکو، تین بار۔ اللہ کی طرف سے حاضرین ہیں وہ اسکو روکیں گے۔“

اور طبرانی نے روایت کی ہے: ”ان اراد عوناً فلیقل یا عباد اللہ اعینونی۔“

”اگر معاونت کا طلبگار ہو کہے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔“

ائمہ نے اس حدیث شریف کی روایت کی ہے اور اس کو نقل کر کے اسکی اشاعت کی ہے اور امت کے واسطے محفوظ کیا ہے۔ ائمہ نے اس حدیث مبارک کا انکار نہیں کیا ہے، امام نووی نے ”کتاب الاذکار“ کے صفحہ ایک سو ”۱۰۰“ پر اپنے مشائخ میں سے ایک بڑے عالم کا اور پھر اپنا واقعہ لکھا ہے کہ اس مبارک دعا کے پڑھنے سے جانور رک گیا۔ امام محمد بن محمد بن محمد الجزیری نے ”الحصن الحصین“ میں ان روایتوں کو لکھا ہے۔ نواب قطب الدین خان نے ”ظفر الجلیل“ میں ترجمہ کے بعد کچھ فوائد بھی لکھے ہیں۔ ”عباد اللہ“ کے بیان میں لکھا: مراد بندگان خدا رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات ہیں، ابن قیم نے ”الکلم الطیب“ میں، اور ابن مفلح نے ”آداب“ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن سراج (حنبل) نے اس مبارک اثر کو بیان کر کے عبد اللہ پر امام احمد حنبل سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے: میں نے پانچ حج کئے، ایک مرتبہ راستہ بھٹک گیا میں پیادہ تھا۔ میں نے کہنا شروع کیا: ”یا عباد اللہ دلونا علی الطريق“ ”اے اللہ کے بندو ہم کو راستہ بتاؤ۔“ میں اسکی تکرار کرتا رہا تا آنکہ میں راستہ پر آ گیا۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴۰ کی تحریر) آپ کے مذہب کا بطلان اس صحیح حدیث سے ثابت ہے جسکی روایت بخاری شریف نے معاویہ بن ابی سفیان سے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں سمجھ دیتا ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہی ہے، اس امت کی حالت سیدھی رہے گی جب تک قیامت برپا ہو، یا، جب تک اللہ کا حکم آئے۔“

رسول اللہ ﷺ ہم کو خبر دیتے ہیں کہ اس امت کی حالت قیامت برپا ہونے تک ٹھیک رہے گی اور آپ ان امور کی وجہ سے جو کہ قدیم الایام سے ان میں رائج ہیں ان سب کو کافر و مشرک قرار دے رہے ہیں۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۴۲ کی تحریر ۳۸) صفحہ ”ان ہذہ الامور حدثت من قبل زمن الامام احمد“ یہ امور حضرت امام احمد (ابن حنبل) کے زمانے سے پہلے سے رائج ہیں، اگر ان امور کا ارتکاب بڑی صورتوں کی پوجا ہوتی تو اس صورت میں رسول اللہ ﷺ کی امت کی حالت مستقیم کیسے

ہوتی، یہ امت بڑی صورتوں کی پجاری ہوتی۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۳۳ کی تحریر) آپکے مذہب کا باطل ہونا اس صحیح حدیث سے ثابت ہے جسکی روایت بخاری شریف و مسلم شریف نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس الکفر نحو المشرق“ کفر کا سر مشرق کی طرف ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: ایمان یمانی ہے اور ادھر سے فتنہ ہے جہاں سے ”یطلع قرن الشیطان“ شیطانی طاقت اُبھرے گی اور بخاری شریف و مسلم شریف میں ابن عمرؓ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک چہرہ مشرق کی طرف تھا، آپ نے فرمایا: ”ان الفتنۃ ہا هنا“ فتنہ ادھر ہے اور بخاری شریف نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں، آپ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے، کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں۔ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطانی قوت اُبھرے گی۔ اور امام احمدؒ نے ابن عمرؓ کی حدیث مرفوعاً روایت کی ہے: ”اے اللہ ہمارے مدینہ میں، ہمارے صاع میں، ہمارے مد میں، ہمارے یمن میں اور ہمارے شام میں برکت دے“ پھر آپ ﷺ نے اپنا روئے انور سورج نکلنے کی طرف کیا اور فرمایا: ادھر سے شیطانی قوت اُبھرے گی اور فرمایا: یہاں سے زلزلے اور فتنے اُٹھیں گے۔“

میں کہتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ یقیناً سچے ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور اسکا سلام اور اسکی برکتیں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل علیہ السلام پر اور آپ ﷺ کے تمام اصحاب پر نازل ہو، یقیناً آپ ﷺ نے امانت ادا کی اور پیام پہنچایا۔ شیخ تقی الدین (ابن تیمیہ) نے کہا ہے کہ نبی اللہ ﷺ کے مدینہ سے آفتاب نکلنے کی طرف مشرق (کا علاقہ) ہے اور وہاں سے مسیلہ کذاب نکلا تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ پہلا حادثہ تھا جو آنحضرت ﷺ کے بعد رونما ہوا تھا اور خلافت نے اسکی پیروی کی اور آپکے خلیفہ الصدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا۔ انتہا اس حدیث سے استدلال کے کئی وجوہ ہیں میں بعض کا ذکر کرتا ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یمانی ہے اور فتنہ مشرق سے نکلے گا اور یہ بات بار بار فرمائی۔ آپ ﷺ نے حجاز اور اہل حجاز کیلئے بار بار دعا فرمائی اور آپ نے مشرق کیلئے انکار فرمایا کیونکہ وہاں فتنے ہیں خاص کر نجد میں۔ پہلا فتنہ

جو کہ آپ ﷺ کے بعد پیدا ہوا وہ ہمارے اسی علاقہ میں ہوا ہے۔

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۳۳ کی تحریر) جن امور کی وجہ سے آپ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص ان امور کے مرتکب ہو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ امور مکہ، مدینہ اور یمن میں ساہا سال سے بھرے پڑے ہیں، بلکہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ دنیا میں یہ امور اس کثرت سے کہیں نہیں جتنا یمن اور حرمین میں ہیں۔

اب آپ کہتے ہیں کہ آپکے مذہب کی پیروی سب پر واجب ہے اور جو شخص اپنے وطن میں آپکے مذہب پر عمل نہ کر سکے اس پر واجب ہے کہ ہجرت کر کے آپکے وطن کو آئے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپکی جماعت طائفہ منصورہ (یعنی صحیح یاب جماعت) ہے۔ اور یہ بات حدیث بخلاف ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو امت کے متعلق قیامت کے تمام واقعات بتا دیے ہیں اور آپ ﷺ نے امت کو پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کر دیا، اگر سردار دو عالم ﷺ کو یہ علم ہوتا کہ مشرقی علاقہ اور خصوصیت کیسا تھ نجد کا علاقہ اسلامی وطن اور ایمان کا گڑھ بننے والا ہے اور وہی جماعت ”طائفہ منصورہ“ ہوگی، جو وہاں رہتی ہوگی، اس ملک میں ایمان کا ظہور ہوگا اور اسکے علاوہ ہر جگہ ایمان چھپ جائیگا۔ حرمین شریفین اور یمن دار کفر ہو جائیں گے، وہاں صورتوں کی پوجا ہوگی، وہاں سے ہجرت کرنی واجب ہوگی، یقیناً آنحضرت ﷺ امت کو بتاتے اور آپ ﷺ اہل مشرق اور خاص کر نجد کے واسطے دعا کرتے اور حرمین اور یمن کیلئے بددعا کرتے اور فرماتے یہ بت پرست ہیں اور آپ ان سے اپنی برأت اور بیزاری کا اظہار فرماتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عام طور سے مشرقی علاقہ کو اور خاص طور سے نجد کو قرن شیطان (شیطان کے سینک) کے نکلنے کا مقام اور جائے فتن قرار دیا ہے اور وہاں کیلئے دعا کرنے سے آپ باز رہے اور یہ آپکے زعم و پندار بخلاف ہے۔

آپکے مذہب کا باطل ہونا اس حدیث سے بھی ثابت ہے جسکی روایت بخاری شریف اور مسلم شریف نے عقبہ بن عامرؓ سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بالائے منبر گئے اور فرمایا: تمہارے متعلق مجھ کو اس کا کھٹکا نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ بلکہ کھٹکا اسکا ہے کہ دنیا کے واسطے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے اگلے ہلاک ہو چکے ہیں۔

امام احمد، حاکم اور ابن ماجہ کی روایت شداد بن اوس سے ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اتخوف علی امتی الشک“ میں اپنی امت پر شرک سے ڈرتا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت شرک کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کرے گی۔ ”اما انہم لا یعبدون شمساً ولا قمرأ ولا وثناً لکن یرانفون باعمالہم“ ”لیکن وہ سورج، چاند اور صنم کی عبادت نہیں کرے گی بلکہ وہ اپنے اعمال کی نمائش کرے گی۔“

ان روایات سے صاف طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے متعلق کامل علم تھا کہ وہ بت پرستی نہیں کرے گی۔ اور آپ (یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی) کہتے ہیں:

”انہم عبدوا الا صنم کلہم وملاءت الا وثان بلادہم“

”کہ انہوں نے تمام اصنام کی عبادت کی“ اور ”اور ان کے ملک کو مورتیوں نے بھر دیا ہے“

(علامہ سلیمان کے رسالہ کے صفحہ ۲۳ کی تحریر) ابو داؤد رحمہ اللہ نے انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ایمان کی اصل ہیں: ”لا الہ الا اللہ“ کہنے والے سے باز رہو، کسی گناہ کی وجہ سے اسکو کافر نہ کہو اور اسکو اسلام سے خارج نہ کرو۔

طبرانی نے عبید اللہ بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت کی ہے:

”کفوا عن اهل لا الہ الا اللہ لا تکفروہم بذنب فمن کفر اهل لا الہ الا اللہ

فہو الی الکفر اقرب“

”باز رہو لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے“ کسی گناہ کی وجہ سے ان کو کافر قرار نہ دو، جس نے ان کو کافر قرار دیا، وہ خود کفر کے زیادہ قریب ہے۔“ (ماخوذ از ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان“ از حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی فاضل جامع ازہر: صفحہ ۲۱، ۲۱ تا ۳۱)

یہ تھے ابن عبد الوہاب نجدی کے برادر جناب علامہ شیخ سلیمان کے وہ علمی دلائل جن سے شیخ نے ابن عبد الوہاب کے نظریہ کو رد کر دیا۔ اسکے علاوہ بے شمار عرب علماء نے ابن عبد الوہاب کی مذمت میں رسائل و کتب لکھے جن کا تذکرہ یہاں طوالت کا باعث بنے گا اس کیلئے مطالعہ کریں کتاب (”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان“ از حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی فاضل جامع ازہر ناشر حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی)۔

اب یہاں پر شے نمونہ از خردوارے ان علماء عرب کی فہرست جنہوں نے وہابیت کے رد میں اسی دور سے ہی کتب لکھیں ہیں کو ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳، ۳۴ سے پیش کرتا ہوں: یہ فہرست علامہ ابو حامد فردوق نے رو وہابیت کے سلسلے میں لکھی گئی اپنی کتاب ”التوسل بالنسب و جہلۃ الوہابیین“ کے صفحہ ۱۴۹ سے ۲۵۳ پر درج کی ہے۔ اس فہرست سے بھی بخوف طوالت کچھ حصہ چھوڑ دیا فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

فہرست علمائے کرام اور کتب و رسالہ جات:

(۱) علامہ محمد بن سلیمان گردی شافعی، یہ محمد بن عبد الوہاب کے اُستاد ہیں، انہوں نے محمد بن عبد الوہاب کے بھائی علامہ سلیمان بن عبد الوہاب کی کتاب ”الصواعق الالہیۃ فی الرد علی الوہابیہ“ پر لکھی اوراق کی تقریظ لکھی ہے۔

(۲) علامہ عبد اللہ بن عبد اللطیف شافعی بھی محمد بن عبد الوہاب کے اُستاد ہیں، ”مَجَرِّد الجہاد لمدعی الاجتہاد“ مفید رسالہ لکھا ہے۔

(۳) علامہ عقیف الدین عبد اللہ بن داؤد حنبلی نے رسالہ ”الصواعق والرعود“ لکھا اور اس پر بصرہ، بغداد، حلب، احساء وغیرہ کے علماء کرام نے تقریظیں لکھیں اور ”راس الخیمہ“ واقع عمان کے قاضی نے اسکا خلاصہ لکھا۔

(۴) علامہ محمد بن عبد الرحمن بن عفا لقی حنبلی نے رسالہ ”تہکم المقلدین بمن ادعی تجدد الدین“ لکھا اور چند سولات کیساتھ یہ رسالہ محمد بن عبد الوہاب کو بھیجا وہ جواب سے قاصر رہے۔

(۵) علامہ عطاء مکہ مکرمہ کے علماء کرام میں سے ہیں انہوں نے رسالہ ”الصارم الہندی فی عنق النجدی“ لکھا۔

(۶) بیت المقدس کے عالم نے رسالہ ”السیوف الثقال فی اعناق من انکر علی الاولیاء بعد الانتقال“ لکھا۔

(۷) علامہ سید علوی بن الحداد نے رسالہ ”السیف الباتر لعن المنکر علی الاکابر“ لکھا، پھر دوسرا رسالہ ”مصباح الانام و جلاء الظلام“

(۸) علامہ عبداللہ بن ابراہیم مرغی نے رسالہ ”تحریر غیبیہ علی الاستغاثۃ بالانبیاء والاولیاء“ لکھا۔

(۹) علامہ طاہر سنبل خنی نے کتاب ”الانتصار للاولیاء الابوار“ لکھا۔

(۱۰) علامہ الشیخ ابراہیم السمودی، المصوری نے دو جلد میں کتاب ”معاذ الدارین“ لکھی۔

(۱۱) علامہ سید احمد دحلان شافعی مکرہ نے رسالہ ”الدور السنیۃ“ لکھا۔

(۱۲) علامہ یوسف نیہائی نے کتاب ”شواہد الحق فی التوسل بسید الخلقہ“ لکھی۔

(۱۳) جمیل صدیقی زہاوی بغدادی نے رسالہ ”الفجر الصادق“ لکھا۔

(۱۴) شیخ مصطفیٰ حمای مصری نے رسالہ ”غوث العباد“ لکھا۔

(۱۵) شیخ ابراہیم حلی قادری اسکندرائی نے رسالہ ”جلال الحق فی کشف احوال

شرار الخلق“ لکھا۔

(۱۶) علامہ سید الخزامی نے رسالہ ”البرہین الساطعۃ“ لکھا۔

(۱۷) علامہ حسن شطی حنبلی دمشقی نے رسالہ ”النقول الشرعیۃ فی الرد علی

الوہابیۃ“ لکھا۔

(۱۸) علامہ اجل شیخ محمد حسین مخلوف رسالہ ”التوسل بالانبیاء والاولیاء“ لکھا۔

(۱۹) شیخ حسن خزربک نے رسالہ ”المقالات الوفیۃ فی الرد علی الوہابیۃ“ لکھا۔

(۲۰) شیخ عطاء اللہ دمشقی نے رسالہ ”الاقوال المرضیۃ فی الرد علی الوہابیۃ“ لکھا۔

(۲۱) علامہ احمد بن علی قبانی بصری شافعی نے ایک رسالہ لکھا۔

(۲۲) علامہ عبدالوہاب بن برکات شافعی نے ایک رسالہ لکھا۔

(۲۳) علامہ عبداللہ بن عیسیٰ المویسیٰ نے رسالہ لکھا۔

(۲۴) شیخ احمد مصری احسانی نے رسالہ لکھا۔

(۲۵) شیخ محمد صالح زمری شافعی نے رسالہ لکھا۔

(۲۶) محدث شبیر علامہ صالح الفلاحی اپنے وطن سے حرمین شریفین ایک کتاب لائے، اس

میں چاروں مذہب کے علماء کے تحریریں محمد بن عبدالوہاب کے رد میں تھیں۔

(۲۷) شیخ محمد بن احمد بن عبداللطیف احسانی نے رسالہ لکھا۔

(۲۸) تینوں کے شیخ الاسلام علامہ اسماعیل نجیبی مالکی نے رسالہ لکھا، ان کی وفات ۱۲۴۸ھ میں ہوئی ہے۔

(۲۹) علامہ محقق صالح الکوٹاش تونس نے رسالہ لکھا۔

(۳۰) علامہ محقق سید داؤد بغدادی خنی نے رسالہ لکھا۔

(۳۱) شیخ مہدی دمشقی فاس، مراکش نے مسئلہ توسل میں رد لکھا۔

(۳۲) علامہ سید عبدالرحمن احساء کے مشہور عالم ہیں، انہوں نے ۱۶۷۷ شعرا کا ”قصیدہ قافیہ

محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا۔

(۳۳) محمد بن عبدالوہاب نے ایک جماعت سے کہا کہ اپنے سر کے بال منڈالو۔ جماعت

نے انکار کیا، محمد بن عبدالوہاب نے ان سب کے سر قلم کرا دیے۔ اس جو رسوم کو دیکھ کر سید

معمی نے محمد بن عبدالوہاب کے رد میں ایک قصیدہ دالیہ کہا۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے :

الہی حلق راسی بالسکاکین والحد حدیث صحیح بالاسانید عن جدی

”کیا میرا سر چھریوں سے مونڈنے اور حد جاری کرنے کی کوئی صحیح حدیث میرے نانا

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔“

سید مصطفیٰ مصری بولاتی نے ۱۱۲۶ شعرا کا قصیدہ محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا۔

اب یہاں پر عجم کے چند معروف علماء کرام کے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق تاثرات درج کرتا ہوں:

(فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من آیات اللہ)

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب ”گولڈہ شریف اور تحریک وہابیت سے مقابلہ

”مہر منیر“ (سوانح حیات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڈہ شریف) کے باب ۵ فصل ۱ صفحہ ۱۴۲

پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے مسلک اہل سنت کو مسلک حق اور تقویۃ الایمان و وہابیت کو رد

کر دیا۔ مولف مہر منیر یوں لکھتے ہیں: حضرت (پیر مہر علی شاہ صاحب) نے امکان کذب باری تعالیٰ

کو محال۔ حضور اکرم ﷺ کے علم غیب عطائی اور سماع موتی کو برحق اور ندائے یارسول اللہ، زیارت

قبور، توسل واستمداد (مدد مانگنا) انبیاء و اولیاء علیہم السلام سے ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔ معبودان

باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تحریب

سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی، نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۹ پر فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں مملکت ہند میں وہابیت نے زور پکڑنا شروع کر دیا تھا اور تصوف والہل تصوف کو ہدف بنا رکھا تھا اس تحریک کو مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی عبد اللہ غزنوی ثم الامر تسری کی تعلیمات سے، غیر مقلدین کے وجود اور خود اہل سنت میں سے کئی سرگرم داعی مل جانے کے باعث تقویت ہوئی۔ یہ لوگ تاویلوں کے جال پھیلاتے ہوئے بزرگان دین کے اعراض پر جا بیٹھے اور ازرائین کو قبر پرستی اور حدیث شدر حال کے طعنے دے کر پھنسانے کی کوشش کرتے جسکی وجہ سے اکثر سادہ لوح عقیدت مند ان کی باتوں میں آکر بھٹک جاتے تھے۔

پاک چین شریف میں حضرت حج شکر کا سالانہ عرس اس گروہ (وہابیہ) کی معاندانہ اور مخالفانہ کوششوں کا خصوصی مرکز بنا ہوا تھا لہذا حضرت ثانی سیالوٹی کے ایماء پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ (سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڈہ) کئی سال تک اس تقریب میں شمولیت فرماتے رہے اور امرتسر، قصور و ریاست بہاولپور کے غیر مقلد علماء کیساتھ تو حید، شرک، بدعت، زیارت قبور، ہشتی دروازہ، نذو نیاز اور پیری مریدی وغیرہ مسائل پر کئی اہم مذاکرات میں شرکت فرمائی نتیجتاً کئی مناظرین نے اپنے مسلک (وہابیہ) سے توبہ کی اور متعدد آپ سے بیعت بھی ہوئے۔ (صفحہ ۲۵۹، مہر منیر)۔ اپنے اسلاف کے عقائد کو عقائد حقہ اور وہابی و اسماعیلی عقائد کو حضرت نے رد کرتے ہوئے کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ مزید تفصیل کیلئے ”الفتوحات الصمدیہ“، ”عالم بردو سالہ“ اور ”اعلاء کلمۃ اللہ“ حضرت کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ ہندوستان کے مشہور علمی مرکز فرنگی محل لکھنؤ کے بلند پایہ عالم دین مولینا قطب الدین محمد عبد الولی فرنگی محلی نے فتنہ نجد کے بانی اور اس کے عقائد و نظریات کے حوالے سے بنام ”آشوب نجد“ ایک کتاب لکھی جسکی تاریخ تصنیف ۱۳۳۳ھ ۱۹۲۳ء ہے۔ حضرت مصنف ”آشوب نجد“ میں لکھتے ہیں: ”ابن عبد الوہاب نے اپنے زبردست پیرو و حامی ابن سعود کیلئے رسالہ تصنیف کیا تھا جس کا نام ”کشف الشبهات عن خالق الارض و السموات“ ہے۔ اس رسالہ میں اس نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر بتاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چھ سو برس سے بلا استثناء پوری دنیا کافر ہے۔

(ماخوذ از: برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب صفحہ ۵۱، ۵۰)

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۷۱ میں لکھتے ہیں:

اما محمد بن عبد الوہاب نجدی فانہ کان رجلاً بليداً قليل العلم يتسارع الى الحكم بالكفر، لكن محمد بن عبد الوہاب نجدی بے وقوف اور کم علم شخص تھا۔ کافر کہنے کے حکم میں بڑا جلد باز تھا۔

مولانا حسین احمد مدنی صاحب اپنی مشہور کتاب الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں!

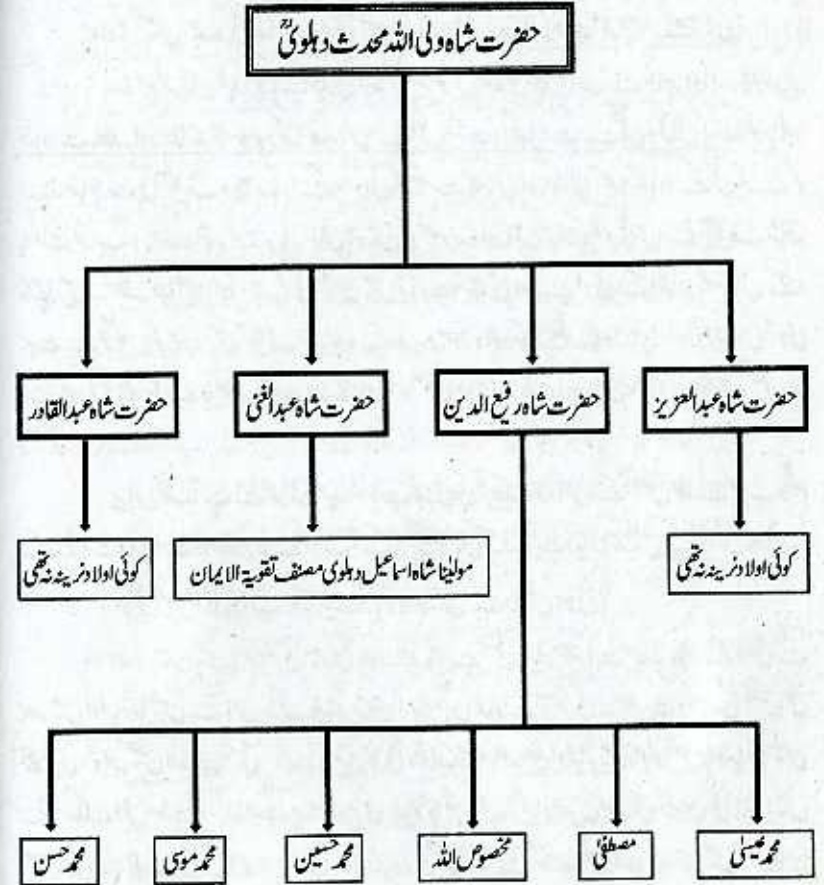
صاحب محمد ابن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قاتل کیا۔ انکو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، انکے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، انکے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شائد پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اسکے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور الحاصل وہ ایک ظالم اور باغی، خونخوار، فاسق شخص تھا (صفحہ ۴۲)۔

یہاں تک آپ نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تحریک اور اس کے متعلق علمائے عرب و عجم کے تاثرات و بیانات ملاحظہ فرمائے اب آئیے دیکھتے ہیں کہ وہابیت دیار ہند میں کیسے داخل ہوئی۔

سوال نمبر ۳ کا جواب: وہابیت دیار ہند میں کیسے داخل ہوئی؟

ہندوستان میں اسلام کی تاریخ بہت قدیم ہے جسکی بنیاد حضرات صحابہ علیہ السلام نے ڈالی ہے بعد میں اولیاء کاملینؑ نے اس پاک بنیاد پر ہی اسلام کی عمارت قائم کی۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ بختیار کاکیؒ، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ جیسے اولو العزم اولیاء کاملین نے مسلک اہل سنت والجماعت پر اسلام کی بنیاد قائم رکھی۔ گیارھویں صدی ہجری کی ابتدا میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے ”رد و افض“ نام کی کتاب تصنیف کی اس میں ”ہیعیان علی“ کی ہند آمد کا ذکر موجود ہے۔ تو اس طرح ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے ایک اہل سنت والجماعت اور دوسرے اہل تشیع اسکے بعد مسلمانوں میں تیسری تفریق جو وہابیت کے نام سے

ہوئی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے مولانا اسماعیل دہلوی صاحب کے ظہور سے ہوئی۔ مولانا اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے اور شاہ عبدالغنی کے فرزند ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے چار فرزند تھے مندرجہ ذیل شجرہ سے جانکاری حاصل کریں۔



حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے فرزند ان عالی شان اپنے اسلاف کے طریقہ اہل سنت والجماعت پر ہی تھے۔ ان کے مبارک دور میں بھی ہندوستان میں مسلمانوں کے دو ہی فرقے تھے سنی اور شیعہ۔ آپ کے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیز نے روروافض میں کتاب ”تحفۃ اثنا عشریہ“ لکھ کر مسلک اہل سنت والجماعت کے حق ہونے کی مضبوط دلیل قائم کی۔ اسکے علاوہ اس خانوادہ مقدسہ کی دینی خدمت اہل سنت مسلمانوں پر ایک احسان عظیم ہے۔ ہاں یہ بھی ایک بڑی بد قسمتی ہی ہے کہ جب ہندوستان میں مسلمانوں کے اندر تیسری تفریق وہابیت کی ہوئی وہ بھی اسی عظیم خانوادے سے ہوئی۔ مولانا اسماعیل دہلوی اس خاندان کا پہلا وہ فرزند تھا جس نے اپنے عظیم المرتب آباء کے عقائد کا رد کیا۔ ابتدا میں تو حرکات و سکنات سے اسکا مظاہرہ کیا اور بعد میں ایک مستقل کتاب ”تقویت الایمان“ اپنے نظریہ وہابیت کے حق میں ترتیب دی۔ علامہ زید ابوالحسن فاروقی ”اپنی مشہور کتاب ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان“ میں (صفحہ ۹۱) پر لکھتے ہیں۔ مولانا اسماعیل کو شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر (یعنی اپنے چاچاؤں) نے نصیحت کی تھی ”رفع یدین چھوڑ دو، خواہ خواہ فتنہ ہوگا۔“

مولانا اسماعیل نے ان حضرات کی نہ صرف نصیحت ہی پر عمل نہ کیا بلکہ ”تقویت الایمان“ لکھ کر نجدیت کی راہ اختیار کی۔ مولانا اسماعیل نے عبدالوہاب نجدی کے رسالہ ”رد الاشراک“ کا اردو ترجمہ کر کے ”تقویت الایمان“ لکھی۔ اس کتاب سے ہندوستان میں مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی ہوا، کوئی اہلحدیث کہلایا، کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا ختم ہوا۔ معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بن گئے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کے نام پر بارگاہ نبوت ﷺ کی تعظیم و احترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۳ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔ اسوقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی میں اجتماع ہوا۔ اور ان حضرات نے بہ اتفاق رائے اس کتاب ”تقویت الایمان“ کو رد کیا۔ (”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان“ صفحہ نمبر ۱۰۹) اسکے بعد اسی ”تقویت الایمان“ کے رد میں علماء کرام نے بہ کثرت کتابیں لکھی ہیں زیادہ اہم وہ کتابیں ہیں جو (مولانا اسماعیل دہلوی کے چچیرے بھائیوں) شاہ رفیع الدین کے گرامی قدر صاحبزادوں نے لکھی ہیں۔ مولانا مختصم اللہ نے ”معید الایمان“ اور مولانا محمد موسیٰ نے ”حجۃ العمل فی اثبات الخلیل“ تحریر

نکیر مائیں (دونوں شاہ اسماعیل کے پیچھے بھائی عم زاد برادران تھے) صفحہ ۱۴ ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان“۔

”مولانا اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان“ کے بارے میں مولانا فضل رسول بدایونی کا تحریر کردہ سوالنامہ خاندان شاہ ولی اللہ کے اسوقت کے چشم و چراغ حضرت شاہ مخصوص اللہ کے نام اور انکا جواب بھی قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ (ماخوذ از ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان“ از زید ابوالحسن فاروقی، از ہری)

مولانا فضل رسول بدایونی

کامکتوب اور مولانا مخصوص اللہ کا جواب :

مولانا بدایونی نے اپنا مکتوب اور مولانا مخصوص اللہ کے جواب کو رسالہ تحقیق الحقیقہ میں نقل کر دیا ہے اور یہ رسالہ ۱۲۶ھ میں بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی نے اپنی ضخیم کتاب ”انوار آفتاب صداقت“ میں مکتوب و جواب مکتوب کو نقل کر دیا ہے۔ اس کتاب سے مکتوب و جواب مکتوب نقل کرتا ہوں۔ (از صفحہ ۶۱۷ تا ۶۲۰) (انوار آفتاب صداقت ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں میر میراں بخش نے کربئی پریس لاہور میں طبع کی)۔

مولانا فضل رسول بدایونی کا مکتوب :

بعد گزارش آداب تسلیمات عرض ہے کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونے کے وقت سے لوگوں میں بڑی نزاع ہے مخالفین کہتے ہیں وہ کتاب مخالف ہے تمام سلف صالح اور سودا اعظم کے اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اس کتاب کی رو سے انکے استادوں سے لے کر صحابہ تک کوئی کفر شرک سے نہیں بچتا، اور انکے موافق لوگ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور انکے خاندان کے ہے، چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہوں گے غالباً کہ دوسرا نہ جانتا ہوگا اہل البیت اور اہل مافی البیت (گھر والے ہی جانتے ہیں کہ گھر کے اندر کیا ہے) اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں، امید ہے جواب باصواب مرحمت ہو۔

سوالات از مولانا فضل رسول بدایونی

اور مولانا مخصوص اللہ کا جواب

پہلا سوال: ”تقویۃ الایمان“ آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف؟

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ ”تقویۃ الایمان“ میں نے اسکا نام ”تقویۃ الایمان“ ساتھ ”فا“ کے رکھا ہے یعنی ایمان کو تباہ کرنے والی۔ اسکے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے اس کا نام ”معید الایمان“ رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کی خلاف ہے، کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھانے کو، اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے۔ اُسکے رسالے میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ نہیں ہے، اس میں شرک اور بدعت کے افراد گن کر جو لوگوں کو سکھاتا ہے، کسی رسول نے اور اسکے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہو، اگر کہیں ہو تو اسکے پیروؤں سے کہو کہ ہم کو بھی دکھاؤ۔

دوسرا سوال: لوگ کہتے ہیں اس میں انبیاء اولیاء کیساتھ بے ادبی کی ہے، اس کا کیا خیال ہے؟

جواب یہ ہے: کہ شرک کے معنی ایسے کہتے ہیں کہ اسکے رو سے فرشتے اور رسول خدا کے شریک بنتے ہیں اور خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مغضوب خدا کا ہوتا ہے، محبوب کو مغضوب بنانا اور کھلوانا، ادب ہے یا بے ادبی ہے، اور بدعت کے معنی وہ بتائے اور پھیلانے ہیں کہ اصفیاء اولیاء بدعتی ٹھہرتے ہیں اور یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے۔

تیسرا سوال: شرعاً اسکے مصنف کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ ہے کہ پہلے دونوں جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا جس رسالے سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیاء اولیاء کے ہو تو وہ گمراہ کرنے والا ہوگا یا ہدایت کرنے والا ہوگا، میرے نزدیک اسکا رسالہ عملنامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غادی مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے دو شخص ایسے پیدا ہوئے دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا، اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا لہذا قول مشہور کے ”چوں حفظ مراتب نہ کنی زندیقی“ ایسے ہی ہو گئے۔

چوتھا سوال: لوگ کہتے ہیں، عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا، اس نے نیا مذہب بنایا تھا علماء عرب

نے اس کی تکفیر کی، تقویۃ الایمان اسکے مطابق ہے؟

جواب یہ ہے: کہ وہابی کا رسالہ متن تھا یہ شخص گویا اس کی شرح کرنے والا ہو گیا۔

پہلے سوال: وہ کتاب التوحید (محمد بن عبدالوہاب نجدی کی) جب ہندستان آئی آپ کے

حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد نے اُسے دیکھ کر کیا فرمایا تھا؟

جواب یہ ہے: کہ بڑے عم بزرگوار (شاہ عبدالعزیز صاحب) کہ وہ بیانی سے معذور ہو گئے

تھے، اس کو سنا، یہ فرمایا: اگر بیمار یوں سے معذور نہ ہوتا تو تھنا عشریہ کا سا جواب اسکا رد بھی لکھتا،

اسکی بخشش وہاب بے منت نے اس بے اعتبار کو کی، شرح کا رد لکھا، متن کا مقصد بھی نابود ہو گیا

ہمارے والد ماجد نے اس کو (کتاب التوحید) کو دیکھا نہ تھا بڑے حضرت کے فرمانے سے کھل گیا

کہ جب اسکو گمراہ جان لیا تب اسکا رد لکھنا (مجھے) فرمایا۔

چھٹا سوال: مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لے

گئے۔ مولوی رشید الدین خان صاحب وغیرہ تمام اہل علم آپ کیساتھ تھے اور مجمع خاص وعام میں

مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا، اسکا کیا حال ہے؟

جواب یہ ہے: کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے کہ میں نے مشورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب

سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے، وہ لکھو (تو) کچھ ظاہر نہ کیا، ہماری طرف سے جو سوال ہوئے

تھے اسکے جواب میں ہاں جی ہاں جی کر کے مسجد سے چلے گئے۔

ساتواں سوال: اُسوقت آپ کے خاندان کے شاگرد اور مرید انکے طور پر تھے یا آپ کے موافق۔

جواب یہ ہے: کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے، پھر انکا جھوٹ من کر کے کچے کچے آدمی

آہستہ آہستہ پھرنے لگے اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے، شاید

کوئی نادار پھر ابھرتو مجھے اس کی خبر نہیں۔

(ماخوذ از ”مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان“ صفحہ ۱۰۰ ص ۱۰۱)

اب یہاں تبرکات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا رد وہابیت کے متعلق ایک فتویٰ از فتلاوی

مہر یہ صفحہ ۲۲ پیش کرتا ہوں:

الاستفتاء

بدعت کی اقسام و تعریف اور وہابیہ

سیدی وسندی دامت برکاتکم العالیہ

تسلیم و نیاز۔ کچھ دن ہوئے ایک فتویٰ بصورت سوال و جواب نظر سے گذرا جس میں مفتی

صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ رمضان شریف میں بعد ختم تراویح سلسلہ چشتیہ نیاز یہ

کے متوسلین دست بستہ کھڑے ہو کر جو شجرہ مذکورہ پڑھتے ہیں بدعت و ضلالت ہے۔ اُمید ہے حضور

اس بارے میں اظہار رائے فرما کر متوسلین سلسلہ عالیہ کو مطمئن فرمائیں گے حضور کے ملاحظہ کیلئے فتویٰ

ارسال ہے۔ (نیاز مند: محرم علی چشتی)

الجواب:

محیی فی اللہ جناب چشتی صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اما بعد! سوال و جواب میری نظر سے گذرا۔ سائل و مجیب ایک ہی معلوم ہوتا ہے فرقہ وہابیہ

نجدیہ کا ابا عن جد (آبا و اجداد سے) یہی شیوہ و شعار ہے کہ مستحبات بزرگان دین کو بدعت سیدہ،

ضلالت، کفر و شرک کہہ دیتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ بدعت دو قسم ہے یہ جو برخلاف ہو۔ ما

جاء بہ الرسول علیہ السلام کے۔ دوسری حسنہ جو زیر عموم حکم خدا اور رسول ﷺ کے داخل ہو۔ امام جزری

بنابریں فرماتے ہیں

البدعة بدعتان بدعة هدى و بدعة ضلالة لما كان في خلاف ما امر الله به رسوله

فهو في حيز المدح

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

المراد به ما حدث وليس له اصل في الشرع وسمى في عرف الشرع بدعة وما كان

له اصل يدل عليه الشرع فليس بدعة.

من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى اخر الحديث.

امام محمد موطا میں حدیث ذیل کو عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔
ما راہ المسلمون حسناً فهو عند الله حسن.

خزانة الدوا آیات میں ہے (المواد من التعارف تعارف الصلحاء) اس بناہ پر مستحبات مشارح علیہم الرضوان سنت حسنہ ہیں۔ طریقہ علیہ چشتیہ نیاز یہ میں بعد ختم دست بستہ کھڑے ہو کر شجرہء سلسلہ عالیہ کو پڑھنا یا سننا اسی قبیل سے ہے۔ نماز تراویح یا خصوصی رمضان سے اس کو تعلق نہیں، صرف کھڑے ہو کر بخشوع و خضوع و توسل بابل اللہ دعا مانگنا ہے۔ جیسے عرفات میں کھڑے ہو کر (کیف مہاتیسر) دعا مانگی جاتی ہے۔ توسل بہر طریق نصوص سے ثابت ہے۔ حصن حصین میں نسائی وابن ماجہ و ترمذی و حاکم سے بروایت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ قصہ اعلیٰ میں مروی ہے۔

من كانت له ضرورة فليتب ضا فليحسن وضوءه ويصلي ركعتين ثم يدعوا اللهم اني استسلك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم ا له واصحابه وسلم نبى الرحمة يا محمد صلى الله تعالى وعلى ا له واصحابه وسلم انى اتوجه بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى لى اللهم فشفعه فى حاجتى لتقضى لى.
علامہ علی قاری حرر مبین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔

وفى نسخة بصيغة الفاعل اى لتقضى الحاجة لى والمعنى تكون سبباً لحصول حاجتى وو صول مرادى فالامنا د مجازى. (الخ)

شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ تفسیر عزیزی پارہ عم آیت والقمر اذا تسق کے تحت لکھتے ہیں: وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود ازال ہائے طلبند و مے یابند“
ترجمہ: اور حاجت مند لوگ ان کے وسیلہ سے حاجات طلب کرتے ہیں اور پالیتے ہیں۔ اس مختصر ماحضر سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ عجیب کا جواب سراسر غلط ہے اس وقت زیادہ نہیں لکھ سکتا منصف کیلئے اسی قدرت کافی ہے۔

الراقم داعی

مہر علی شاہ از گولڈہ۔

(فتاویٰ مہریہ صفحہ ۲۴)

علامہ انور شاہ کشمیری کے داماد علامہ سید احمد رضا بجنوری صاحب انوار الباری فی شرح بخاری کے جلد نمبر ۱۱، صفحہ ۷۰ پر کتاب ”تقویت الایمان“ پر یوں ماقم کرتے ہیں:
”افسوس ہے کہ اس کتاب تقویت الایمان کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد میں کروڑوں سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حق المسکک ہیں دو گروہوں میں بٹ گئے ایسے اختلافات کی نظیر دنیا کے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام ایک مسکک کے ماننے والوں میں موجود نہیں۔

اب یہاں پر دیار ہند میں وہابیت کے بانی مولانا اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان کے رد میں لکھی گئی کتب اور مصنفین کے ناموں کی مختصر فہرست پیش کرتا ہوں۔

- (۱) معید الایمان: از مولانا مخصوص اللہ دہلوی بن شاہ رفیع الدین دہلوی
- (۲) تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ: از مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی
- (۳) حجۃ العمل فی ابطال الخلیل: از مولانا محمد موسیٰ بن شافع الدین دہلوی
- (۴) سیف الجبار: از مولانا فضل رسول بدایونی
- (۵) تنزیہ الرحمن عن ثنائیہ الکذب والنقصان: از مولانا احمد حسن کانپوری خلیفہ شاہ امداد اللہ شاہ جرجی صاحب۔
- (۶) شرح الصدور فی دفع الشرور: از مولانا مخلص الرحمن اسلام آبادی چانگامی
- (۷) میزان عدالت فی اثبات شفاعت: از مولانا محمد سلطان کنگلی
- (۸) ہادی المصلین: از مولانا کریم اللہ دہلوی
- (۹) از الہ الشکوک: از مولانا حکیم فخر الدین الہ آبادی
- (۱۰) شرح تحفہ محمدیہ فی رفرقتہ المرتدیہ: از مولانا سید اشرف علی گلشن آبادی
- (۱۱) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ: از مولانا سید حیدر شاہ کچھ پھوج گجرات
- (۱۲) رسالہ تحقیق توحید و شرک: از مولانا محمد حسن پشاور
- (۱۳) رسالہ حیات النبی: از شیخ محمد عابد سندھی استاذ عربی مدینہ منورہ
- (۱۴) گلزار ہدایت: از مولوی صبغتہ اللہ مفتی مدراس
- (۱۵) سلاح المؤمنین فی قطع الخاریجین: از مولانا سید الطیف الحق قادری بنالوی
- (۱۶) تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین: از مولانا عبد اللہ سہارنپوری
- (۱۷) رسم الخیرات: از مولانا خلیل الرحمن یوسفی مصطفیٰ آبادی

(۱۸) سبیل النجارج الی تحصیل الفلاح:

(۱۹) سفینۃ النجات:

(۲۰) نظام الاسلام:

(۲۱) تنبیہ الضالین و ہدایت الصالحین:

(۲۲) قوۃ الایمان:

(۲۳) حقائق الحق:

(۲۴) خیر الزاد لایوم العاد:

(۲۵) نعم الانتباه لدفع الاشتباہ:

(۲۶) دفع البھتان فی رد بعض ادکام تعبیر الانسان:

(۲۷) ہدایت المسلمین الی طریق الحق والیقین:

(۲۸) آفتاب محمدی:

(۲۹) گفتگو محمد (عمودشاہی سے مناظرہ):

(۳۰) میزان الحق:

(۳۱) انوار آفتاب صداقت:

(۳۲) امتناع الظہیر:

(۳۳) یوارق محمدیہ:

(۳۴) المعتمد المعتقد:

(۳۵) تلخیص الحق:

(۳۶) احقاق الحق وابطال الباطل:

(۳۷) سوط الرحمن علی قرن الشیطان:

(۳۸) مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان:

(۳۹) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا خان کا کام اس ضمن میں سرفہرست ہے اعلیٰ حضرت نے

رد وہابیت میں ۷۶ کتب اور مولانا اسماعیل دہلوی کے رد میں ۱۰ کتابیں لکھیں۔

(۴۰) اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی

از مولانا تراب علی لکھنوی

از مولانا محمد اسلمی مدراسی

از مولانا محمد وجیہ مدرس مدرسہ کلکتہ

جامع فتاویٰ علماء دہلی و حرمین شریفین

از مولانا کرامت علی جونپوری

از مولانا سید بدرالدین الموسوی حیدر آبادی

از مولانا ابو العلیٰ خیر الدین مدراسی

از مولانا معلم ابراہیم خطیب جامع مسجد بمبئی

از مولانا محمد پولس مترجم عدالت شاہی

از قاضی محمد عیسیٰ کوئی

از مولانا فقیر محمد چلمی پنجابی

از مولانا قاضی فضل احمد نقشبندی مجددی پنجابی

از مولانا قاضی مفتی احمد نقشبندی مجددی پنجابی

از مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی

از علامہ فضل حق خیر آبادی

از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

” ” ”

” ” ”

” ” ”

از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

علامہ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی

وہابیت کیا ہے؟ علماء عرب و عجم وہابیت کی خلاف کس طرح برسر پیکار ہوئے؟ وہابیت
دیار ہند میں کیسے داخل ہوئی؟

ان سوالات کے جوابات جاننے کے بعد اب آئیے ”باب سوم“ کے اپنے اصل
موضوع کی طرف۔

اہل سنت مسلمانان کشمیر میں تشیع کے نام پر تقسیم اول کے بعد

وہابیت کے نام پر تقسیم ثانی کا بانی کون؟

وادی کشمیر میں جیسا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا کہ اسلامیان کشمیر دو دھڑوں میں بٹ
گئے تھے سنی اور شیعہ لیکن ۱۲۰۰ھ میں دولخت ہوئے اسلامیان کشمیر کی ایک اور تقسیم ہوئی اور یہ تقسیم
وہابیت کے نام سے ہوئی۔ اس تقسیم ثانی کے بارے میں اہلحدیثوں کے ہفتہ روزہ اخبار ”مسلم“
۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ء میں اس طرح لکھا گیا ہے:

”یعنی تقریباً سو سال پہلے یہاں تحریک اہل حدیث کا آغاز سید حسین شاہ
المعروف بظہو، مولانا نور شاہ اور سبزو شاہ قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا“ (ہفتہ روزہ مسلم
سرنگر ۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ء) مذکورہ ہفتہ روزہ مسلم نے بانیان میں سے جناب سبزو شاہ کے
متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ سبزو شاہ عورتوں کا سامان، چوڑیاں، بالیاں وغیرہ بیچتا تھا۔ کوئی
عالم نہ تھا لیکن جب عورتیں سامان خریدنے باہر نکلتیں تو سبزو شاہ انہیں توحید و سنت کی
باتیں بتاتا۔ (ماخوذ از آئینہ وہابیہ صفحہ نمبر ۵، از علامہ مولانا اسد اللہ نظامی مصباحی پرنسپل
ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کشمیر)

اس بات کی تصدیق اور مزید تفصیل کتاب ”سیرت البخاری“ کے مرتب مولانا شوکت
حسین کینگ نے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۲۵ پر کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تقسیم کے بانی
مولوی سید حسن شاہ صاحب بظہو، بطخ پوری نوشہرہ ثم شویانی تھے یعنی اس طرح اس تقسیم اسلامیان
کشمیر کا فیض مرحوم کو ہی تا ابد جاری رہے گا مزید یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہی قابل فخر شاگرد مولانا
انور شاہ صاحب شویانی ہیں اور دوسرے عبداللہ وکیل مرزائی ہیں اول الذکر شاگرد کیسی نجد پر فریفتہ
ہوا اور آخر الذکر مرزا غلام قادیانی کی زلفوں کا اسیر بنا اس تصویر کو عبدالحجید سائیر مرحوم نے کیا خوب
نظم کیا ہے۔

آفت وہابیان ولعت مرزائیان در شہر آمد و لیکن شویاں سفر شد است
(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب سیرت البخاری صفحہ نمبر ۶۲۵)

اس طرح وادی میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی صاحب کی فکر کی بنیاد ڈال کر مسلمانوں کی ایک اور تقسیم ہوئی اس تقسیم کو ”اہل حدیث“ نام دیا گیا یہ حضرات اعمال کے لحاظ ”ائمہ اربعہ“ میں سے کسی ایک کے بھی مقلد نہیں یہاں یہ بات کہنا ضروری ہے کہ بہت سے ائمہ حدیث اپنے آپ کو غیر شعوری طور پر شافعی کہتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ چاروں ائمہ امام اعظم، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ عقائد کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت سے ہیں اس ضمن میں فقط دو مثالیں یہاں عرض کرتا ہوں پہلی یہ کہ چاروں ائمہ کے نزدیک یزید فاسق و فاجر ہے اور اہل بیت اطہار کی محبت علامت ایمان ہے دوسری یہ کہ چاروں ائمہ رحمہم اللہ کے نزدیک تراویح کی نماز میں ۲۰ رکعت ہی ہے جبکہ یہ لوگ یعنی اہل حدیث مندرجہ بالا دونوں باتوں میں الگ ہیں اس طرح یہ لوگ، چاروں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے بھی نہ عقائد میں نہ اعمال میں مقلد ہیں بلکہ ابن عبدالوہاب اور مولوی اسماعیل دہلوی کے ہی عقائد رکھتے ہیں۔

جب وادی کشمیر میں مولوی سید حسن شاہ صاحب بطنو نے وہابیت کی بنیاد ڈالی تو مسلمانان اہل سنت میں اس تقسیم کی خلاف علماء اہل سنت نے مردانہ وار مقابلہ پہلے سے ہی شروع کیا تھا بالخصوص حضرت شیخ احمد صاحب تارہ بلی، شیخ احمد صاحب واعظ، حضرت شیخ احمد ترائی اور حضرت عزیز اللہ حقانی صاحب قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے وادی کشمیر میں مسلک اہل سنت کی بقا کیلئے اور وہابیت کی خلاف بڑی سخت جدوجہد کی۔ اس سلسلے میں رسالہ ”تحفہ اکملیہ“ از حسن صاحب گادیاری صفحہ نمبر ۸۳ تا ۸۷ پر حضرت شیخ احمد صاحب تارہ بلی کا وہ طویل جوابی خط شائع ہوا ہے جو حضرت شیخ احمد صاحب تارہ بلی نے اس وقت میر واعظ مولوی تیکی صاحب کو دفاع عقیدہ اہل سنت میں لکھا تھا اس خط میں حضرت شیخ نے وہابی عقائد کا رد کرتے ہوئے میر واعظ وقت کو اپنے اسلاف کے عقائد کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی تلقین کی ہے یہ خط فارسی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ہوا ہے ”حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انجیوٹ“ میں اس مکتوب کا زیر اس مکتوب مبارکہ کا اردو ترجمہ قارئین کی نظر کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام ایمان کی حفاظت کیلئے اپنے اسلاف کی طرف سے کی گئی کاوشوں کو جان لیں۔

مکتوب شریف حضرت مرشد الامام شیخ الکرام اعلیٰ جناب
حضرت حافظ و علامہ شیخ احمد صاحب تارہ بلی علیہ الرحمہ
کہ جناب مولانا حاجی محمد تیکی صاحب میر واعظ کشمیر نور اللہ مرقدہ تحریر فرمودند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ایسے اعمال صالحہ کرنے کی توفیق بخشے جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور اس کی رضا مندی کا مستوجب ہیں۔ ”مجھے اتنی صلاحیت نہیں کہ آپ کی دوستی کا دعویٰ کروں یا آپ کو مشورہ دوں یا اچھے کام کرنے کی نصیحت کروں لیکن اس لحاظ سے کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں مجھے خوشی کا مقام حاصل ہوا ہے اور میرے اندر مومنیت کا جذبہ کارفرما ہوا ہے اور کلام کرنے کی جسارت ابھری ہے۔

وعظ و نصیحت جس چیز کی طلبگار ہے وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں چاہے آپ میری باتوں سے نصیحت حاصل کریں یا آپ کے دل میں کدورت اور آزر دگی نمودار ہو جائے۔
اے میرے نیک بخت عزیز! آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر ختی کے ساتھ کاربند رہیں بے معنی باتوں کو چھوڑ کر دل و جان سے اپنے اوقات کو عبادات الہی میں صرف کریں حسن نیت کے ساتھ علم حاصل کرنا فائدہ مند ہے اور اس پر عمل کرنا نجات پانے کا ذریعہ ہے ان کاموں سے جو ہلاکت سے خالی نہیں ہیں اور کامیابیوں کا ضامن ہے چاہے فی الوقت ہوں یا مستقبل بعید میں حاصل ہونے والی ہوں۔ وعظ کی مجلسیں قائم کرنے کا لالچ نہ کریں نہ اس میں غلو کریں اور نہ اس کی عادت ڈالیں کیونکہ ایسا کرنے سے لوگوں کے دلوں میں واعظ کے تئیں خفت اور ہلکا پن پیدا ہوتا ہے مذہب کی باتیں لوگوں تک پہنچانے میں اپنی عزت کی رکھوالی کریں علم دین کی عزت بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ، لوگوں کو جن باتوں پر عمل کرنے کی نصیحت کریں پہلے خود اس پر عمل کریں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں اس کا اثر نفوذ کرے اور وعظ بیان کرنے والا بے بہرہ نہ رہے۔ جو کچھ کہو پہلے خود اس پر عمل کرو اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارا وعظ و تبلیغ تمہارے لئے نقصان دہ ہوگا۔ احکام الہی کی عمل آوری کیلئے وعظ و نصیحت کا بیان کرنا اس لئے لازم ہے کہ بندہ اچھی باتوں کی تلقین کرے اور ناپسندیدہ باتوں سے لوگوں کو روکے اس میں صرف لوگوں کا بھلا چاہے

اور مخلوق خدا کے تئیں شفقت کے جذبہ سے انجام دے بقدر جات، مسجدوں اور دوسرے مقامات پر خاص دنوں اور خاص اوقات میں جب بھی وعظ کی محفلیں قائم کیا جانا مقصود ہو اس کے لئے وہاں کے لوگوں کی استدعا اور درخواست سچائی پر مبنی ہو اس سلسلے میں اپنی برادری اور ہم عصر لوگوں اور واعظوں سے جگہ اموال نہ لے اسی میں بھلائی ہے اور اگر صورت حال اس سے مختلف ہو تو اپنے ہی محلے میں اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کے لئے وعظ کی مجلسیں منعقد کی جائیں تاکہ وعظ و بیان کی صلاحیت میں اضافہ ہو جائے اور وعظ سننے والوں کی رضامندی اور خیر خواہی یقینی بن جائے اور کسی کے ساتھ محاذ آرائی کا امکان نہ رہے تمام کاموں میں خدا پر بھروسہ رکھے جو سب سے بہتر کار ساز ہے اسی میں بھلائی ہے اور اسی کی بدولت اگر خدا نے چاہا آہستہ آہستہ تمام کاموں میں استحکام اور مضبوطی پیدا ہوگی جو دوسرے لوگوں کو میسر نہ ہوگی اگر کوئی شخص اُس جگہ جہاں آپ وعظ کہتے ہیں وعظ کی مجلس قائم کرنے کی خواہش کرے اُسے آنے کی اجازت دیجئے اور اس کیلئے جگہ خالی چھوڑ دیجئے اس کے تئیں ایثار و قربانی کا جذبہ بروئے کار لائیں کیونکہ دوسرے کی خاطر اپنے نفس کو طاعونی درجہ دینا نیکیوں میں داخل ہے لڑائی کے امکانات کو مٹاتا ہے اور آرام و آسائش حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے خدا کا ملک تنگ نہیں جس کسی کے حق میں جو کچھ مقدر میں لکھا ہے وہ اس کو ضرور مل جائیگا لوگوں کی قبولیت حاصل کرنے میں خدا تعالیٰ کی آزمائش سے ڈرنا چاہئے حشمت و بدبہ کے لالچ سے دور رہنا چاہئے اور اس سے خائف رہنے کی عادت ڈالیں لوگوں میں مقبولیت کی خواہش رکھنا راستے میں رکاوٹ پیدا ہونے کا موجب ہو سکتا ہے اور جاہ و حشمت کو عزیز رکھنا جان لیوا ہو سکتا ہے خدا کے نزدیک مقبول ہونا مقصود ہونا چاہئے اور اولیاء کرام کی محبت رکھنے سے قرب خدا حاصل ہوتا ہے وعظ میں دکھاوا اور اتنا مصیبت ہے اور اس میں شعوری طور پر بناوٹ کا اظہار کرنا یا کاری میں داخل ہے اللہ تعالیٰ ایسے کاموں سے نجات اور پناہ عطا فرمائے نفع دینے والی اور لازمی چونکا دینے والی نصائح کرنا فائدہ بخش ہیں سچے عالموں کی بڑائی کرنا دین کے بزرگوں کی تعظیم کرنا، اولیاء اللہ کی پاکیزہ عادتوں کی پیروی کرنا، فقیروں اور مسکینوں کی محبت کا دم بھرنا، عام مسلمانوں کے حق میں اچھا گمان رکھنا، یہ سب باتیں آخرت کے عذاب اور دنیا کے بے آبرو ہونے سے ایک محکم قلعے کے مانند مسلمان کو محفوظ و مامون رکھتی ہیں۔ انبیاء کرام کے معجزے برحق ہیں اور اولیاء سے کرامتوں کا ظہور اس جہان فانی سے انتقال پانے کے بعد بھی ایک امر واقع ہے چنانچہ اس دنیا میں اختیاری طور

پر اور نادانستہ صورت میں بھی ان سے کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں اور عالم برزخ اور آخرت میں ان سے ظاہر ہو سکتی ہیں اور ان کے ظاہر کرنے میں اختیار رکھتے ہیں ان اولیاء کرام کا سیر و تصرف عالم ناسوت و ملکوت میں مدد حاصل کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کی اجازت و قدرت سے مہیا اور چھایا ہوا رہتا ہے اولیاء کرام کی زیارت کرنے والوں کو خاص طور پر اور باقی تمام مومنوں کو عام صورت میں ان کی امداد اور سفارش قضاء حاجات کیلئے ہر وقت مطلوب اور درکار ہوتی ہے۔ یہ بھی معجزات اور کرامات اولیاء کی علامت ہے جو دنیا اور عقبی میں جاری اور ظہور پذیر ہے اور جو کوئی اس کا انکار کرتا ہے اس میں شک رکھتا ہے وہ ان کے فیوض و برکات سے نا امید ہے اور نقصان اٹھانے کا مستوجب۔ اہل سنت و جماعت جن باتوں کے معتقد ہیں وہ سب مبنی بر صداقت ہیں۔ مقدس لوگوں کے بارے میں ادب اور احترام کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور نہ عام مومنوں کے ساتھ شفقت برتنے کی عادت کو ترک کریں اور ان کے تئیں برا گمان رکھ کر اپنے آپ کو گمراہی کے پھونک دینا ڈالیں جیسا کہ عقائد کے بارے میں کہا گیا ہے۔

یقین زابل جنتش مشمار ایمن از روز آخرش مکلدار

بدعتیہ آدمی کو جنتی تصور نہ کرنا چاہئے اور وہ قیامت کے دن عذاب و سزا

پانے سے محفوظ نہیں ہوگا۔

کہاوت ہے کہ زبان اور دل میں خصوصیت کے ساتھ کسی کا نام نہیں لینا چاہئے مثال کے طور پر انصاف اور بزرگی صرف باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور ظلم کرنا افعال الہی میں ناپید ہے کسی ایک واعظ نے بندگی کا نام لے کر کہا ہے کہ اگر اُسے عذاب کیا جائے وہ بھی انصاف ہی ہوگا اس قسم کے خطرات سے اپنے دل کو صاف رکھنا اور اپنی زبان کو ایسے بیانات سے پاک رکھنا خاص کر مقدس لوگوں کے بارے میں اپنے اوپر لازم اور فرض سمجھنا چاہئے تاکہ ہم ان کے فیوض اور برکتوں سے دنیا اور آخرت میں بے بہرہ نہ رہیں اور سر دست الزام اور ذلت ہم پر عائد نہ ہو جائے۔ ہاں اپنے نفس کو بندگی اور کثرت عبادت کی بناء پر خدا تعالیٰ کی آزمائش اور عذاب سے بے خوف نہ جائیں اور اسی طرح بے پناہ گناہوں کی وجہ سے اپنے آپ کو باری تعالیٰ کی رحمت اور غنم سے محروم نہ رہ جائیں۔ عدل الہی سے اپنے اندر خوف اور ڈر پیدا کریں اور اس کے فضل و عظمت سے غفلت اور بخشائش کی امید رکھیں۔

حضور رسالت ﷺ کی حیات پر ایمان رکھیں اور اس بات پر بھی یقین رکھیں کہ ان کا فیض خاص طور بھی اور عمومیت کے ساتھ کائنات کے ہر ذرے ذرے کو پہنچتا ہے تنہائی میں بھی اور عام اجتماعوں میں بھی اُن پر درود بھیجیں اور وہ بھی خطاب کے صیغہ میں (second person) جسے عام اصطلاح میں درود حضور کہا جاتا ہے اور حضور کی اولاد کا بھی دائمی طور پر ذکر کیا جائے اگرچہ آل کا لفظ عمومیت کے معنی رکھتا ہے اور اصحاب بھی اس میں شامل ہیں لہذا اسی پر بس نہیں کرنا چاہئے۔

بزرگوں سے منسوب خیرات میں شیخنا اللہ جس کے معنی ”خدا کے لئے“ ہیں پڑھنے سے انکار نہیں کرنا چاہئے اور اس میں خلوص اور عاجزی کا جذبہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے اس لئے کہ اولیاء کرام کے تمام افعال و اعمال اور حرکات و سکنات خدا کے لئے ہوتی ہیں اور اُن کو مدد پہنچانے کی قدرت حاصل ہوتی ہے۔

بزرگانِ عظام کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے حجروں کے سامنے متوجہ ہونا غنیمت سمجھنا چاہئے اور اس دوران میں ادب کا لحاظ رکھیں اور اپنی عاجزی اور فروتنی کا اظہار کریں کلماتِ طہیات قرآن مجید کی آیات اور نقل نمازیں پڑھ کر ان کا ثواب ان بزرگانِ کرام کی روحوں کو نذر اور بدیہ کریں اور جو بھی مقصد ہو ان بزرگوں کو وسیلہ شہداء کر اللہ تعالیٰ سے کامیابی طلب کریں اور حصولِ مطلب میں ان بزرگوں کی مدد اور شفاعت کی امید رکھیں چنانچہ ان کی روحوں، قبروں اور نشانوں سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اسی طرح ان کے حجروں، عبادت گاہوں اور مسجدوں سے برکت اور کشائش حاصل ہونے کی امید رکھیں جس طرح ان کے جسم ریاضت اور عبادت کرنے سے سراسر نور بن گئے ہیں اسی طرح ان کے حجرے ان کی عبادت گاہیں اور ان کی مسجدیں بندگی اور عبادت شاقہ انجام دینے سے مسرت اور خاطر جمعی کی جگہیں بن گئی ہیں اور وہاں پر فیض اور کشائش ارادتمندوں کے لئے میسر اور مہیا ہے خلوص اور حسن اعتقاد کے ساتھ ان کی زیارت کرنے والے یہ سب چیزیں پاتے ہیں اور ان سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ اسے خدا ہم کو ان ہی لوگوں میں شامل کر۔

ان بزرگوں نے اپنے اوپر جتنے بھی مجاہدات اور ریاضات کی مشقتیں عاید کی ہیں یا اپنے ارادتمندوں کو ان کا امر کیا ہے اُن کا نہ انکار کرنا چاہئے نہ اُن پر اعتراض کی انگلی اٹھانی چاہئے اور ناپاکی

ان کو بدعت اور نئی چیز ہونے کا نام دینا چاہئے اس لئے کہ ان کی آنکھیں سنت کی پیروی اور شریعت کی پاس داری سے سرگمیں ہو گئی ہیں اور ظاہری و باطنی بصارت سے روحانی بیماریوں سے واقف ہوتی ہیں اور مشیت و حکمت الہی کا دروازہ اُن پر کھلا رہتا ہے تقاضائے وقت اور شہر و ملک کے مزاج کے مطابق راہِ حق ڈھونڈنے والوں کی بیماریوں کو درست کرنے کی خاطر علاج و اصلاح کی تفصیل باندھتے ہیں اور مختلف ادویات کی مجموعہ مرتب کرتے ہیں حقیقت میں ان کی عبادت اور اُن کا مجاہدہ نفس حضور ﷺ کی پیروی اور اتباع کا آئینہ دار ہوتا ہے خدا تعالیٰ ان پر ان کی اولاد و صحابہ پر درود و سلام بھیجے اگرچہ اُس بابرکت وقت میں ایسی تفصیلات کا اظہار ہونا ضروری نہ تھا اور نہ ہوا۔ کسی بھی ولی کا کوئی بھی کام حکم الہی، امر نبوی اور مسلک اُمت سے باہر نہیں ہے اعتراض اور انکار کرنے والا اندھا ہے اور اُس کا دل تاریک اور کالا ہے شک کرنے والے وہابی کی توڑ کرنے کی جسارت کرتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ انبیاء کرام خود بذات اور اولیائے عظام اُن کی پیروی کے طفیل دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر اور منبع ہیں اور انوار الہی کا سورج انہی سے طلوع ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ ہم دریا سے کہیں گے کہ ہماری ناپاکی پانی سے دور کر، یا ہمارا منکا پانی سے بھر دینے کیلئے خدا سے اجازت لے یا ہم سورج سے کہیں کہ ہماری تاریکی اپنے نور سے روشن کر یا خدا تعالیٰ سے یہ تاریکی دور کرنے کی خاطر اجازت طلب کر۔ دریا رحمت الہی کی برکت سے بہتا ہے اس لئے کہ ناپاکیوں کو دور کرے، پیاسوں کی پیاس بجھائے، چھوٹی چھوٹی ندیوں کو بہائے، سمندروں کے لئے پانی مہیا کرے، فصلوں اور زراعتوں کو شاداب و سیراب کرے، حاجت مندوں کے خالی برتنوں کو پر کرے، سورج جو کہ خدا کے فضل و کرم سے چمکتا ہے صرف اس مقصد کے پیش نظر کہ دنیا کو منور کرے جھلانے والا یا انکار کرنے والا اگر دریا کی طرف رجوع نہ کرے تو وہ ناپاک ہی رہے گا۔ اس کا برتن خالی رہے گا اور اس کی پیاس جوں کی توں باقی رہے گی اس میں کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا ہے اگر کوئی شخص سورج سے اپنا منہ چھپائے اور گمراہی اور شک کے بھنور میں ڈوب جائے تو ڈوبنے دو۔ جسے خدا گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کا راستہ نہیں دکھا سکتا۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ یہی ہے کہ جتنی بھی ناپاکی لیے ہم دریا میں چلے جائیں وہاں سے صاف و پاک ہو کر واپس نکلیں گے اور جتنے بھی

خانی برتن ہم دریا میں نیچے کر دیں گے وہ پورے کے پورے ہو کر باہر لائیں گے اور باوجود تاریکی و اندھیرا پین جب بھی ہم سورج کے سامنے کھڑے ہونگے ہم روشن اور نورانی ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے نور سے جسے چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے اور جسے خدا تعالیٰ ہدایت کی توفیق بخشا ہے اُسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا۔ سچا عشق مضبوط عقیدہ اور مکمل اطاعت ہی کام آسکتی ہے اور اسی میں نجات ہے۔

بے نصیب آدمی ہدایت سے کوسوں دور ہے اور جو بھی شک اور بدگمانی کا شکار ہے وہ ہمیشہ نقصان میں ہی رہے گا۔

اے خدا ہمیں مسلمانی کی حالت میں وفات دے اور نیک لوگوں کے زمرے میں شامل کر، رسوائی سے محفوظ رکھ اور اپنی آزمائش سے بچائے رکھ اپنی رحمت کے طفیل اپنے نیک بندوں کی جماعت میں داخل کر۔ (ختم ہوا مکتوب شیخ احمد صاحب تارہ پٹی)

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے جانشین اعظم و فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے وارث مسند درس و امام آفاق حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مدنی کے شاگرد و خاص عالم و فاضل و فقیہہ کامل، واقف علوم عقلیہ و کاشف رموز عقلیہ، محقق ربانی، محدث لاٹانی، حضرت مولانا واعظ شیخ احمد نے مکمل ایک منظوم رسالہ فارسی زبان میں وہابیت کے رد میں لکھ ڈالا جس کا نام ”نجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ“ ہے اور اس تصنیف کا کشمیری منظوم ترجمہ و شرح علامہ مولانا صدیق اللہ صاحب حاجتی نے ”نجوم الہدیٰ رجوم لالہ الطغی“ کے نام سے کیا۔ یہاں دونوں تصانیف میں سے ابتدائی تحید کی منظوم کلمات تہر کا قلمبند کرتا ہوں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے اسلاف نے ہمارے دینی عقائد کو بچانے کے سلسلے میں ہمارے لئے کیا کیا مواد تیار کر کے رکھا ہے مگر افسوس کہ آج یہ کتب ہمارے پاس موجود نہیں ہیں اگر ہیں بھی تو ان سے استفادہ کرنے والے طالبان ہدایت نہ رہے۔ آج کے ہمارے پریشان کن دینی حالات میں یہ کتب اسلاف ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں۔

ہاں ہم ہی تھے قافلہ سالارائے گردشگر راہ بھولے ہیں تو کیا پہچان بھی مر جائیگی

اول الذکر کتاب ”نجوم الشہابیہ“ از شیخ احمد واعظ کے صفحہ نمبر ۲ سے نقل کی گئی ابتدائی تمہیدی لقمہ

باسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد مر بدیع کائنات و ذی المنن
فرقہ ناجیہ کرو د اہل حق اہل سداد
مظہر دین حق و مظہر امداد و عون
مذہب حنفیہ و دین حنفی دین ماست
مجتہب ما از طریق اہل زیغ و اہویہ
پس درود بیحد ہر دم مختتم المرسلین
اول و آخر مخلوق و بعث و روح و جسم و دین
آدم و مادون او زیر لوائے حمد او
پس درود حق بر آل و صعب او اتباع او
خاصہ بر آل چار خلفا چار رکن قصر دین
دیلمی در مسند القردوس ایں آوردہ است
کہ مدینہ علم و ینم من ابو بکر و عمر
سقف و بامش ہست عثمان بن عفان غنی
بعد حمد و نعت پیغمبر ہیگوید مرام
باد واضح بر تو ای صاحب صراط مستقیم
ایں دُر ہائے غرر را چیدہ از بحر علوم
یعنی اں سر دفتر وہابیان ملحدین
ہم مہین انبیاء چون صائب وہابیہ

خویش را خواندہ مؤدش اہل اعتزال

مسلمانا مشرکین خوانند آں اہل ضلال

حضرت شیخ احمد واعظؒ کے ان ابتدائی منظوم کلمات کے بعد اب علامہ صدیق اللہ صاحب حاجیؒ کے منظوم کشمیری ترجمہ ”نجوم الہدیٰ رجوم لائل اللفی“ صفحہ نمبر ۲ سے بھی پہلی نظم ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بجد خدای پاکس کن	یم اسی تاو خیر امت وون
اہل سنت کرن تہ اہل سداو	انبیاء تے ولی پئی ارشاد
سو زتم راہ حق تہو اسہ باو	اسہ در دل جہند محبت تھوو
اُس محبت نبی و صحب کبار	ملکدن تے وہائین بیزار
بو حنیفہ چھ پیشوا سوئے	شاہ جیلان رہنما سوئے
بجد وعدہ بوین سلام و درود	بر محمد نبی حبیب وود
خاتم انبیاء و ختم رسل	ساری خلقت چھہ جزو سوی چھہ کل
علم تل تسزے بروز جزا	آدم و انبیاء رن ماوا
رحمت حق بر آل و بر اصحاب	تم براہ ہڈی چھہ نجم شہاب
چار خلفا چھہ چار رکن اتم	ژور تھم و تلس گرس محکم
دیکمین بسمند الفردوس	پانہ فرماؤ تھہ گو پیبر سون
علم دینک بو شہر محس یم یار	چھو ابوبکر کن عمر دیوار
سقف عثمان علی چھو دروازہ	خوشتر بوز روح کر تازہ
روز اہستہ کر مہ پتائی	بند بوز رڈ وہابی
چھہ خواہش میہ شاعری ہاون	بحث لاگن سنخوری ہاون
میہ چھہ مطلب عمل بقول رسول	مچھی معاف جیل وزن یہ مقول
حضرتن دوپ زیلہ تن بدعت	تم مہتم بروہمین کرن لعنت
آسم علاہ نیس سو نون باوی	تمہ دوہہ علم یس کھٹھہ تھادی
زن کھٹھہ تھوو تم یہ کور نازل	خالقن پر محمد فاضل علیہ السلام

قوم بخدی کران چھی لعنت
بروہمین کہہ چھہ ہنر کھہ

ان ابتدائی نظموں کو پڑھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ہمارے اسلاف نے ہمارے دینی عقائد کے تحفظ کیلئے کیا کچھ نہیں کیا ہے مگر بقول وہائے راز۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی جو دیکھا انکو یورپ میں تو دل ہوتا ہے ہی بارہ

اسی طرح علامہ زماں جناب عزیز اللہ حقانی صاحبؒ نے ”برہان المسلمین“ نامی رسالہ تصنیف فرمایا جس میں وہابیہ کے رد اور اہل سنت کے عقائد حقہ کا ثبوت بہت ہی مدلل انداز میں دیا گیا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ تیرویں صدی سے چودھویں صدی تک بے شمار علماء اہل سنت نے مسلک اہل سنت کے تحفظ میں دن رات محنت کی۔ مسلک اہل سنت کے ان محافظین میں علامہ و مولانا مفتی ابوالحسن عبدالکبیر بخاری صاحبؒ، علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ، سید محمد فاضل قادریؒ، خاندان شیخ الاسلام کے مفتی قوام الدین صاحبؒ، مولانا یاسین صاحبؒ سوپور، مولانا میر میرک شاہ اندرائیؒ، مولانا غلام حسنؒ سوپور، مولانا علاؤ الدین صاحبؒ بخاری سوہی بگ مولانا یوسف صاحبؒ و تربیلیؒ، مولانا احمد اللہ صاحبؒ شاہ آبادی، میر واعظ جنوبی کشمیر قاضی غلام احمد صاحبؒ، مولانا قاسم شاہ صاحب بخاریؒ کے علاوہ سینکڑوں حضرات ایسے ہیں کہ جنہوں نے اپنی راتوں کا آرام تہہ دیا ہے اور مسلک اہل سنت کی حفاظت کی۔ یہ حضرات اب ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ہر فرد تحفظ مسلک اہل سنت والجماعت کے سلسلے میں ایک تاریخ رقم کر کے گیا ہے۔ اسی قافلہ سخت جاں کا ایک اور مجاہد و محافظ مسلک اہل سنت (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں مزید برکت عطا کرے) جو آفتاب کوئی اور تہرک اسلاف ہیں آج بھی ہم میں موجود ہیں یعنی جناب الحاج علامہ و مولانا سید محمد اشرف صاحب اندرائی (قادری) و امامت برکاتہ حضرت مولانا اس پیرانہ سالی میں بھی ایک نوجوان کی طرح ہم نوجوان سال بوزھوں کو حفاظت حق کیلئے ابھارتے ہیں حضرت کے جذبوں کو دیکھنا ہو تو ماہنامہ ”المصباح“ کے ادارے گواہ ہیں۔ حضرت کی جرأت کو دیکھنا ہو تو وحید الدین خان گستاخ رسول کی گستاخی کا پوسٹ مارٹم جسکو ”وحید الدین خان کا سائنٹفک اسلام“ کے نام سے لکھا مطالعہ کیجئے، مولانا کی فکر کا پرتو دیکھنا ہو تو ادارہ ”شاہ ہمدان ٹرسٹ“ دیکھیں، مولانا کے دل کی آواز سننی ہو تو وادی کے ہزاروں نوجوان جو مساجد کے منبروں پر، کالج، یونیورسٹیوں اور دفاتر میں غرض زندگی کے ہر شعبہ میں شعوری طور مسلک اہل سنت پر ثابت قدم رہتے ہوئے اسکے مخلص داعی بن چکے ہیں کو دیکھیں بلکہ بیجانہ ہوگا کہ ہماری فکریں ضرور مد مقابل کے مکروہ عزائم کو دیکھ کر شدت اختیار کرتیں مگر ہمارے

فکار کی تلوار کو اعتدال کی سان پر چڑھانے والا بھی یہی مرد درویش ہے۔ اور یہ وادی کی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اپنا دینی، علمی و روحانی محاذ فقط یہاں ہی نہیں کھولا ہے بلکہ آرا پنا فیض پہنچا رہے ہیں پاکستان میں بمقام ضلع گجرانوالہ عظیم الشان ”مدرسہ قادریہ“ حضرت ہی کی فکر سے وجود میں آیا اسی سال ۱۰، اپریل ۲۰۱۰ء کو بعد نماز فجر سنگ بنیاد رکھ کر عملاً درس و تدریس کا آغاز مسجد غوث الاعظم میں کیا گیا ہے مسجد غوث الاعظم خانقاہ اندرابیہ قادریہ کے متفق ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو عمر دراز عطا کرے یہ سطور قلمبند کرتے وقت بھی حضرت علامہ پاکستان کے ہی سفر پر ہیں۔ غرض مذکورہ بالا سبھی علماء اہل سنت نے وادی میں حضرت امیر کبریٰ کی ڈالی ہوئی دینی بنیادوں کو تحفظ فراہم کرنے میں سخت کوششیں کیں اور مسلک اہل سنت کا بھرپور دفاع کیا ہے اس وقت بھی امیر اہل سنت علامہ سید محمد اشرف صاحب اندرابی کی قیادت میں محافظین اہل سنت اپنا کام انجام دے رہے ہیں آئیے اس سلسلے میں ماضی قریب کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں

(۱)

”شیخ الاسلام“ علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا فتویٰ

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا شیخ الاسلام پر ایک اصول فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو حضرت علامہ مولانا مفتی سید عبدالکبیر صاحب بخاریؒ کے فرزند دلبند حضرت سید محمد حسن صاحب بخاریؒ نے رسالہ ”نزل الصلحاء“ تالیف فرمایا حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے اس فتویٰ شیخ الاسلام پر جناب حضرت حسن صاحب بخاریؒ کے والد بزرگوار مفتی عبدالکبیر صاحبؒ کے تاثرات بھی درج ہیں یعنی یہ فتویٰ چودھویں صدی کے نصف اول میں لکھا گیا ہے۔ فتویٰ شیخ الاسلام کے بارے میں حسن صاحب بخاریؒ لکھتے ہیں:

”اصل این فتویٰ نزد پیر بہاء الدین صاحب مرحوم امام جامع مسجد بندہ پورہ علاقہ کوہیہامہ بود فقیر ہم آں دیدہ است و در آں جواب دو سوال بود۔ یکے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوم شیخ الاسلام“

ترجمہ: ”فتویٰ کی اصل پیر بہاء الدین صاحب مرحوم امام جامع مسجد شریف بانڈی پورہ علاقہ کوہیہامہ کے پاس موجود ہے اور فقیر (محمد حسن) نے اسکو دیکھا اور اس میں دو سوالات کے جوابات ہیں ایک عیسیٰؑ کے نزول اور دوسرا شیخ الاسلام“

حضرت شاہ صاحبؒ نے فتویٰ عربی میں دیا پھر اسکا ترجمہ فارسی اور اردو میں کیا گیا یہاں پر من و عن سیرت البخاری صفحہ ۱۲۱ سے وہ فتویٰ معہ تمہید از حسن صاحب بخاریؒ اردو میں پیش کر رہا ہوں۔

تمہید از حضرت سید محمد حسن صاحب بخاریؒ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين و صلى الله على خير خلقه محمد و على اله و اصحابه اجمعين

اما بعد!

فقیر سید محمد حسن بخاری ابن صاحب الفضیلت مولانا سید عبدالکبیر صاحب بخاری طاب اللہ ثراہ عرض پرداز ہے کہ گذشتہ سال سرینگر اور بیرون سرینگر کے چند علماء کے درمیان یہاں مسئلہ شیخ الاسلام کے جواز و عدم جواز کے متعلق بحثا بحثا ہوئی، اور کچھ لوگ تو سلف صالحین کے فتاویٰ سے مستغنی اور بے پرواہ بنکر اس کے عدم جواز کا قتلے دے کر طریقہ اعتدال اور ضابطہ حق و انصاف سے تجاوز کرنے میں بہت آگے بڑھے۔

ان سے ہمیں غرض نہیں۔ کہنا تو یہ ہے کہ میں اتفاق سے اپنے اسلاف کے کتب خانہ کی چھان بین کر رہا تھا تو اچانک مسئلہ شیخ الاسلام کے متعلق حضرت شیخ الاسلام خاتم الحفاظ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب سابق الحدیث دارالعلوم دیوبند کا نقل فتویٰ دیکھنے میں آیا۔ اور فتویٰ کے آخر میں اپنے والد ماجد مولانا عبدالکبیر صاحب بخاری طاب اللہ ثراہ کی رائے گرامی قدر بھی دیکھی۔ اس فتویٰ کی اصلی کاپی پیر بہاء الدین صاحب مرحوم امام جامع مسجد بانڈی پورہ کے ہاں محفوظ ہے۔ اور راقم نے وہ اصلی فتویٰ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس لئے بزرگوں اور اسلاف کرام کا تہمک سمجھ کر اصل فتویٰ اور اپنے والد ماجد کی اس پر تحریری رائے مع ترجمہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ اس سے اچھی طرح اندازہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب جیسے محدث مسئلہ شیخ الاسلام کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے، اور ہمارے اسلاف کرام کے اعتقادات کیا تھے۔ اس سے زیادہ میرا مطلب کچھ بھی نہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

(نوٹ) نقل فتویٰ راقم کے نزدیک حرف بحرف موجود اور محفوظ ہے۔ اب آپ حضرت شاہ صاحب کے فتویٰ کا نقل درج جواز شیخ الاسلام ملاحظہ فرمائیے چونکہ اصل فتویٰ فارسی میں ہے عوام الناس کی سہولیت کیلئے اس کا ترجمہ اردو میں ساتھ ساتھ کیا گیا۔

قارئین! اللہ کے جواز پر حضرت شاہ صاحبؒ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں
”اصل عبارت اردو میں“

صاحب فتویٰ رملیہ حضرت شیخ خیر الدین رملی استاد صاحب دُر مختار سے یہ مسئلہ شیخ ابراہیم صماویٰ نے دمشق میں دریافت کیا، کہ بعض جلیل القدر حضرات صوفیہ مسجدوں میں حلقہ باندھ کر جہراً اور اونچی آواز سے یاد خدا اور ذکر الہی کرتے ہیں اور یہ حضرات اپنے باپ داداؤں سے اسی طرح اس ذکر کے عادی ہوتے ہیں۔ اور یہ صوفیاء کے وہ قصائد بھی ذکر کی محفلوں میں سناتے ہیں۔ جو ارباب حال اور اصحاب معرفت نے سنائے ہیں۔ جسے قصیدہ قادر یہ سورہ اور مطاوعیہ۔ اور یہ وہ حضرات ہیں جن کے متعلق فقہائے ملت محمدیہ ﷺ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحبہ تلقی بالقبول کیا ہے اور یہ حضرات اسی پر بس نہیں کرتے، بلکہ یہ اپنی محفلوں اور مجلسوں میں یا شیخ احمد رفاعی ھنیئاً للہ، یا شیخ عبدالقادر ھنیئاً للہ جیسے وظائف بھی پڑھتے ہیں۔ اور ان حضرات کو مجموعہ کے وظائف و کلمات کے پڑھتے وقت زبردست وجدانی کیفیت اور حال ترقی روحانی حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ان کے باقی مقالات معروف میں تو فرمائے، کہ ان صوفیوں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ یہ شیخ ابراہیم صماویٰ سے دمشق میں پوچھا گیا تھا۔

حضرت شیخ خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ حامد یہ کا جواب نمبر (۱) جسکو حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ، من و عن نقل کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں: کہ صوفیوں کی حقیقت بیان کرنے کے بعد فرمایا صوفیوں کے حالات مقامات کا انکار جاہل اور غبی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اور فرمایا: کہ ان کے ذکر جہری کے حلقے، یا اپنے مشائخ اور بزرگوں کے قصائد سننا اور مسجدوں میں صوفیانہ غزل پڑھنا سب درست اور جائز ہے۔

رہا ان کا قول: ”یا شیخ عبدالقادر ھنیئاً للہ“ یہ ایک نداء اور پکار ہے اور جب اسکے ھنیئاً اضافہ اور زیادہ کیا جائے۔ تو اس کا مطلب اللہ کی عزت و تعظیم کی تصدیق و تائید کرتے ہوئے کسی چیز کا طلب کرنا۔ تو پھر اس میں موجب حرمت اور گناہ کا سبب کیا ہے یعنی کچھ بھی نہیں۔ مزید فرمایا: جس نے ھنیئاً للہ پڑھنے والوں کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا۔ اس فتویٰ سے دھوکہ اور فریب میں نہ پڑنا چاہیے۔ یعنی وہبانیہ کی عبارت اجراء کفر کیلئے اس باب میں نہایت واہی اور رکیک ہے، کیونکہ اسکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ حالانکہ فقہائے اسلام کا مسلمہ قول ہے۔ مومن کو ایمان سے خارج نہیں کرتا،

مگر اس شئی کا انکار جو متفقہ طور اسلام میں داخل ہو۔ اور فقہاء کا یہ بھی قول ہے کہ تکفیر کا فتویٰ دینا بہت بڑی چیز ہے۔ اور یہ کہ مسلمانوں کو کفر کا فتویٰ دینا گناہ عظیم اور بڑی بات ہے۔ اور اگر بنا بر روایت ضعیفہ ہو بھی، تو پھر بھی کفر کا اس پر فتویٰ دینا کب روا اور زیبا ہے؟

وہبانیہ کے شارح نے کہا کہ زیر بحث کلمہ کے بارے میں کفر کا فتویٰ نہ دینا ہی رائج اور پسندیدہ ہے۔ جن لوگوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے ان کی دلیل یہ ہے: کہ خدائے عزہ جل کیلئے کچھ سوال کرنا اور مانگنا ہے، حالانکہ وہ غنی اور بے نیاز ہے، اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ یہ کوئی دلیل اور وجہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ کسی مسلمان کے دل میں ایسا خیال نہیں آ سکتا کہ ہم خدا کیلئے طلب کرتے اور کچھ مانگتے ہیں۔ پس شیخ اللہ کالام نکریم و تعظیم کیلئے اسی مقام پر ہے۔ جیسے آیت بلند پایہ (فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ) میں تعظیم کیلئے ہے۔ ورنہ یہاں پر بھی اعتراض وارد ہوگا۔

(فتاویٰ خیر یہ جز ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۸۴)

حاصل یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب مرحوم نے شیخ اللہ کے جواز کا فتویٰ از خود نہیں دیا۔ شاہ صاحب نے رملیہ استاد صاحب دُر مختار کے فتویٰ کے مطابق جواب دیا ہے اور اس جواب کو کافی اور روانی سمجھا۔

(از فتاویٰ حامد یہ محمد انور عثمانی عنہ)

اس فتویٰ کے نیچے مفتی عبدالکبیر بخاری صاحب نے یہ عبارت لکھی ہے:

”شرح این مسئلہ: قول المولیٰ المعظم والمفتی المکرم مجمع العلوم والفنون الذی علمہ اشہر و انور من الشمس والقمر المولوی محمد انور جزاء اللہ عنا خیر الجزاء“ (عبد الکبیر بخاری)

(ترجمہ) اس باب میں: حضرت شاہ صاحب کا فتویٰ معتبر اور مستند ہے، کہ

آپ کا علم آفتاب تابان اور ماہتاب آسمان سے بھی روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو ہماری طرف

سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ (عبدالکبیر بخاری ترجمہ اردو از سید حسن صاحب بخاری)

(۲)

اسکے بعد قصبہ بارہمولہ میں بھی چند توہب زدہ افراد نے انہی مسائل کو لیکر مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا تو آخر میں حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی وجہ سے ہی یہ مسئلہ دیریتہ کا فور ہوا مصنف ”سیرت البخاری“ جناب شوکت حسین کینگ صفحہ نمبر ۱۲۸ پر لکھتے ہیں: قصبہ بارہمولہ کے

خلافی مسائل جو سال ہائے سال سے مسلمانانِ قصبہ کیلئے باعثِ تشویش و افتراق بنے ہوئے تھے مسلمانوں کا ملی مفاد، قومی اتحاد اسی انتشار کی وجہ سے درہم برہم ہو رہا تھا۔ بسا اوقات مسلمانوں کو آپس میں ملانے کی کوششیں بھی ہونیں، لیکن ہمیشہ کے لئے اس کی مکدر فضاء کو صاف کرنے والے نتائج پیدا نہ ہوئے آخر میں مولیاءِ معظم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کا ہی وہ دستِ حق پرست تھا کہ جس سے یہ فتنہ دیرینہ کا فور ہو گیا، اور ان کے ہی فیصلہ پر عدالت کی وساطت سے مسلمانوں کے یہ دو فریق آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔ (ماخوذ از سیرت البخاری صفحہ نمبر ۱۲۸) فیصلہ کو بارہمولہ کی عدالت نے محفوظ فرمایا۔ نقل مندرجہ ذیل ”حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ“ میں موجود ہے۔

قضیہ نامرضیہ بارہمولہ کا مستحق فیصلہ

نقل فیصلہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ

مصدقہ عدالت بارہمولہ کشمیر

در بارہ وظیفہ شہداء۔ بحاضری فریقین بمقام بارہمولہ، جسکو فریقین نے تسلیم کر کے عدالت و وزیر وزارت صاحب بارہمولہ میں پیش کیا ہے درج ذیل ہے۔

(۱) وظیفہ شہداء مسجدوں میں پڑھنا ممنوع ہے اور گھروں کے اندر ختمات میں پڑھنا جائز ہے۔

(۲) اولیائے کرام کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا درست ہے البتہ استحضار خیالی سے ندا آسکتی ہے

(۳) درود شریف بحضور اقدس ﷺ بذریعہ ملائکہ یا حین اسی وقت، اسی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور خود بخود بھی پہنچنا ممکن ہے کیونکہ عرض اعمال امت ثابت ہے۔

(۴) اولیائے کرام کی رسالت اس طرح جائز ہے کہ یا اللہ بخرمت فلاں صاحب میری حاجت براری کر۔ یہ متفق علیہ صورت ہے۔ اور دوسری صورت انہی کو خطاب کرنا مختلف فیہ ہے

شیخ دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں اجازت دیتے ہیں لیکن صورت اول احوط ہے۔

(۵) خداوند کریم کے بغیر کسی کو علم کلی نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ علم اولین و آخرین ہیں۔ لیکن علم محیط حق تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ (دستخط محمد انور)

(۳)

حضرت شاہ صاحب کا ایک اور فتویٰ بمقام ترجمہ گنڈ ۱۳۵۰ھ بھی انہی مسائل کے بارے میں موجود ہے ترجمہ گنڈ میں یہ فتویٰ دیتے وقت احقر کے نانا جان حضرت حکیم محی الدین شاہ صاحب فقیر سوپوریؒ خصوصاً شاہ صاحب کو مرضِ خوئی بواسیر کے علاج کے سلسلے میں تشریف لائے تھے اور انکے ساتھ انکے برادر زادہ حکیم غلام رسول شاہ صاحب (جیلانی مطب خانقاہ معلیٰ) سوپور بھی تھے۔ فتویٰ یہ ہے۔

(۱) درود حضور خواندن و ندایہ یا رسول ﷺ جائز است (۲) حیات انبیاء و اولیاء و امداد از ارواح مبارک ایشان ثابت است (۳) استعانت و استمداد از اولیائے کرام بطور استحضار و ذہنی درست است (۴) شیعنا للہ در ختمات جائز است و در مسجد بعد ختم بطریق آہستہ بخواند با اجازت پیران طریقت ہمیں عنوان بخواند آئندہ رسالہ مسائل صدر معہ اولہ تالیف نمودہ آید۔ بندہ محمد انور (از ترجمہ گنڈ ۱۳۵۰ھ)

(۴)

حضرت شاہ صاحب کا سایہ سر سے اٹھا تو پھر سے فتوے نے سر اٹھایا تو بارہمولہ کے عوام اہل سنت نے میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ صاحبؒ تک معاملہ پہنچا یا تو حضرت میر واعظ نے مسلمانانِ بارہمولہ کے درمیان صلح کرانے کیلئے علماء کرام کا وفد بارہمولہ روانہ کیا بارہمولہ میں مسلسل تین دن تک آپس میں مجلسیں اور تبادلہ خیالات ہوتے رہے حالات معمول پر آنے لگے بالآخر خواجہ محمد مقبول کمر و صاحب کی طرف سے گیارہ سوالات مولوی ولی شاہ صاحب نارائیلی کو پیش کئے گئے کہ وہ جواب دیں اور اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔

سوالات مولوی ولی شاہ صاحب کو پہنچ گئے انہوں نے ان سوالات کو جبکہ بارے میں پہلے ہی شاہ صاحب کشمیری اپنے فتاویٰ دے چکے تھے انہی کو اپنا بھی جواب مانا اور جو باقی سوالات تھے انکے جوابات دیدیے۔ قارئین کرام! یہاں پہلے سوالات لکھتے ہیں اسکے بعد جوابات لیکن جوابات سے پہلے ولی شاہ صاحب کی طرف سے لکھا گیا جوابی خط بھی پیش کر رہا ہوں وہ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

نقل مطابق اصل

”محبت دینی ام خواہ محمد مقبول صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دریافت طلب سوالات کے متعلق میرے مخلصانہ جوابات حسب ذیل ہیں۔ ساتھ ہی آپ کے نام ایک اشتہار (مسلمانان کشمیر پر مولوی ولی شاہ کی وہابیت کا اظہار) کے عنوان سے شائع ہوا ہے اسکی اس پیشانی سے میری ذات کے متعلق وہابیت کے اظہار کو جو افسوس ناک اقدام غالباً غلطی سے ہوا ہے محض کذب و بہتان ہے، میں ایک پختہ حنفی المذہب ہوں اور وہابیت سے کوسوں دور ہوں“ واللہ علی ما نقول شہید۔

اب آئیے ولی شاہ صاحب سے پوچھ گئے سوالات پھر انکی طرف سے دئے گئے جوابات دیکھ لیں:

سوال نمبر ۱: کیا علم اولین و آخرین جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوا تھا وہاں لیا گیا، غیب کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کریں؟

جواب: آنحضرت ﷺ علم اولین و آخرین ہیں۔ حضور ﷺ سے یہ علم (نعوذ باللہ) وہاں نہیں لیا گیا۔ علم غیب کئی خاصہ خدا ہے، اور اطلاعی آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے۔

سوال نمبر ۲: ایک نفعین کے تحت طلب از انبیاء کرام اور اولیائے عظام جائز ہے یا نہ؟ اور امداد طلب کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

جواب: اولیاء کرام سے ”ایک نفعین“ کے ماتحت رسالت اس طرح جائز ہے کہ: یا اللہ! بحرم فلاں صاحب میری حاجت برآوری کر۔ یہ متفق علیہ صورت ہے اور انہی کو خطاب کرنا مختلف فیہ ہے۔ (شاہ صاحب کا فیصلہ)

سوال نمبر ۳: کیا حضرات انبیاء خصوصاً خاتم النبیین ﷺ و اولیائے عظام حیات اور بعد انتقال مدد کر سکتے ہیں؟ جواب: جواب نمبر ”۲“ میں آگیا۔

سوال نمبر ۴: شیخنا اللہ یا حضرت سید العرب والعجم یا دیگر کلمات استمداد از رسول اللہ ﷺ پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ اسکا قائل کافر ہے یا مسلمان؟

جواب: شاہ صاحب کا فیصلہ عدالت تصفیہ ہو چکا ہے۔

سوال نمبر ۵: حضرت نبی کریم ﷺ کا حیات کس طریقہ پر ہے کیا وہ ﷺ دور سے کوئی ندا سن سکتے ہیں؟

جواب: ”نبی اللہ حی یوزقی“ پر میرا کمال ایمان ہے۔

سوال نمبر ۶: درود بر حضرت نبی کریم ﷺ ملائکہ سابقین گذارتے ہیں۔ کیا وہ از اسلئے بعد بذات خود سن سکتے ہیں؟

جواب: درود شریف بحضور حضرت نبی کریم ﷺ بذریعہ ملائکہ سابقین اسی وقت، اسی صورت اور اسی لہجہ میں پیش ہوتا ہے اور خود بخود بھی پہنچنا ممکن ہے کیونکہ عرض اعمال امت ثابت ہے۔

سوال نمبر ۷: کلمات شیخنا اللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ یا دیگر کلمات استمداد از اولیاء

کرام پڑھنے جائز ہیں یا نہ؟ آپ نے کسی وعظ میں شیخنا اللہ کے قائل کو کافر اور اسکی اولاد کو ولد الزنی کہا ہے اس بارے میں اپنے دلائل پیش کریں؟

جواب: جواب نمبر ”۳“ پر آگیا۔

سوال نمبر ۸: حضرات اولیاء اللہ کے حیات کے بارے میں آپ کا کیا اعتقاد ہے؟ کیا انکی طرف رجوع کرنوالے کا دور سے سن سکتے ہیں اور اس بات کا قائل کہ اولیاء اللہ متصرف بکار خانہ الہی ہیں کافر ہے یا مسلمان؟

جواب: اولیاء اللہ کو حیات برزخی اعلیٰ تر بحسب مراتبہ حاصل ہے۔ استحضار خیالی سے ندا آسکتی ہے لیکن ہر وقت انکی حاضرت ناظر سمجھنا نادرست ہے سوال میں جملہ متصرف میں جملہ متصرف بکار خانہ الہی تشریح طلب ہے۔

سوال نمبر ۹: امتحانات میں ”السلام علیک ایھا النبی“ پڑھنے کیوقت اخبار و انشاء دونوں میں سے کون جائز ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کو حاضرت ناظر سمجھ کر سلام کہنا اسوقت جائز ہے یا نہ؟ سمجھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: امتحانات میں ”السلام علیک ایھا النبی“ میں اخبار و انشاء ہر دو جائز ہیں۔

سوال نمبر ۱۰: اولیاء اللہ کے نام ہائے مبارکہ پر کوئی نذر رکھا جائے جائز ہے یا نہ؟ ان سے نذر کو حلال سمجھ کر کھانے والے کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

جواب: اولیائے کرام کے لئے ایصال ثواب کی غرض سے نذر رکھنا جائز ہے۔ ایسی نذر کا کھانے والا مسلمان ہے۔

سوال نمبر ۱۱: حنمات حسب طریق مشائخ پڑھنے جائز ہیں یا نہ؟

جواب: حنمات منقولہ از مشائخ بسند صحیح جائز ہیں۔

(ان فتویٰ وغیرہ کی مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں ”سیرت البخاری“ از شوکت حسین کینک صفحہ نمبر ۱۳۱ سے ۱۳۲)

علماء کرام کے مندرجہ بالا سبھی فتویٰ و دستاویزات اور کتب مسلمانان اہل سنت کے پاس وہ دلائل و براہین ہیں جو ہر دور میں عقائد اہل سنت کا دفاع کرتے رہیں گی۔ مزید یہ فتویٰ

دلائل و براہین یہ بھی بتا رہے ہیں کہ جب بھی وادی میں سواد اعظم مسلمانان اہل سنت کے عقائد سے چھیڑا گیا یا چھیڑنے کی مذموم کوشش کی گئی تو علماء اہل سنت فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور مفسدین کا

تقاب کر کے اپنے مسلک کا دفاع کرنا فرض عین سمجھا۔ الحمد للہ محسنان اہل سنت کے اسی کا

روان کے معتمد الوجود سپاہی علامہ مولانا اشرف صاحب اندرابی آج بھی اسی بیخ اسلاف پر ثابت قدم ہیں اور ہم عاصیان امت کیلئے مشعل راہ ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کو عمر و راز عطا کرے۔



باب چہارم

ما بعد تاریخ کا تاریک ترین باب

”کشمیر میں مفتیان دیوبند کی گھلی منافقت“

جیسا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا کہ وہابیت کی کشمیر آمد میں حضرات الہحدیث نے ہی پہل کی لیکن علماء اہل سنت جو کہ مذہبِ حق تھے اس تقسیمِ جدید کا مقابلہ بھی سختی سے کرتے آئے ہیں بہر حال یہ ان ہی حضرات کی کاوشیں تھیں کہ وہابیت کو باوجود اسکے کہ بڑے منظم طریقہ پر صرف آرا ہو رہی تھی ایک چھوٹی سی اقلیت رہنے پر ہی مجبور کر دیا گیا لیکن بیسویں صدی کی آخری دہائی کے آغاز سے کچھ قبل ٹھیک اسی دور میں جب یہاں کشمیر میں حق خود ارادیت کے حصول کیلئے عوام نے منظم ہو کر زوردار تحریک شروع کی یعنی مسلم متحدہ محاذ تشکیل پا چکا تھا اور اس محاذ میں قائد اہل سنت میر واعظ ڈاکٹر قاضی نثار شہید امت علماء عوام اہل سنت کی قیادت کر رہے تھے اسکے علاوہ جماعت اسلامی، الہحدیث، اہل تشیع سب ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بلا لحاظ مذہب و مسلک اس قومی کار کیلئے ایک ہو گئے۔ سب کشمیری، عوام و خواص بھارت کی طرف سے ۱۳، اگست ۱۹۴۸ء اور (۵) پانچ جنوری ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ میں پیش کی گئی قرارداد رائے شماری کے تئیں وعدہ کو پورا کروانے کیلئے بر سر احتجاج تھے مسلم متحدہ محاذ کو انکیشن میں عملاً کامیاب ہونے کے باوجود ناکامی کا اعلان کر کے مسلمانان کشمیر کے دلوں پر ایک اور زخم کاری بھارت کی طرف سے لگا جسکی وجہ سے حصول حق رائسماری کیلئے عسکری تحریک شروع ہوئی پھر کیا ہوا لاکھوں نوجوان مزاروں کی زینت بن گئے، عورتیں بیوہ ہو گئیں، بچے یتیم ہو گئے اور مسلم کشمیر کی گونج دنیا کے تمام ایوانوں سے سنائی دینے لگی۔ غرض ہر کشمیری کی توجہ ای تحریک پر مرکوز تھی۔ دینی جماعتوں نے بھی حصول حق رائے شماری کو ہی اپنا مشن بنا لیا تو اسی دوران کپواڑہ اور باڈی پورہ کے علاوہ سرینگر و دیگر مقامات پر دیوبند سے فارغ شدہ کچھ علماء نے مدارس قائم کئے جو تحریک آزادی سے بالکل دور رہ کر اور یہاں پر عقائد اسلاف کے برخلاف حقیقت کی آڑ میں در پردہ وہابیت کا کام پھیلاتے رہے چند ذی علم اور ذی فہم افراد پہلے سے ہی انکے رنگ ڈھنگ سے واقف تھے لیکن عوام اہل سنت انکے اصل چہرے کو پہچان نہ سکی کیونکہ

بہ مصداق ”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور“ ان دیوبندی حضرات نے اولیاء کرام کا مشن چلانے کے نام پر حضرت شاہ صاحب کشمیری کے نام کی ڈہائیاں دے دے کر ہی مدارس قائم کئے اس طرح اپنے آپکو اولیاء و صلحاء کے مشن کے وارثین جتلا کر اپنے خفیہ مشن کا آغاز کیا۔ کام شروع ہوا، جم گیا پھر دھیرے دھیرے اپنے چھپائے ہوئے عقائد باطلہ کا اظہار کر کے یہاں کے موروثی طریقوں اور مسلمانان اہل سنت کے عقائد کو بدعت اور شرک کہہ کر ایسی ایسی باتیں کہنا اور تحریر کرنا شروع کیا جن سے مسلمانان وادی کے دل مغموم ہوئے اور اکابر علماء اہل سنت کی لکھی ہوئی تحریریں مجروح ہوئیں۔ حد تو یہ ہے کہ اب یہ لوگ اپنے اصل چہرے کا اظہار اعلانا کرنے لگے ہیں اسی لئے لازم بن گیا کہ ان کو قرآن و حدیث سے دلائل دینے کے علاوہ دیوبندی مکتب فکر کے ہی اکابرین کی تحریروں کا آئینہ دکھائیں تاکہ یہ لوگ اپنی منافقانہ روش سے باز آجائیں اور سوادِ عظیم عوام اہل سنت انکی منافقت سے خبردار ہو کر ان کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔ (انشاء اللہ)

آئینہ

پہلے اس کتاب کے ہر صفحہ کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے آئینہ دکھانے کا آغاز علماء دیوبند کشمیر کے شیخ النکل دارالعلوم رحیمہ بانڈی پورہ کے مفتی نذیر احمد صاحب سے کرتے ہیں وادی سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ رسالہ ”الحیات“ کے سوال و جواب کالم میں مفتی نذیر صاحب کے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق خیالات جاسنے: ”ماہنامہ الحیات“ سرینگر جولائی ۲۰۰۷ء ”الحیات مجلس“ صفحہ نمبر ۲۸۔

(سوال) جو مفتی نذیر احمد سے پوچھا گیا: ”حضرت شیخ عبد الوہاب نجدی کے بارے میں معلومات مطلوب ہیں؟“

(جواب از مفتی نذیر احمد) ”شیخ محمد ابن عبد الوہاب نجدی سعودی عرب کے صوبہ نجد میں تیمی خاندان میں ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد سے علوم شریعت پڑھے اور اسکے بعد اپنی پوری عمر میں بدعات و شرکیات کیخلاف عظیم محنت کی۔ عقائد میں آپ اہل سنت والجماعت اور مسائل میں آپ حنبلی مقلد تھے آپکی مشہور کتاب ”کتاب التوحید“ ہے اسکے علاوہ اور بہت سے رسائل لکھے مختصر سیرت رسول بھی لکھی۔ ۱۲۰۶ھ میں وفات ہوئی۔ تفصیلی حالات کیلئے مولانا مسعود عالم ندوی کی کتاب پڑھئے جس کا نام ”شیخ محمد ابن عبد الوہاب ایک بدنام مصلح“ (یہاں پر مفتی نذیر صاحب کا جواب ختم ہوا)۔

جناب مفتی نذیر صاحب کہتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی اہل سنت والجماعت سے تھے اور اس نے بدعات و شرکیات کے خاتمہ کیلئے زبردست تحریک چلائی۔ اوپر مفتی صاحب کے فتویٰ کو من و عن آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔

اب آگے چلے "الحیات" مئی ۲۰۱۰ صفحہ نمبر ۵۵-۵۴-۵۳ پر مفتی نذیر صاحب ایک سائل حیدر علی ساکن ابوبکر کالونی، بمنہ، سرینگر کے پوچھے گئے سوالات میں جواب دیکر اپنے وہابی ہونے کی عملی تصدیق کرتے ہیں اور اعلانِ حق کو چھپا کر مجلسازی کے مرتکب ہو رہے ہیں حد تو یہ ہے کہ اپنے ہی اکابر کے مشرک ہونے کا کھلم کھلا اعلان بھی کرتے ہیں۔

آئیے پہلے من و عن "ماہنامہ الحیات" جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۵، مئی ۲۰۱۰ء میں درج دو سوالات از حیدر علی ساکن بمنہ اور ان کے جوابات از مفتی نذیر صاحب کو من و عن آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

سوال: ہماری مسجد شریف میں کچھ حضرات براہ راست اولیائے کرام انبیائے کرام اور دیگر بزرگانِ دین سے اپنی حاجات، اپنی مرادیں اور اپنی مشکلات حل کرنے کی استدعا کرتے ہیں، استعانت طلب کرتے ہیں، خانہ آبادی کی درخواست و دعا مانگتے ہیں کیا سرور کائنات ﷺ نے ایسا کرنے کی اجازت دی ہے؟ کیا خالق اور مخلوق میں درجہ بندی کیلئے کوئی حد فاصل مقرر کی گئی؟ یا مسلمانوں کو شتر بے مہار کی طرح کھلی چھوٹ دی گئی ہے کہ مخلوقات میں سے جس کسی سے اپنی خانہ آبادی کیلئے حل مشکل کیلئے، امداد و اعانت کیلئے اللہ کو ایک طرف چھوڑ کر تم جو بھی چاہو، براہ راست انبیائے کرام سے لے کر بزرگانِ دین تک، جواب دینائے فانی سے پردہ کر چکے ہیں، مانگ سکتے ہو اور حاجت روائی کی فریاد کر سکتے ہو؟ (حیدر علی، ابوبکر کالونی بمنہ)

مفتی نذیر صاحب کا جواب: "اس کائنات کا خالق و مالک صرف ایک ہے اور وہ اللہ کی ذات وحدہ لا شریک ہے۔ وہ اپنے معبود ہونے، رازق ہونے، مشکل کشا ہونے اور حاجت روا ہونے میں بھی وحدہ لا شریک ہے اس کی ذات و صفات ہر شریک سے ماوریٰ ہے قرآن کریم کی دعوت توحید کا مفہوم اور امتیاز یہی ہے کہ اس کائنات کے بنانے میں بھی، اس کے چلانے میں بھی اور انسانوں کا بچاؤ و ماویٰ ہے اس لئے اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد

سالح ہے، لاعلمی و جهالت مانجھ و مکمل عقیدہ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ دعا کے لئے سب سے بہتر اور افضل صورت یہ ہے کہ صرف قرآنی دعا میں اور حضرت نبی کریم ﷺ سے منقول مسنون دعائیں ہی مانگی جائیں۔ یہ دعائیں حصن حصین، الحزب الأعظم، الاذکار الامام نووی وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں اور احادیث کی کتابوں میں ان کا مستقل حصہ موجود ہے۔

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب اکثر و بیشتر نعت خوانی کرتے وقت، دعائے صبح پڑھتے وقت اور دعائیں مانگتے وقت "حضور پر نور جناب خود تشریف اشراف لا کر ہماری مرادیں پوری کیجئے، ہماری دادرسی فرمائیے، دشمنوں کے خلاف یا تو خود تشریف لا کر ہماری مدد کیجئے، یا صحابہ کرام میں سے کسی کو بھیجئے، ہمارے گناہ معاف فرمائے، ہمارے برے اعمال کو ہمارے نامہ اعمال سے مٹا دیجئے" کہتے رہتے ہیں۔ کیا نعت شریف میں تو صیغہ و تعریف محمد ﷺ کے دائرے سے نکل کر یہ سب کچھ مانگنے کی کوئی شرعی سند ہے۔ میں حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہوں اور ہماری امامت کرنے والے امام صاحب بھی حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ (ایضاً)

جواب: "نعت اور دعائیں واضح اور واضح گاف فرق ہے۔ نعت درحقیقت کمالات نبوت، اوصاف نبوی اور امتیازات و معجزات کا بیان ہے، جب کہ دعا اپنی ضروریات پورا کرنے کی درخواست کا نام ہے۔ جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لئے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا نعتیہ کلام صادر ہوتا ہے۔ دراصل نعت ایک نہایت ایمان افروز، فرحت بخش، دلاویز اور شیرین صنفِ سخن ہے، مگر سب سے نازک صنف بھی ہے۔ اس میں افراط و تفریط دونوں نہایت خطرناک ہیں۔ وقت صبح تلاوت قرآن، تسبیح اور دعاؤں کا وقت ہے، اس لئے اس میں یہ تینوں اعمال اس طرح انجام دینے چاہیں جیسے دور رسالت، دور صحابہ اور تمام اہم طبقات مثلاً فقہاء، محدثین اور اولیاء امت کے طرزِ عمل سے ثابت ہے۔ درحقیقت صرف جماعت کی نماز اجتماعی عمل ہے۔ اس کے علاوہ تلاوت قرآن، تسبیح و مناجات اور دعائیں انفرادی عمل ہیں۔ بہر حال ایسی نعتیں جو نعت کی حدود سے نکل کر مناجات و التجاء بن جائیں، وہ نعتیں پڑھنا

درست نہیں ہے، پھر صبح کے اذکار میں ایسے کلام کو اگر عبادت کی نیت سے پڑھا جائے تو اور بھی زیادہ خطرناک ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

مفتی صاحب کے جوابات سے جو نکات ظاہر ہوئے اُن پر کچھ تبصرہ کرنا ناگزیر بن گیا ہے جنکو ذیل میں رقم کر رہا ہوں۔

(۱) پہلے سوال کا جواب (محمد ابن عبد الوہاب نجدی عقیدہ اہل سنت والجماعت سے ہیں اور اس نے پوری عمر بدعات و شرکیات کی خلاف عظیم محنت کی۔) (مفتی نذیر احمد)

(۲) دوسرے سوال کا جواب (اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی و جهالت یا صحیح و مکمل عقیدہ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔) (مفتی نذیر احمد)

(۳) تیسرے سوال کا جواب (جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لیے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا نعتیہ کلام صادر ہوتا ہے۔) (مفتی نذیر)

نسبت: اگر یہی بات علماء اہلحدیث یا جماعت اسلامی سے وابستہ حضرات فرمائیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ان حضرات کا تو مسلک و مشرب ہی محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی فکر پر مبنی ہے وہ اس بات میں بڑی حد تک نہ تقید کرتے ہیں نہ کتمان۔ جبکہ مفتی نذیر احمد صاحب کے یہ جوابات قرآن و حدیث کے علاوہ انہی کے کتب فکر کے علماء کے بالکل برخلاف ہیں بلکہ دیوبند کے اکابرین سے اصاغرین تک سب علماء سے ایسی تحریریں ثابت ہیں اور کتب میں آج بھی موجود ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ علماء، مفتی نذیر صاحب کے نزدیک مشرک، جاہل اور بدعقیدہ ہو گئے آئیے مفتی نذیر صاحب کو ذرا آئینہ دکھاتے ہیں اور اس کے تقیہ و کتمان سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ ان حضرات دیوبند کے دور رخ دیکھ کر تو ہر صاحب عقل و فہم یہی کہے گا۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

آئیے پہلے مفتی نذیر صاحب کے سوال نمبر ۱، یعنی محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں دئے گئے جواب کو دیکھتے ہیں۔

(۱) محمد ابن عبد الوہاب نجدی عقائد اہل سنت والجماعت سے ہیں اور اس نے پوری عمر بدعات و شرکیات کی خلاف عظیم محنت کی۔

مذکورہ بالا جواب کو گزشتہ صفحات کے باب سوم میں رقم کئے گئے علماء عرب و عجم کے خیالات کیساتھ ملائے آپکو ایک عجیب سا تضاد محسوس ہوگا کہ اگر محمد ابن عبد الوہاب کے بارے میں مفتی نذیر صاحب کے خیالات صحیح ہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ شامی سے لیکر علامہ انور شاہ کشمیری تک بے شمار علماء عرب و عجم نے محمد ابن عبد الوہاب کو غیر سنی اور مسلمانوں کا قاتل، اور فاسق و غیرہ قرار دیا ہے اسکے برعکس مفتی نذیر صاحب نے محمد ابن عبد الوہاب کو سنی اور اسکی کشت و خون کی تحریک کو رد بدعات و شرکیات کی تحریک قرار دیکر، کیا ان سارے علماء عرب و عجم کو رد کیا ہے؟ یا اپنی کم علمی اور منافقت کا ثبوت دیا ہے؟ چند دلائل محض یاد دہانی کیلئے یہاں پیش کر کے ذرا مفتی نذیر صاحب سے پوچھتے ہیں۔

۱۔ کشمیر کے مایہ ناز عالم دین اور قطب وقت حضرت شیخ احمد صاحب تارہ بلی جو خروج و ہابیت کے وقت مسند آرائے ولایت تھے اس وقت کے میر واعظ کشمیر مولوی یحییٰ صاحب کو خط میں وہابی کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

کسی بھی ولی کا کوئی بھی کام حکم الہی، امر نبوی اور مسلک امت سے باہر نہیں ہے اعتراض اور انکار کرنے والا اندھا ہے اور اس کا دل تاریک اور کالا ہے شک کرنے والے وہابی کی تو ذکر کرنے کی جسارت کرتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ انبیاء کرام خود بذات اور اولیائے عظام اُن کی پیروی کے طفیل دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر اور منبع میں ہیں اور انور الہی کا سورج انہی سے طلوع ہوتا ہے۔ (از تحفۃ الکملیہ)

۲۔ اسکے بعد کشمیر کے ہی علامہ الدہر حضرت شیخ احمد واعظ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے جانشین اعظم و فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و ارث مند درس و امام آفاق حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مدنی کے شاگرد خاص عالم و فاضل و فقیہہ کامل، واقف علوم نقلیہ و کاشف رموز عقلیہ، محقق ربانی، محدث لاغاثی، گذرے ہیں نے مکمل ایک منظوم رسالہ فارسی زبان میں وہابیت کے رد میں لکھ ڈالا جس کا نام ”نجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ“ ہے اس

صاحبوا محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتل کیا۔ انکو بالجبر اپنے خیا لات کی تکلیف دیتا رہا، انکے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، انکے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اسکے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور اہل اصل وہ ایک ظالم اور باغی، خونخوار، فاسق شخص تھا۔ (کتاب: الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲)“

اوپر کے یہ سبھی علماء بالخصوص علامہ شامی، جنکی رد المحتار سے ہی مفتی نذیر صاحب فتویٰ دیتے ہیں اور آخر الذکر دونوں علماء یعنی علامہ کشمیری اور حسین احمد مدنی صاحب تود یوبندی دستار ہیں مذکورہ بالا سبھی حضرات محمد بن عبدالوہاب کو اہل سنت عوام کا قاتل، نئے مسلک کا بانی، بے وقوف اور فاسق کہتے ہیں تو کیا مذکورہ بالا حضرات اور اسکے علاوہ جتنے بھی علماء کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہوا ہے بے علم تھے کیا انہوں نے غلطی کی ہے کہ ابن عبدالوہاب کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔ یا مفتی نذیر احمد غلطی پر ہیں؟

یہاں تک یہ اسی کتاب کے گذشتہ صفحات سے یاد دہانی کیلئے کچھ تصویریں بھیجیں اب آئیے مفتی صاحب کو ان کے ہی اکابر ان ہی کی کتابوں سے کچھ اور تصویریں دکھاتے ہیں:

(۱) کتاب ”ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۱۹۴“ میں درج ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری حج پر گئے ساتھ میں عبدالقادر صاحب بھی تھے تو مولانا خلیل احمد صاحب کی ”بذل الحجو“ کا جو حصہ طبع ہو چکا تھا اس پر نجدیوں نے قبضہ کر لیا۔ تو مولانا خلیل احمد صاحب ابن سعود سے ملے اور کتاب چھڑوا کر لائے فقط اسلئے (ضبط کی گئی) کہ حضور ﷺ کے اسم مبارک کیساتھ تم لوگ ”سیدنا“ کیوں کہتے ہو؟ اسکا ثبوت کہاں ہے؟

تو ان سوالات کے جواب میں مولانا خلیل احمد صاحب نے حدیث ”اناسید ولد ادم ولا فخر“ پڑھی پھر فرمایا کہ کیا اس میں ”اناسید“ کا لفظ نہیں آیا ہے؟ تو نجدی الاجاب ہو گئے۔ (مطالعہ کیجئے ملفوظات محدث کشمیری کے صفحہ ۱۹۴ پر یہ واقعہ تفصیل سے آیا ہے خود دیکھ لیجئے اور ذرا بتائیں لفظ ”نجدی“ سے کس فکر کے لوگ مراد ہیں؟

(۲) آئیے آپکو دیوبند کے شیخ المشائخ (رشید احمد گنگوہی صاحب کی ایک تصویر دکھاتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ بتائیں گنگوہی صاحب اس واقعہ کی رو سے وہابی کے نزدیک مشرک ہیں یا مومن؟ کیا یہ وہابی نہیں؟

”تذکرۃ الرشید صفحہ ۳۱ ناشر دار الکتاب دیوبند“ لکھتے ہیں کہ ”حضرت امام ربانی (یعنی رشید احمد گنگوہی) تبرکات کے نہایت قدردان تھے حق تعالیٰ نے آپکو تبرکات بھی وہ عطا فرمائے تھے جنکا دوسری جگہ وجود نہ تھا مقام ابراہیم جنکی زیارت سے حرم محترم میں بھی ہزار ہا مخلوق محروم رہتی ہے اور اگر زیارت ہوتی ہے تو عموماً رشوت دیکر جو معصیت ہے اسکا ٹکڑا آپکے پاس تھا جسکو خدام کی خواہش پر آپ صند وچی سے نکالتے اور پانی میں ڈالکر نکال لیتے اور پانی کو جمع میں تقسیم کروایا کرتے تھے اس اہمول تبرک کی آپکو اس درجہ محبت و قدر تھی کہ کبھی معتبر سے معتبر خادم کے بھی حوالے نہیں فرمایا جس وقت آپ اسکی زیارت کراتے تو مسرت سے باغ باغ ہو جاتے، ہتھکڑائے ”واما بنعمة ربک فحدث“ آپ نے بارہا یہ الفاظ فرمائے کہ مجھے حق تعالیٰ نے وہ شئی عطا فرمائی ہے جو دوسروں کے پاس نہیں ہے آپکے پاس بیت اللہ زاد اللہ شرفاً نعمتاً کی مقدس چوکت کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا بھی تھا اسکی محبت و قدر دانی بھی اس درجہ کی تھی بلکہ شاید اس سے بھی کچھ زیادہ۔ اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا عطا فرمایا ہوا بوجہ بھی آپکے پاس تھا یہ بھی انہی تبرکات کے صند وچی میں رہتا تھا۔ جس وقت آپ اسکو نکالتے تو اول خود دست مبارک میں لیکر اپنی آنکھوں سے لگاتے پھر یکے بعد دیگرے دوسروں کو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے، اسوقت آپ پر ایک خاص کیفیت ظاہر ہوتی اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ اسکو کئی سال حضرت نے پہنا اور پھر مجھ کو خصوصیت کیساتھ عطا فرمایا تھا جو شخص لیکر آیا تھا اسے یوں کہلا بھیجا تھا کہ اسکو پہننا، سو بھی کبھی تعمیل ارشاد کو پہنا کرتا ہوں تبرک ہے رکھ چھوڑا ہے۔

اگر وہابی بقول مفتی نذیر کے بدعتیں مٹانے والا تھا تو آپکا محمد بن عبدالوہاب نجدی کتاب التوحید اور بقیہ کتابوں میں تفصیل سے لکھتا ہے کہ مقدس مقامات کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب میں امام کن مقدس ابن عبدالوہاب نجدی اور اسکے حواریوں نے مٹا ڈالے اور ان جگہوں کو نعوذ باللہ بتوں سے تشبیہ دی ہے کتاب التوحید میں مفصل آیا ہے گویا یہ مقدس مقامات بدعت اور آپکے ابن عبدالوہاب نجدی ہی نے انکو مٹایا۔

تو مفتی نذیر صاحب ذرا بتائیں دل پر ہاتھ رکھ کر! کیا محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک رشید احمد گنگوہی صاحب کے مذکورہ بالا واقعات شرک و بدعت نہیں ہیں؟ وہابی نے تو ایسی حرکات کرنے والوں کو شرک کا لیبل لگا کر قتل کروایا اب بتائیں دیوبندی مکتب فکر کے بڑے شیخ رشید احمد گنگوہی صاحب آپکے وہابی صاحب کے نزدیک کیا ٹھہرے؟

(۳) آئیے ذرا ماضی قریب کی طرف پلٹیں اور جناب اسعد مدنی صاحب کی قیادت میں دہلی میں منعقد ہونے والی ”**تحفظ سنت گانفرنس**“ ۲۰۰۱ء کے بارے میں آپکو کچھ یاد دلاؤں۔ پوری روداد کیلئے آپ اپنے ہی دارالعلوم رحیمہ بانڈی پورہ کے ترجمان ماہنامہ النور اگست ۲۰۰۱ء کا مطالعہ کریں۔

”۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو دہلی میں اسعد مدنی مرحوم کی قیادت و صدارت میں ایک کانفرنس بعنوان ”**تحفظ سنت**“ منعقد ہوئی جس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس کانفرنس میں مدرسہ رحیمہ بانڈی پورہ کے ناظم جناب مولوی رحمت اللہ صاحب بھی موجود تھے اور اگست ۲۰۰۱ء کے ماہنامہ ”**النور**“ میں اسکی پوری روداد بھی آئی ہے اسکے علاوہ دارالعلوم بلالیہ کے مفتی عبدالرشید صاحب نے اس کانفرنس کی روداد کو ”غیر مقلدیت پر ایک نظر“ کے عنوان سے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے اگرچہ مفتی رشید صاحب آف بلالیہ نے اس رسالہ میں شائع کرنے والے کا نام اور پتہ لکھنے کے بعد نامعلوم وجوہات کی بنا پر سیاہی سے مٹا کر تصنیفی خیانت کر کے اپنے ”مضبوط ایمان“ کا ثبوت بھی پیش کیا ہے یہ بھی بتا دوں کہ اس کانفرنس کے انعقاد کی وجوہات یہ ہیں کہ ایک الجھدیت طالب الرحمن سلفی نے کتاب ”دیوبندیہ“ لکھ ڈالی جسکو پھر انہوں نے عربی میں ترجمہ کرا کے عالم عرب میں خوب اشاعت کی اس کتاب میں متعلقین دیوبند کو بدعتی، قبوری وغیرہ کہا گیا ہے اسکے علاوہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے والے شمس الدین سلفی کا مقالہ ”جھوٹ علماء الحنفیہ فی ابطال عقائد القبوریہ“ جو تین جلدوں میں شائع ہوا کی بھی خوب اشاعت کی گئی انہی کتابوں کی وجہ سے سعودی عرب میں فکر دیوبند مشکوک بنی جسکی وجہ سے علماء دیوبند کو طرح طرح کے مشکلات سے دوچار ہونا پڑا اسی لئے یہ کانفرنس منعقد کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مختصر تمہید کے بعد اب آئیے تہہ طلب اصل بات کی طرف کہ کانفرنس میں علماء سے مخاطب کرتے ہوئے الجھدیتوں کے بارے میں بہت ساری باتیں کہیں گئی ہیں جن میں سے ایک بات یہ بھی ہے۔

”کہ یہ فرقہ (یعنی الجھدیت) اپنے آپکو الجھدیت بتاتا ہے جبکہ تمام مسلمان

اسے غیر مقلد وہابی اور لاندہب کہتے ہیں۔“

(ماخوذ از ماہنامہ النور دارالعلوم رحیمہ بانڈی پورہ اگست ۲۰۰۱ء صفحہ ۱۵)

جناب مفتی نذیر صاحب! اسعد مدنی صاحب نے دیوبند کے دشمنوں یعنی الجھدیتوں کو مسلمانوں کے مطابق ”غیر مقلد، وہابی اور لاندہب“ کے نام سے یاد کیا ہے جناب مفتی صاحب! غیر مقلد تو سمجھ میں آگیا مگر لفظ وہابی اور اسکے لاندہب ہونے کی تشریح ذرا آپ فرمائیں؟ کیا یہ وہی وہابی ہیں جسکو آپ سنتیں زندہ کرنے والا اور بدعتوں کو مٹانے والا کہتے ہیں گویا آپکے اکابرین اسکو لاندہب کہتے ہیں اور ایک آپ ہیں کہ اسکو باندہب کہتے ہیں علماء دیوبند کی اسی منافقت کو دیکھ کر تو بس یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

خداوند ایہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں

کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

(۴) اب آئیے اسی ”ماہنامہ النور“ کے اس ادارہ کو یہاں قلمبند کرتا ہوں جون ۱۹۹۹ء

مہینہ اگست مطابق جمادی الاول ۱۴۳۰ھ کو شائع ہوا شمارہ نمبر: ۶: جلد: ۱۲ ہے اسکا ادارہ

”نصاب تعلیم کی کتاب میں وہابی تحریک کا عنوان“

مولوی محمد رحمت اللہ میر صاحب ناظم مدرسہ رحیمہ بانڈی پورہ اس ادارہ میں اسکو لوں میں سوشل سائنس مضمون کیلئے پڑھائی جانے والی کتاب ”جدید ہندوستان“ میں ایک باب ہندوستانی قومی تحریک کا فروغ“ میں لکھی گئی ایک بات پر بڑا دوا دلا کر رہے ہیں وہ بات کیا ہے؟ ادارہ کی مندرجہ ذیل سطور میں خود پڑھئے۔

ماہنامہ النور کے ادارہ صفحہ ۳۲ پر ”جدید ہندوستان“ سے لی گئی عبارت اسطرح ہے۔

”۱۸۵۷ء کے بعد کافی دنوں تک انگریزی حکومت کجلاف مسلح بغاوتیں ہوتی رہیں تم

سید احمد بریلوی کی بغاوت کے بارے میں پڑھ چکے ہو اس بغاوت کو وہابی تحریک کہتے ہیں

۔ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے بعد بھی کافی عرصہ تک تحریک چلتی رہی۔ انیسویں صدی آخری دہائی میں

اس بغاوت کو دہایا گیا۔ اسکو دہانے کیلئے انگریزوں کو ہزاروں فوجیوں کی ضرورت پڑی کچھ وہابی

رہنماؤں نے سہارنپور کے نزدیک دیوبند میں ایک اسکول قائم کیا انہوں نے فیصلہ کیا کہ اسکول

کیلئے انگریزی سرکاری اسکول جاتیوں سے کوئی مدد نہیں لیں گے۔“

(صفحہ ۱۳۲: جدید ہندوستان: ماخوذ از: النور اگست ۱۹۹۹ء صفحہ ۳۲-۳۱)

جناب مدیر رسالہ مولوی رحمت اللہ صاحب دیوبند کیساتھ وہابی کی نسبت لگانا ہی حرام سمجھتے

ہیں جیسا کہ اسی ادارہ میں صفحہ ۴ پر یوں لکھتے ہیں۔ ”کیا وہابی تحریک کو گھما پھرا کر علماء دیوبند کے نام کیساتھ انتہی کر دینا صحیح ہے؟ (عبارت ختم ہوئی النور کی)

گویا مولوی رحمت اللہ صاحب بالکل برداشت نہیں کرتے ہیں کہ دیوبند اور وہاں کے علماء کو کوئی وہابی کہے بغیر باللہ اس سلسلے میں اپنے موقف کے ثبوت میں صفحہ ۵ پر ایک واقعہ درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں

سعودیہ میں شیخ محمد ابن عبد الوہاب نجدی (جن کی طرف وہابی تحریک منسوب ہے) کے افکار کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال کے مقابلے میں جب علماء دیوبند کا موقر وفد وہاں کے علماء کو بعض مخصوص مسائل میں اہل سنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے موقف کو پیش کرنے کیلئے بھیجا گیا تو حضرت شاہ صاحب نے اپنی علمی ترجمانی کیلئے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کو کیا امور اور دلائل مختصر کرائے تاریخ سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والا شخص اُن سب چیزوں سے بخوبی واقف ہے (ختم ہوئی عبارت)

گویا علماء دیوبند نے وہابیت کیساتھ دو دو ہاتھ بھی کئے ہیں ماشاء اللہ۔ دیوبندیوں کو محمد بن عبد الوہاب کیساتھ انتہی کر کے یہ سبق کہ دیوبندی وہابی ہیں پھر چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھا کر انکا ذہن خراب کیا جا رہا ہے مولوی رحمت اللہ صاحب ”صفحہ ۶“ پر یوں اس بات پر ماتم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ریاست کے اسکولوں درجہ ہفتم اور ہشتم کے نصاب تعلیم میں شامل سوشل سائنس کے مضمون میں اس قسم کی غلط چیز جگہ باجائے جس سے معصوم بچوں کے ذہن مسموم ہو جائیں یا غلط فہمی کا شکار ہو جائیں کہ دیوبندی مکتب فکر کو وہابی تحریک سے تعبیر کیا جائے۔ (ختم ہوئی عبارت)

غرض صاف ظاہر ہے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب کے نزدیک دیوبندیوں کو وہابی کہنا غلط چیز اور قابل مذمت ہے اور بچوں کو اس طرح کی بات ذہنوں میں ڈالکر ان کے اذہان کو پراگندہ کیا جا رہا ہے۔

کیا اب میں یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں جناب مولوی صاحب سے کہ اب آپ ہی کے ادارہ کے مفتی صاحب عبد الوہاب نجدی کی تعریفیں کر کر کے نو جوانوں کے ذہنوں کو مسموم کر رہا ہے۔ اسکے بارے میں مولوی رحمت اللہ صاحب کا کیا خیال ہے اگر آپ کو قیامت میں زندہ ہونے کا یقین ہے تو جواب دیجئے؟

اور کیا میں اُن نو جوانوں سے پوچھ سکتا ہوں جو آنکھیں بند کر کے ان حضرات کے پیچھے چل کر انکو اپنا مرکز ایمان بنا چکے ہیں انہی کو اپنا قبلہ مان چکے ہیں کیا کہتے ہیں اس دورنگی پر؟ خدا کی کتاب افلا تفکرون، افلا تتدبرون کہہ کر عقلوں کے بند رہنے کو لئے کی دعوت دیتی ہے تو پھر کیا بات ہے کہ ہم دین کے بارے میں واہمی مونچھ دیکھ کر تو کھل کر بیٹھتے ہیں جبکہ معمولی پانچ سو کے نوٹ کو پچاس بار پرکھ لیتے ہیں کیا دین محمدی ﷺ کی کچھ بھی قدر نہیں ہے اب بھی وقت ہے جاگ جائے اور اپنے اسلاف کی تعلیمات کی طرف رجوع کیجئے۔ میں تو بس بقول شاعر اتنا ہی کہوں گا کہ۔

اپنا تو کام ہے جلاتے چلیں چراغ
رستے میں چاہے دوست یا دشمن کا گھر ملے

بہر حال جناب مولوی رحمت اللہ صاحب اپنے اس Editorial ادارہ میں دیوبند کیساتھ ”وہابی“ نسبت کرنے کو ”غلط چیز“ کہہ رہے ہیں اب مولوی رحمت اللہ صاحب ”غلط وہابی“ کا کچھ تعارف بھی کر رہے ہیں اور حضرات علماء دیوبند خصوصاً شاہ صاحب کو ثبوت کے طور پر بھی پیش کر رہے ہیں۔ لیجئے ملاحظہ کیجئے اسی ادارہ کا ”صفحہ ۶“ دوسرا پیرا گراف ”واضح رہے کہ وہابی کا اطلاق اس خاص فرقے اور طبقے پر ہوتا ہے جو سعودی عرب کے علاقہ نجد سے تعلق رکھنے والے شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متبعین ہیں اور انکے افکار کے حامل ہیں۔ اکابر دیوبند میں سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کا شیخ موصوف کے بارے میں کیا خیال تھا بخاری شریف کی امالی ”فیض الباری“ میں مولانا بدر عالم صاحب نے اُسکو واضح طور پر ذکر کیا ہے۔ (عبارت ختم ہوئی النور کی)

گویا مولوی رحمت اللہ صاحب نے وہابیت سے نفرت کے اظہار کرنے کیلئے حضرت شاہ صاحب کشمیری کا خیال بھی ظاہر کیا۔

جناب مفتی صاحب ایہ شاہ صاحب کا عبد الوہاب نجدی کے بارے میں وہی خیال ہے جسکو اس کتاب میں کئی بار احقر نے ذکر کیا آئیے ایک بار اور یاد دلا دوں۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیری فرماتے ہیں

”حضرت علامہ انور شاہ کشمیری (فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۱۷۱) میں لکھتے ہیں۔“

اما محمد بن عبد الوہاب نجدی فانہ کان رجلاً بليداً قليل العلم يتسارع الى الحكم بالكفر“ لیکن محمد ابن عبد الوہاب نجدی بے وقوف اور کم

علم شخص تھا۔ کافر کہنے کے حکم میں بڑا جلد باز تھا۔

یہ رہا علامہ انور شاہ صاحب کا وہ خیال جسکو مولوی رحمت اللہ میر صاحب نے اپنے اور پورے طائفہ دیوبند کے وہابی نہ ہونے کے سلسلے میں بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ اس ادارہ کے آخر پر جناب مولوی رحمت اللہ صاحب میر ”صفحہ نمبر ۶“ پر کچھ اس طرح فرماتے ہیں: ”نیز مناسب ہے کہ وفاق المدارس جموں و کشمیر کے معزز علماء کرام ریاست کے اسکولوں کے نصاب میں داخل تمام کتابوں کا باریک بینی سے جائزہ لیکر متعلقہ ذمہ داروں کو ان امور پر متوجہ فرما کر اصلاح کا اقدام کرائیں مقصود اس سے کوئی انتشار یا فساد نہیں بلکہ اصلاح کی ایک کوشش ہے۔ السعی منہ والایتمام من اللہ۔ اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔ آمین“ (ختم ہوئی عبارت)

اب فیصلہ مفتی صاحب! آپ پر چھوڑتا ہوں کہاں مدرسہ رحیمہ کے ترجمان ماہنامہ النور میں ناظم مدرسہ کا محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے رد میں ادارہ اور کہاں اسی مدرسہ میں کام کرنے والے ایک ذمہ دار مفتی صاحب کا محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق یہ خیال ”کہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے اپنی پوری عمر میں بدعات و شرکات کینخاف عظیم محنت کی۔ عقائد میں آپ اہل سنت والجماعت اور مسائل میں آپ حنبلی مقلد تھے۔“ مجھے تو یہ بے خودی دکھائی دے رہی ہے مگر بے سبب نہیں۔

بقول غالب ۔ بے خودی بے سبب نہیں غالب

کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

جناب مفتی صاحب! ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی غیبی ہاتھ کشمیر کے صدیوں پرانے آپسی بھائی چارے کو تار تار کرنے پر نکلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانان کشمیر پر رحم فرمائے۔ (آمین)

کیونکہ ایک ہی ادارہ کا ناظم روحانیت کی گدی سنبھال کر تعویذ اور جھاڑ پھونک دیکر تعویذ لینے والوں کو راضی کرتا ہے اور اسی ادارہ کا مفتی تعویذ اور جھاڑ پھونک پر شرک کا فتویٰ صادر کرنے والوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا بلکہ انہیں یہ باور کرانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے ”کہ ہم تمہارے ہیں صتم“ میں تو یہی محسوس کرتا ہوں بقول شاعر ۔

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی

تحریر سے دیکھا تو عمامے کے سوا کچھ

ہاں مذکورہ بالا ادارہ کے آخری دعائیہ الفاظ مولوی رحمت اللہ میر صاحب نے یوں

فرماتے ہیں:

”السعی منا والایتمام من اللہ“ السعی منا“ میں ”منا“ کی ضمیر جمع ہے یعنی کوشش ”ہماری“ ہے، تو مان لیجئے احقر بلال احمد بھی اسی ”منا“ میں شریک ہوا کیونکہ بقول مولانا رحمت اللہ میر صاحب کے ”معصوم بچوں کے ذہن مسموم ہو جائیں“ اسی لئے معصوم بچوں کے اذہان مسموم ہونے سے بچانے کیلئے ہی احقر اس سعی ”رحمت“ میں شامل ہوا ہوں اور اصلاح کی کوشش ہے باقی ”الایتمام من اللہ“ بجاہ خاتم الانبیاء ﷺ کے یقین کامل پر ہی یہ کام کیا ہے بقول کے ۔

یہ قصہ لطیف ابھی نا تمام ہے

جو کچھ بیاں ہوا ہے وہ آغاز باب ہے

اسکے بعد آئے مفتی صاحب کے دوسرے سوال کی طرف توجہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جناب نے اس سوال کا جواب دینے میں کتنا بچ بولا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب (اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی و چہالت یا صحیح و مکمل عقیدہ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ دعا کے لئے سب سے بہتر اور افضل صورت یہ ہے کہ صرف قرآنی دعائیں اور حضرت نبی کریم ﷺ سے منقول مسنون دعائیں ہی مانگی جائیں۔ یہ دعائیں حصن حصین، الحزب الاعظم، الاذکار الامام نووی وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں اور احادیث کی کتابوں میں ان کا مستقل حصہ موجود ہے۔ (مفتی نذیر احمد)

اول تو یہ بات حد تو اترا کو بچتی ہوئی ہے کہ انبیاء کرامؑ، اولیاء کرامؑ کو پکارنا جائز ہے اور ان سے مدد طلب کرنے کی روایات تو کثرت سے موجود ہیں آئیے یہاں پر اس بارے میں مختصر عرض کروں کہ مفتی صاحب نے احادیث مبارکہ کے علاوہ جن کتب (امام نوویؒ کی ”کتاب الاذکار“، امام جزیریؒ کی ”حصن حصین“ وغیرہ) سے دعا پڑھنے کا مشورہ دیا ہے ان میں کیسے دعا کرنی سکھائی اور دکھائی گئی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

”حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابوعوانہ اور بزار نے صحیح سند سے اور ابن سنی نے حضرت ابن

سعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فلينادي عباد الله احبوا يا عباد الله احبوا يا عباد الله احبوا“

”اگر تم میں سے کسی کا جانور صحرا میں چھوٹ جائے تو وہ بلند آواز سے کہے: اے اللہ کے بندو روکو، اے اللہ کے بندو روکو، اے اللہ کے بندو روکو۔ تین بار۔ اللہ کی طرف سے حاضرین ہیں وہ اسکو روکیں گے۔“

اور طبرانی نے روایت کی ہے: ”ان اراد عوناً فليقل يا عباد الله اعينوني.“

”اگر معاونت کا طلبگار ہو کہے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔“

ائمہ نے اس حدیث شریف کی روایت کی ہے اور اس کو نقل کر کے اسکی اشاعت کی ہے اور اُمت کے واسطے محفوظ کیا ہے۔ ائمہ نے اس حدیث مبارک کا انکار نہیں کیا ہے، امام نوویؒ نے ”کتاب الاذکار“ کے ”صفحہ ۱۰۰“ میں اپنے مشائخ میں سے ایک بڑے عالم کا اور پھر اپنا واقعہ لکھا ہے کہ اس مبارک دعا کے پڑھنے سے جانور رک گیا۔ امام محمد بن محمد بن محمد الجوزیؒ نے ”الحسن الحسین“ میں ان روایتوں کو لکھا ہے۔ جناب نواب قطب الدین خان نے ”ظفر الجلیل“ میں ترجمہ کے بعد کچھ فوائد بھی لکھے ہیں۔ عباد اللہ کے بیان میں لکھا: مراد بندگان خدا در حال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات، ابن قیمؒ نے ”الکلم الطیب“ میں، اور ابن رجبؒ نے آداب میں اس کا ذکر کیا ہے ابن رجب (حنبل) نے اس مبارک اثر کو بیان کر کے عبد اللہ پسر امام احمد حنبلؒ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے: میں نے پانچ حج کئے، ایک مرتبہ راستہ بھٹک گیا میں پیادہ تھا۔ میں نے کہنا شروع کیا: ”يا عباد الله دلونا على الطريق“ ”اے اللہ کے بندو ہم کو راستہ بتاؤ۔“ میں اسکی تکرار کرتا رہتا آئنگے میں راستہ پر آ گیا۔

مثنوی شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے اسی عنوان کو اس طرح نظم کیا ہے۔

ہم نشینی جوئی با اہل وفا قلب شاں آہمیر حق از صفا
(اہل وفا کے پاس بیٹھنے کی کوشش کرو۔ ان کا دل صفائی میں آئینہ حق کی طرح ہوتا ہے)
در ضیاء بخشی چوں مہر انور اند نصرت و یاری حق را مظہر اند

(روشنی دینے میں وہ چمکتے سورج کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت انہی سے ظاہر ہوتی ہے)

نصرت از خاصان در گاہ الہ ہم ز حق با شد بجو بیگاہ گاہ

(خاصان حق کی بصیرت بھی حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے لہذا ہر حال میں اسی کی طلب کر)

استعانت گر ز مردان خدا ناروا بودے نہ گفتے مصطفیٰ ﷺ

(اگر مردان خدا سے امداد مانگنا ناروا ہوتی تو حبیب خدا ﷺ نہ فرماتے)

سرکشی گردت چو دابہ در زماں یا عبادا اللہ اعینونی بخواں

(جس وقت تیرا جانور سرکشی کرے تو پکارو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو)

اس شعر میں مولانا روم نے اُسی حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے جس کا تذکرہ اوپر آیا

ہے۔ یا عباد اللہ اعینونی۔

نائب حق اند در کون و مکاں سر نہ تا بد مہر و ماہ از امر شاں

وہ کون و مکاں میں خدا کے نائب ہیں۔ چاند اور سورج ان کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتے

گفت حصریٰ با مرید خوشن بر نیاید شمس غیر از حکم من

(حضرت حصریؒ نے اپنے مرید سے فرمایا کہ سورج میرے حکم کے بغیر طلوع نہیں ہوتا)

چونکہ فانی گشتہ انداز خوشن گوش و چشم دوست شاں شد و اہل من

(چونکہ وہ اپنے آپ سے فانی ہو چکے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ ہی ان کے کان اور آنکھ بن گیا ہے)

حسنت بی یسمع و بی بصیر مدام حال خاصان الہی و السلام

(خاصان خدا کا حال اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ تو ہمیشہ

میرے ذریعے دیکھتے اور سنتے ہیں۔)

آئیے اسی تناظر میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے داماد حضرت علامہ سید احمد رضا بجنوری کی شرح بخاری ”انوار الباری“ جلد ۷ صفحہ نمبر ۱۱۵/۱۱۴ کا مطالعہ کریں کہ جب زمانہ نبوی میں ایک بار عرب میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہوئی اور ایک اعرابی نے دربار نبوی میں حاضر ہو کر بارش کے برسنے کیلئے عرضی پیش کی۔ حضرت علامہ بجنوری نے اس تفصیل کو بیان کرنے کیلئے جو عنوان باندھا ہے وہ یوں ہے:

غیر اللہ سے توسل وغیرہ

اور فتح الباری صفحہ نمبر ۳۳۷ میں ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور ﷺ قسط سالی کی وجہ سے ہم لوگ تباہ ہو گئے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

ولیس لنا الا الیک فوارنا و عین فوار الناس الا الی الرسل

کسی بھی پریشانی اور مصیبت کے وقت ہم لوگ آپ ہی کی طرف بھاگ کر آتے ہیں اور سب ہی لوگ اللہ کے رسولوں ہی سے پناہ ڈھونڈتے رہے ہیں۔

یہ سن کر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے ممبر پر تشریف لائے اور بارش کے لئے دعا فرمائی۔ پھر جب آپ کی دعا سے فوری طور پر بارش ہو گئی تو فرمایا اگر میرے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو انکی آنکھوں کو کتنی ٹھنڈک اور دل کو سرور ملتا جنہوں نے

و ابیض یستسقی الغمام بوجهہ ثمال الیامی و عصمة للارامل

یلوز بہ الہلاک من الہاشم فہم عندہ فی نعمۃ و فواضل

کہا تھا (اور یہ شعر ان کے بڑے قصیدہ مدحیہ نبویہ کا ایک جزو تھا جو حضور ﷺ کے بچپن اور نو عمری کے زمانے میں کہا تھا) حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی ہے جو چچا جان کا وہ قصیدہ ہمیں سنائے یہ سن کر حضرت علیؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ شائد آپ ”و ابیض یستسقی الغمام بوجهہ“ والے قصیدہ کے لئے فرما رہے ہیں اسکے بعد حضرت علیؓ نے مکمل قصیدہ کا ایک ایک شعر برجستہ پڑھ کر حضور علیہ السلام اور حاضرین صحابہ کرام کو سنایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے چونکہ اپنے بارے میں قصیدہ مدحیہ استغاثہ کو پسند فرمایا تھا اسلئے میں نے بھی قصیدہ مدحیہ فارسی زبان میں کہا ہے۔ جس میں اسی مضمون کو ادا کیا ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے آنکہ ہمد رحمت مہدات قدیری باران صفت و بحرست ابرمطیری

غیر اللہ سے توسل: اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ انبیاء سے استغاثہ، توسل و استدعا جائز ہوا ریب ہے پھر یہ جو سلفی حضرات اس پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ مانگو خدا سے مانگو اوروں سے استغاثہ و توسل حرام اور شرک ہے کیا اس قسم کا شرک انبیاء کی ساری ہی امتوں میں رائج نہیں رہا ہے۔ اگر یہ شرک تھا تو حضورؐ اور صحابہ نے اس پر نکیر کیوں نہیں کی اور یہ کیا ہے کہ صحابہ کرام قسط سالی وغیرہ مصیبتوں کے وقت حضورؐ کی خدمت میں دوڑ کر آئے کیا وہ خود براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کر سکتے تھے اور پھر ایک صحابی نے ”فوار الی الرسل“ کی بات حضورؐ اور صحابہ

کی موجودگی میں کہی اور کسی نے اس کو شرک نہ سمجھا نہ اس پر نکیر کی۔ کیا آج کل کے سلفیوں کا ہم خیال صحابہ میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ اور حدیث صحیح میں ایک نابینا کا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بینائی کیلئے عرض و معروض کرنا ثابت ہوا اور آپ کے توسل سے وہ بینا ہوا کیا جس کو حید پر عامل صحابہ کرام تھے ہم اس سے بھی زیادہ کے مکلف ہیں بہر حال مسلک حق یہی ہے کہ صحت عقائد کے ساتھ استغاثہ، توسل، و استدعا سب درست ہیں۔ انوار الباری جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱۱۵/۱۱۳۔

مندرجہ بالا تحریر کو ذرا غور سے پڑھیں بار بار پڑھیں یہ پوری کی پوری تحریر انوار الباری از علامہ سید احمد رضا بجنوری صاحب داماد علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری سے یہاں پر نقل کر رہا ہوں اب اسی تحریر کو ایک طرف رکھ کر دوسری طرف جناب مفتی نذیر صاحب کے ”جواب نمبر ۲“ کو رکھئے آپ کو دو الگ الگ تصویریں نظر آئیں گی آئیے مفتی نذیر صاحب کا جواب نمبر دو بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۲) دوسرے سوال کا جواب: اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ

خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد

صالح سے، لاعلمی و جہالت یا سحر و کمل عقیدہ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ

اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے

سبب) بدترین گناہ ہے۔ (مفتی نذیر احمد)

آئیے! حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ اور علامہ احمد رضا بجنوری صاحبؒ دونوں محدثین کی تحریر کا آخری حصہ اب یہاں مفتی نذیر احمد صاحب کے سامنے بحیثیت سوال پیش کریں گے مگر میں مذکورہ ہر دو محدثین کی روح مبارکہ سے معذرت کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اے محدثین کرام! آپ نے جس زمانے میں یہ تحریر قولاً فرمائی تھی اور پھر اسکو قلمبند کیا تھا اس وقت آپ کے مخاطب ”سلفی“، یعنی اہلحدیث تھے مگر آج جب اس تحریر کو بحیثیت دلیل پیش کر رہا ہوں تو مخاطب سلفی تو ہیں ہی لیکن اس میں اور ایک اضافہ ہو چکا ہے وہ یہ کہ اب مخاطبین میں آپ ہی کی مادر علمی دیوبند کے فارغ التحصیل بھی شامل ہوئے ہیں اب دیوبندی علاناً و ہی بولی بول رہے ہیں جو آپ کے دور میں سلفی بولا کرتے تھے اسلئے آپ کی تحریر کو سوال نامہ بنا کر فقط ”سلفی“ کے بجائے ”مفتی نذیر دیوبندی“ کی تبدیلی کر رہا ہوں امید ہے آپ عالم ارواح میں بھی مادر علمی کے اس حادثہ پر افسوس کر رہے ہوں گے ویسے تو یہ روح فرسا حادثات آپ ہی کے دور میں رونما ہو چکے تھے جس کا نام آپ نے اپنی ہجرت بطرف گجرات سے کیا تھا پھر یہ مرض بڑھتا گیا اور بالآخر فکر دیوبند کو نجدیت، وہابیت یعنی گستاخیت میں تبدیل کرتا گیا۔

بہر حال آئیے "انوار الباری از علامہ احمد رضا بجنوری" کی عبارت سوالیہ کی صورت میں مخاطب تبدیل کر کے پیش کرتے ہیں: انبیاء سے استغاثہ توسل و استمداد جائز بلا ریب ہے پھر یہ جو "مفتی زبیر دیوبندی" اس پر ناک بھول چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ مانگو خدا سے مانگو دوسروں سے استغاثہ توسل حرام اور شرک ہے کیا اس قسم کا شرک انبیاء کی ساری ہی امتوں میں رائج نہیں رہا ہے؟ اگر یہ شرک تھا تو حضور علیہ السلام اور صحابہ نے اس پر نکیر کیوں نہیں کی اور یہ کیا ہے کہ صحابہ کرام قسط سالی وغیرہ مصیبتوں کے وقت حضور علیہ السلام کی خدمت میں دوڑ کر آئے کیا وہ خود براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کر سکتے تھے؟ اور پھر ایک صحابی نے "فرار الی الرسل" کی بات حضور علیہ السلام اور صحابہ کی موجودگی میں کہی اور کسی نے اس کو شرک نہ سمجھا نہ اس پر نکیر کی۔ کیا آج کل کے "مفتی زبیر دیوبندی" کا ہم خیال صحابہ میں سے کوئی بھی نہ تھا؟

"علامہ احمد رضا بجنوری صاحب کی روح آپ کے جواب کی منتظر ہے"

بہر حال ایک طرف سے انوار الباری فی شرح بخاری میں (علامہ انور شاہ صاحب مسعودی کشمیری و علامہ احمد رضا بجنوری صاحب) محدثین کی عبارت دیکھئے تو دوسری طرف سے مفتی زبیر صاحب کا جواب ۲ بھی دیکھئے آپ کی زبان پر یہ عجیب صورت حال دیکھ کر یہی شعر آجایگا کہ ب خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق الغرض مسلک سواد اعظم یہی ہے کہ اہل سنت استمداد توسل و استغاثہ کے قائل ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام کی عبقری شخصیات نے "نا" ندا سے حضور اکرم ﷺ و دیگر مقررین بارگاہ الہی سے استمداد کیا ہے یہاں پر آئیے مفتی زبیر صاحب کو اس کے چند نمونے پیش کرں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قصیدہ نعتیہ سے چند اشعار پیش کرتا ہوں

یا مسید السادات اجتک قاصدا از جوار ضاک و احتمی بحماک
اے سرداروں کے سردار! میں خاص آپ ہی کا قصد کر کے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کی خوشنودی کا طالب اور آپ کی حمایت کا امیدوار
واللہ یا خیر الخلائق ان لی قلباً مشوقاً لا یروم سواک
اے بہترین مخلوق! خدا کی قسم میرا قلب آپ ہی کا شیفہ ہے اور آپ کے سوا کسی کا ارادہ نہیں رکھتے
و بحق جاہک انتی بک مغرم واللہ یعلم انہی اہواک
آپ کی عزت کی قسم! میں آپ کا فریفتہ ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں آپ ہی سے پیار کرتا ہوں
انت الذی لولاک ما خلق امرء کلاؤ لا خلق الوری لولاک
آپ وہ ہیں کہ اگر نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کل کائنات ہی نہ ہوتی
انت الذی من نورک البدر اکتسی والشمس مشرقہ بنور بھاک
آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند نے نور حاصل کیا اور سورج روشن ہے آپ ہی کے جمال سے

حضرت علامہ بوسیریؒ اپنے مقبول عالم "قصیدہ بردہ شریف عربی" میں حضور ﷺ سے

یوں عرض گزار ہیں: فارسی ترجمہ از: مولانا جامیؒ

یا اکرم الخلق مالمی من الودہ
اے گرامی تر ز خلاق من نہ دارم لطاء
سواک عند حلول الحادث العمم
جز تو ہوں آید قیامت یا بود مرگ تتم
ولن یضیق رسول اللہ جاہک بسی
یا رسول اللہ جاہت تنگی ناید بہ من
اذا الکریم تجلی باسم منتقم
چوں کریم انتقام آرد بہ ارباب تقم

اے بزرگ ترین مخلوقات بوقت نزول حادثہ عظیم و عام کے آپ ﷺ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی میں پناہ میں آؤں (صرف آپ کا ہی بھروسہ ہے)۔

اور ہرگز تنگ نہ ہوگا عرصہ قدر و منزلت آپ کا اے رسول اللہ ﷺ بسبب شفاعت میری کے اس وقت کہ خداوند کریم بھفت منتقم جلوہ فرما ہوگا۔ (ترجمہ اردو ماخوذ از "نشر الطیب" مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۲۵۵)

مولانا عبدالرحمن جامیؒ کا مشہور استغاثہ پیش کرتا ہوں

غریبم یا رسول اللہ غریبم ندارم در جہاں جز تو حیم
مرض دارم ز عصیاں لا دوائے مگر الطاف تو باشد طہیم
بریں نازم کہ ہستم امت تو گنہگارم و لیکن خوش نصیم

حضرت مولانا جامیؒ کے مشہور شاگرد حضرت ملا آئی (مدفون در مقبرہ بہاؤ الدین گنج بخش) کے مشہور شاگرد اور مجدد الف ثانی کے استاد حدیث حضرت ایٹان شیخ یعقوب صرہیؒ کا مشہور استغاثہ یہاں پیش کرتا ہوں (اس کتاب میں یہ نعت یہاں دوبارہ لکھ رہا ہوں)۔

نعت شریف

دلہم افکار یار رسول اللہ ﷺ
دل شہم بیمار یار رسول اللہ ﷺ
روی خود واپکن زبرد یمن
ہاؤ قوم تھو تلکھ برد یمن
روی من از گناہ گشتہ سیاہ
روئے میاں از گناہ گوشت سیاہ
تاج لولاک حق تو ابخشید
تاج لولاک تو ہیہ حقن بخشو
گرد نعلین تو تیا سازند
گرد نعلین شہد چھ گاش چمن
بہر صدیق و عمر و عثمان
پاس صدیق و عمر و عثمان
بہر حسنین و اہل بیت بقول
پاس حسنین و اہل بیت بقول
اہل کشمیر گشتہ زار و خراب
و چھو کاٹھر گت چھ کاٹھر خراب
باز کشمیر کن زراہ کرم
وائے کشمیر سون کریون آباد

بہر دیدار یار رسول اللہ ﷺ
دیتو دیدار یار رسول اللہ ﷺ
پردہ بردار یار رسول اللہ ﷺ
روئے انوار یار رسول اللہ ﷺ
چون شہر تار یار رسول اللہ ﷺ
زن شہ تار یار رسول اللہ ﷺ
شعب اسرار یار رسول اللہ ﷺ
چھو حق سرور یار رسول اللہ ﷺ
اولو الابصار یار رسول اللہ ﷺ
اولو الابصار یار رسول اللہ ﷺ
شیر جبار یار رسول اللہ ﷺ
شیر جبار یار رسول اللہ ﷺ
ظلم بردار یار رسول اللہ ﷺ
ظالم لار یار رسول اللہ ﷺ
از ستمگار یار رسول اللہ ﷺ
از ستمگار یار رسول اللہ ﷺ
رشلک گلزار یار رسول اللہ ﷺ
مچھو لٹن گلزار یار رسول اللہ ﷺ

سوئی جیلان روم بخد مت پیر
اُس خض جیلان گوہو بخد مت پیر
یابختلان روم بہ نزد امیر
یابختلان گوہے چھو متیہ امیر
کنم اظہار یا رسول اللہ ﷺ
گرو اظہار یا رسول اللہ ﷺ
گوش بگذار یا رسول اللہ ﷺ
یو زمیاں زار یا رسول اللہ ﷺ

عرض احوال خود بیان سازد
حالی دل از چن و تان پائے
صرفی زار یا رسول اللہ ﷺ
نہند و انداز یا رسول اللہ ﷺ

جناب مفتی نذیر صاحب یہاں تک کے دلائل سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اسلاف سے
استعانت نہ جہالت ہے نہ شرک ہے بلکہ حقیقت ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔
آنکھ والے تیرے جو بن کا نظارہ دیکھیں دیدہ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے
اب آئیے ذرا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف جن کی روحانی عظمتوں کا عالم یہ تھا
کہ جب ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ نے حج کے موقع پر حجاز
مقدس میں ہی سکونت پذیر ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے آپ کو آگاہ کیا
کہ عنقریب سرزمین ہند میں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے (وہ فتنہ جس کے متعلق حضرت
حاجی صاحب نے پیش گوئی کی تھی وہ فتنہ قادیانیت تھا) جس کا سد باب آپ (یعنی پیر مہر علی شاہ
صاحب) کی ذات سے متعلق ہے پھر وقت نے ثابت کیا کہ حاجی صاحب کا فرمان بالکل صحیح نکلا
کیونکہ مرزا قادیانی کا خروج ہوا اور اسکی ایمان سوز تحریک کا خاتمہ علماء نے حضرت پیر مہر علی شاہ
صاحب کی ہی قیادت میں انجام دیا انہی حاجی صاحب کو علماء دیوبند بھی اپنا روحانی پیشوا
مانتے ہیں یہاں پر حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی کے چند نعتیہ اشعار پیش کر کے مفتی نذیر
صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کی نظر میں حضرت حاجی صاحب بھی بقول آپ کے
جاہل، کافر و شرک ہیں؟

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
میرے دیکھو اب اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
میرے فرقہ کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
میری اب حال پر رحم کھاؤ یا رسول اللہ
تم اب چاہو ہنسنا یا رلاؤ یا رسول اللہ
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

(کلیات امدادیہ اردو صفحہ نمبر ۳۱۲ مکتبہ تھانوی دیوبند)

اب آئیے اس حقیقت کو مفتی صاحب پر آشکارا کرنے اور ان کی بند آنکھیں کھولنے کیلئے انہی کے اکابر علماء دیوبند کے کچھ حوالے پیش کرتے ہیں لیکن پہلے مفتی نذیر صاحب کے سوال نمبر ۲ کا جواب ذرا یہاں پھر سے قلمبند کرتے ہیں تاکہ آپ یہ تحاریر جواب کے ساتھ ملاتے جائیں گے۔

جواب نمبر ۲ ("اللہ کے علاوہ سوا کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود بخود اگر اللہ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی و جهالت مانع و مکمل عقیدہ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔)

۱۔ سب سے پہلے مفتی صاحب کو ایک ایسے شخص کی شہادت پیش کریں جسکو علماء دیوبند، فکر دیوبند کا بانی قرار دیتے ہیں اور ان کے نام سے ہی نسبت کر کے "قاسمی" لکھتے ہیں آئیے انہی بانی دیوبند مولینا قاسم نانائوی کے قصیدہ قاسمیہ سے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔ پھر بتائیے کہ کیا قاسم صاحب نانائوی بھی ان اشعار کی رو سے آپ کے نزدیک مشرک ٹھہرے ہیں؟

اشعار قصیدہ قاسمیہ

یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں
یہ ہے اجابت حق کو تیری دعا کا لحاظ
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی
جو توی ہم کو نہ پونچھے تو کون پونچھے گا

(قصیدہ قاسمیہ صفحہ نمبر ۷۸)

مولینا قاسم صاحب نے نہ صرف یا رسول اللہ ﷺ پکارا ہے بلکہ قاسم صاحب نانائوی غنچوار امت ﷺ سے دستگیری یعنی مدد مانگ رہے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ قضاء مبرم و مشروط یعنی وہ تقدیر جو دعا سے بدلے اور وہ تقدیر جو دعا سے بھی نہ بدلے دونوں حضور ﷺ کی دعا کے سامنے یقین ہیں۔

۲۔ اب آئیے تفسیر شیخ الہند مولینا محمود الحسن دیوبندی (جسکو آپ نے مالٹا میں ۱۳۳۶ھ میں دورانِ جلا وطنی کے مکمل کیا پھر حکومت سعودی عرب نے بھی طبع کیا) میں سورہ فاتحہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند "ایک نعبہ و ایک نستعین" کی شرح میں "حاشیہ نمبر ۵" کے تحت یوں لکھتے ہیں "اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اسکی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند صفحہ نمبر ۲) آئیے اسی تفسیر شیخ الہند سے آپ کو ایک اور تصویر دکھائیں تفسیر کے مقدمہ میں صفحہ نمبر "۱" پر ابتداء میں ہی حضرت شیخ الہند نے مرزا مظہر جان جاناں کے ان اشعار سے آغاز کیا ہے۔ مزید یہ اشعار مدرسہ رحیمیہ بانڈیپورہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ النور اگست ۱۹۹۶ صفحہ نمبر ۲۶ شمارہ نمبر ۶ پر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

خدا در انتظار حمد مانیت محمد چشم برراہ شائست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس محمد حامد حمد خدا بس
منا جاتے اگر باند بیاں کرد بہ بیت ہم قناعت مینواں کرد
محمد از تو میخوانم خدارا خدا یا از تو عشق مصطفیٰ را
وگر لب واکمن مظہر فضولیست سخن از حاجت افزوں تر فضولیست

(ترجمہ) خدا تعالیٰ ہماری حمدوں کا منتظر نہیں، نہ ہی حضرت محمد ﷺ ہماری تعریفوں کے محتاج ہیں خدا تعالیٰ خود حضور ﷺ کی تعریف کرتا ہے، محمد عربی ﷺ نے اللہ کے حمد بیان کئے ہیں۔ اے مظہر! اب اگر دعا کرنا چاہتے ہو اس ایک شعر میں اپنی دعا تمام کر۔

محمد از تو منخواہم خدا را خدا یا از تو عشق مصطفیٰ را
یا محمد! میں تم سے خدا مانگتا ہوں (یعنی مجھے خدا دیجئے) اور اے خدا! مجھے عشق مصطفیٰ عطا فرما دے۔
اسکے علاوہ اے مظهر اپنے لب دعا کیلئے نہ کھول بات جب حاجت سے آگے بڑھ جائے
تو فضول ہے۔

(ماخوذ از مقدمہ صفحہ نمبر ۱: ترجمہ قرآن شریف از مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی)
جناب مفتی صاحب تو آپ کے بقول شیخ الہند صاحب نے لاعلمی و جہالت اور صحیح و مکمل
عقیدہ توحید سے محرومی کی وجہ سے "اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور سے یعنی حضور اقدس سے" محمد از تو
منخواہم خدا را" کہہ کر استغاثہ والے اشعار کو اپنے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں لایا ہے جو عقیدہ
توحید کے سراسر منافی ہے (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ یہ شرک اور یہ بدترین گناہ
مولانا محمود الحسن دیوبندی صاحب نے بھی کیا ہے آپ کے "جواب نمبر ۲" کے مطابق کیا وہ مشرک
ہو کر بدترین گناہ کر بیٹھے ہیں؟

(۲) اب ذرا علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کی طرف آتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب
کشمیری کے ملفوظات "ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۲۱۰" میں ایک عنوان علامہ سید احمد رضا
بجنوری (مرتب کتاب و داماد حضرت شاہ صاحب) نے کچھ اس طرح باندھا ہے۔
حضور ﷺ مستغاث الخلق (یعنی مخلوق کو مدد کرنے والے)
(۱۶۴) مستغاث الخلق :- یعنی حق تعالیٰ شانہ کے بعد سب ہی آپ ﷺ کی نگاہ التفات و
کرم کے محتاج و امیدوار ہیں حضرت شاہ صاحب کے نعتیہ کلام کا آخری شعر یہ ہے۔

مستغیث است الغیاث اے سرور عالی مقام

در صلہ از بار گاہت در نشید این قصید

جناب بجنوری صاحب حضرت شاہ صاحب کی یہ باتیں قلمبند کر کے یوں اپنے
تاثرات قلمبند کرتے ہیں کہ "شاید اس دور عروج نجدیت میں" میں یہاں کچھ عجیب سی باتیں
جمع کر رہا ہوں، مگر میرے نزدیک اظہار و اعلان حق میں کوئی چیز مانع نہیں ہونی چاہیے، بلکہ "نوا
را تلخ تر سے زن چوں ذوق لغو کم یابی" اور میری افتاد طبع بھی اسی کے متقاضی ہے۔
(ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۲۱۰)۔

جناب مفتی صاحب! مندرجہ بالا سطور کو بار بار پڑھئے یہ الفاظ و شعر حضرت شاہ صاحب
کشمیری کے ہیں پھر شعر کے بعد حضرت شاہ صاحب کے داماد علامہ بجنوری کے یہ الفاظ "شاید اس
دور عروج نجدیت میں" میں یہاں کچھ عجیب سی باتیں جمع کر رہا ہوں" قابل غور ہیں ذرا بتائیں کیا
علامہ بجنوری کا "دور عروج نجدیت" سے ابن عبدالوہاب نجدی کے دور کی فکر مراد نہیں ہے؟ کیا یہ
وہی ابن عبدالوہاب نہیں ہے جسکو آپ سنتوں کا زندہ کرنے والا بتا گئے ہیں؟ پھر عبارت کے شروع
میں یہ عنوان کہ حضور ﷺ مستغاث الخلق ہیں اسکے ثبوت میں حضرت شاہ صاحب کا شعر

"مستغیث است الغیاث اے سرور عالی مقام" یعنی مدد کرنے والے ہو، اے مدد
کرنے والے! اے سرور عالی مقام ﷺ۔ گویا شاہ صاحب آپ ﷺ کو مدد کرنے والا بھی مانتے
ہیں پھر آپ ﷺ کو مدد کیلئے پکارتے بھی ہیں تو کیا شاہ صاحب کشمیری یہ کلمات کہنے سے آپ کے
جواب "اللہ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی یا مشکل کشائی کی دعا نہ خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت
ہے، نہ کسی صحابی سے نہ کسی امام و محدث سے اور نہ ہی کسی ولی کامل یا مرد صالح سے، لاعلمی و جہالت یا
صحیح و مکمل عقیدہ توحید سے محرومی کی وجہ سے اگر اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا
رہا ہے تو یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔ کے
مطابق مشرک ہو گئے؟ اور جاہل اور بد عقیدہ بھی؟ یہ میں نہیں کہتا ہوں بلکہ آپ کا جواب کہہ رہا
ہے۔ جناب نذیر صاحب! علامہ بابا داؤد خاکی نے صدیوں پہلے اسلاف دشمن نا عاقبت اندیش
مفتیوں کیلئے قصیدہ و رد المرین میں یوں لکھ رکھا تھا کہ

فتویٰ و درس و قضاء فی نفسہ خوب است لیک قندہ گرد چوں بدست مرد بد گو ہر شد است

آئیے اب تیسرے سوال کے جواب کی جانب بڑھتے ہیں

تیسرے سوال کا جواب) جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا
کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لیے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ
ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا نعتیہ کلام صادر ہوتا
ہے۔ (مفتی نذیر)

آئیے اس سلسلے میں بھی آپ کو آپ ہی کے کتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کے
دلائل پیش کرتا ہوں سب سے پہلے ذرا مفتی الہی بخش کا ندھلوی صاحب کی عربی نعت کے یہ اشعار

دیکھیے پھر انہی اشعار کا ترجمہ مولینا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی مشہور کتاب ”نثر الطیب فی ذکر نبی الحبيب“ کے صفحہ نمبر ۱۹۴ پر اردو زبان میں کیا ہے ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

یا شفیع العباد خذ بیدی انت می الاضطرار معتمدی
لیس لی ملجأ سواک اغث مسنی الضر سیدی سندی
غثنی الدھر یا ابن عبد اللہ کن مغیثاً فانست لی مددی

ترجمہ از تھانوی صاحب

دستگیری کیجئے میرے نبی کشکش میں تم ہو میرے نبی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف اے مرے مولا خبر لیجئے میری

(نثر الطیب فی ذکر نبی الحبيب صفحہ نمبر ۱۹۴، از اشرف علی تھانوی)

الہی بخش صاحب اور تھانوی صاحب دونوں، نبی پاک ﷺ سے دستگیری طلب کرتے ہیں بلکہ نبی پاک ﷺ سے ”اے میرے مولا خبر لیجئے میری“ کہہ کر اپنے ہاں آ کر خبر لینے کی درخواست بھی کرتے ہیں جناب مفتی صاحب اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ کے نزدیک جس نعت میں نبی ﷺ کی ذات مقدس سے اپنی ضروریات پورا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے لیے تشریف لانے کی درخواست کی گئی ہو، وہ نہ تو نعت ہے اور نہ ہی یہ محبت رسول کی کوئی قسم ہے، نہ صحیح العقیدہ مسلمان شعراء سے اس طرح کا عقیدہ کلام صادر ہوتا ہے۔

نیز اللہ کی ذات کے علاوہ اگر کسی اور سے استغاثہ کیا جا رہا ہے تو یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، جو (شرک ہونے کے سبب) بدترین گناہ ہے۔

تو کیا مفتی الہی بخش صاحب اور مولینا اشرف علی تھانوی صاحب آپ کے نزدیک صحیح العقیدہ نہیں ہیں یعنی بد عقیدہ ہیں؟ اور اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگنے کی وجہ سے شرک کے سبب بدترین گناہ کر گئے ہیں؟

’آئیے پہلے آپ کو کچھ اور تصویریں دکھاتا ہوں آپ کے ساتھ اور آپ کے مربیوں کے شرک کی‘
۲۔ جناب مفتی صاحب آپ کو یاد ہوگا جب دارالعلوم دیوبند کے ۱۰۰ سال پورے ہوئے تو صد سالہ جشن دیوبند کے موقع پر علماء دیوبند نے آنجہانی اندرا گاندھی صاحب کی دستار بندی علماء ہی

کے اسٹیج پر کی اس موقع پر دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب تھے جنکو یہ ادا پسند نہ آئی اور اسی وجہ سے پھر ادارہ دیوبند کے دوکڑے بھی ہوئے اسی غم میں قاری صاحب رحلت بھی کر گئے اس حادثہ عظیمہ کو طیب صاحب مرحوم نے حضور ﷺ کی خدمت میں یوں بیان کیا ہے چند نعتیہ اشعار یہاں پر بھی پیش کرتا ہوں ان میں قاری صاحب نے حضور ﷺ سے استمداد بھی کی ہے اور خبر لینے کی درخواست بھی کی ہے اور دشمنوں سے انتقام لینے کیلئے بھی کہا ہے سب اشعار پڑھیے خصوصاً خط کشیدہ کو توجہ سے پڑھیں۔

نبی اکرم، شفیع اعظم، دکھے دلوں کا پیام لے لو

تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنار

نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاساں ہے

بشکل رہزن چھپے ہیں رہبر اٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پر ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن

زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تہی محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاق جفا ہے ہم سے

تمام دنیا جفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

(ماخوذ از پندرہ روزہ ”تغیر حیات“ لکھنؤ مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۰۳ء)

جناب مفتی صاحب! کیا رائے ہے ان مندرجہ بالا اشعار کے بارے میں آپ کے قاری

صاحب مرحوم نے ان اشعار میں حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر (یعنی بصورت قیام) سلام

عرض کرنے کے بعد، صاف طور پر مدد کیلئے پکارا ہے، آپ ﷺ کو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کی

درخواست بھی کی ہے، اور اپنی یعنی (قاری صاحب کی دیوبند) آ کر خبر لینے کی آرزو بھی کی ہے۔

جناب مفتی نذیر صاحب! قاری محمد طیب صاحب دیوبند کے مشہور و معروف عالم گزرے ہیں بلکہ

دارالعلوم دیوبند کے ۶۶ سال تک مہتمم بھی رہے جس شخص نے ۶۶ سال تک دارالعلوم دیوبند کا

اہتمام سنبھالا اسکو بھی آپ نے مشرک، بد عقیدہ، جاہل قرار دیا۔ اسکے لئے آپ اپنے جوابات کو غور

سے پھر پڑھیے۔

۳۔ اب آپ کو کشمیر کے قدیم علمی خاندان یعنی خاندان میر واعظاں کی طرف توجہ دلاتا ہوں یہ خاندان زمانہ قدیم سے یہاں دینی خدمت کے ساتھ ساتھ صحیح سیاسی رہنمائی بھی کرتا آ رہا ہے اسی خاندان کی ایک برگزیدہ شخصیت جس نے بالآخر ایمان تبدیل کرنے کے بجائے اور خمیر کا سودا کرنے کے بجائے ہجرت کرنے کو فوقیت دی اور مظفر آباد کی طرف کوچ کر کے مہاجر ملت کہلائے یعنی مفسر قرآن حضرت میر واعظ مولوی محمد یوسف شاہ صاحبؒ انہی کی مشہور نعت کے چند اشعار آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

کنج کران گنج گوہم یا رسول ساری عمر ضائع گیم یا رسول ﷺ
روئے سیاہ موئے سفید جھم گناہ از کہ شبہ روئے ہاؤزیم یا رسول ﷺ
بٹلیہ قبر سخت نالہ موت کریم تم وقتہ چارہ کرزیم یا رسول ﷺ
چاند پڑھے آیم وانج فطسی از کہ شبہ روئے ہاؤزیم یا رسول ﷺ
ژی سوامے چھمنے کانہ تیٹھ درولا دین و دنیا را چھ کرزیم یا رسول ﷺ
چھس بہ کاشتر امتی چیون روسیہ تابہ کارس تار دیزیم یا رسول ﷺ

(ماخوذ از رسالہ ”مولود شریف سرکار دو عالم ﷺ“ از منظور احمد نقشبندی صاحب صفحہ نمبر ۳۷)
جناب مفتی صاحب ایک بار نہیں بار بار ان اشعار کو پڑھئے اور پھر اپنے دے گئے جوابات بھی دیکھئے اور فیصلہ دیجئے کہ ”مسلمانان کشمیر کی آنکھوں میں علم و عرفان کی روشنی بھرنے والا یہ مجاہد تحریک آزادی و مہاجر ملت جو اعلیٰٰ حضور اکرم ﷺ سے حسب روایت قدیم مدد طلب کر رہا ہے“ آپ کے نزدیک کیا بد عقیدہ ہیں؟ بس آپ کیلئے یہ شعر یاد آتا ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہے پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

۴۔ چلئے مفتی نذیر صاحب اب آپ کو ایک ایسی تصویر دکھائیں جو بالکل آپ کے گھر کی ہے آپ جس ادارے میں مفتی کی گدی پر براجمان ہیں وہاں سے ہی ٹھیک دس سال پہلے شائع ہونے والے ماہنامہ ”النور“ جلد ۱۳، شمارہ ۲، اپریل ۲۰۰۰ء کا صفحہ نمبر ۳۸/۳۹ دیکھئے اس پر ادارہ کے ناظم مولوی رحمت اللہ میر صاحب یعنی آپ کے مرکزی محترم کی نعت درج ہے جس کا عنوان ہی ”یا رسول ﷺ“ ہے ملاحظہ فرمائیے:

خوار گومت خستہ پیوست مارہ گومت سائلہ
پاند توہی استادہ کری تون از شفاعت یا رسول ﷺ
خشک دشمن بخت خوین چھمنے معالج کانہ اکھاہ
جندی کرچ اکھ نظر شجارتہ چھمن یا رسول ﷺ
پورہ بے کس ہورہ بے بس پتہ تہ بروند کن آئے وائے
پتھر مہمتن تارودی توو آر ایلی نو یا رسول ﷺ

جناب مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں آپ جناب ناظم مدرسہ رحیمیہ مولوی رحمت اللہ صاحب کے اس نعتیہ استغاثہ کے بارے میں، موصوف نے حضور ﷺ سے مدد مانگی ہے، ذرا اپنا جواب پھر دیکھئے بہر حال جو بھی ہو، آپ کے اپنے ناظم و مربی جناب مولوی رحمت اللہ صاحب بھی آپ کے جوابات کی رو سے ”جاہل، بد عقیدہ اور مشرک“ ٹھہرے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

ہم تو کشمیر میں برہنہ برس سے دعائے صبح سویرے اور درود حضور میں اعلانا استغاثہ کرتے ہیں تو آپ کی نظر میں پوری قوم کشمیر مشرک ابن مشرک ہے یعنی آپ کی نظر میں ہم ابا عن جد مشرک ہیں تو کیا آپ کے اسی پینے کی رو سے مذکورہ بالا علماء دیوبند بھی مشرک ہی ہیں نا! یعنی آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ہے انہوں نے بھی آپ کے فتویٰ کے مطابق یہ مشرک کیا ہے یا مشرکین سے ہی تعلیم حاصل کی ہے ہاں رہی بات یہ کہ آپ ہی کو یہ مشرک کیوں نظر آیا؟ تو یہ آپ کا قصور نہیں یہ قرب قیامت کی نشانی ہے ”کہ جس تھالی میں کھاتے ہو اسی میں چھید کرتے ہو“ جو اے حدیث پیغمبر ﷺ ”لَعَنَ اٰخِرُ هَذِهِ الْاُمَةِ اَوَّلُهَا“ امت میں آخر میں آنے والے اپنے سے پہلوں پر لعنت کریں گے۔

جناب مفتی صاحب ایک نمک حلال کیلئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی آکر اسکے ابا و اجداد کو مشرک بھی کہے اور پھر اس گالی دینے والے پر گرفت بھی نہ ہو یہ ہمارا فرض عین بنتا ہے کہ ہم ثابت کر کے دیں کہ ہمارے اسلاف و اجداد کے عقائد خالصہ توحید تھے جس پر چودہ سو سالہ تاریخ اسلام گواہ ہے

قرآن وحدیث کے مضبوط دلائل گواہ ہیں سو وہ بخوبی ثابت ہو گیا الحمد للہ اور آگے بھی قیامت تک امت مسلمہ اسی طرح مسلک حق مسلک سواد اعظم اہل سنت والجماعت پر ہی چل کر اپنے اسلاف کیلئے لعنت کرنے والے نہیں بلکہ رحمت بھیجے والے اور ان کے دینی اقدار کی حفاظت کرنے والے بن جائیں گے انشاء اللہ۔ جناب مفتی صاحب آپ کے لئے تو حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب قادری نے بہت پہلے کہا تھا۔

آں مفتیان فتویٰ فتویٰ دیہندے جا از حکم شرع بیرون برہند برعلائے

میرے خیال میں مفتی صاحب آپ کے خصال میں شتر مرغیت ہے کیونکہ آپ اپنے قلم کو جو چاہ دیتے ہیں وہ شتر مرغ میں بخوبی پائی جاتی ہے شتر مرغ کی عادت ہے کہ ریت میں سر چھپاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے کوئی دیکھتا نہیں ہے۔ یقین نہ آئے تو علامہ کمال الدین دیر کی ”حیوۃ الحیوان“ کا مطالعہ کریں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

بہر حال خوف طوالت آگے بڑھنے سے روک رہا ہے ہاں ضرورت پیش آئی تو ڈھیر سارے دلائل پیش کروں گا لیکن آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کیوں آپ اس طرح حق کو چھپا رہے ہیں کیا حق چھپ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، نفاق کے بادل آفتاب حق کی حرارت کے سامنے ٹک بھی نہ سکتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ کسی کو کذب کا طوق گردن میں ڈال کر معقوب کرتا ہے تو کسی کو حق عیاں کرنے کے انعام میں اپنا محبوب بنالیتا ہے خصوصاً جب اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اور آپ ﷺ کے غلاموں کے ناموں کا مسئلہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے محبوب ﷺ کی حقیقی غلامی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ ہاں اعلیٰ حضرت کے ان اشعار کی طرف مفتی نذیر صاحب کو ضرور توجہ دلاؤں گا۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
مکر و کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
آج لے ان کی پناہ آج ہمدانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
آف رے مکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

مفتی عبدالرشید مہتمم دارالعلوم بلائہ کا کھلا نفاق

اب آئیے اسی طائفہ دیوبند کے ایک اور مفتی جناب مفتی عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ بلائہ کے خیالات اور تحریرات کو بھی اسی کے اکابرین کے خیالات، تحریرات اور عملیات کے آئینہ میں پرکھیں اور ماتم کریں اُنکے کھلے نفاق پر۔

احقر نے جناب مفتی نذیر احمد صاحب اور مفتی عبدالرشید صاحب کو جو بھی دلائل پیش کئے ہیں سب انہی کے اکابر کے ہیں بس تھوڑی سی ترتیب قائم کی بقول موج را پوری۔ مختلف زاویوں میں رکھے ہیں آئینے سب تری دکان کے ہیں

جناب مفتی عبدالرشید صاحب نے حضور پر نور ﷺ کے علم غیب اور حاضر و ناظر اور با اختیار ہونے کا انکار کرتے ہوئے ایک عد فتویٰ بھی تحریر کیا ہے اور بخاری جلد اول بھی علم غیب کے نفی کے ثبوت میں دیدی۔ مفتی موصوف کا یہ فتویٰ اور اُسکے علاوہ مفتی صاحب سے حاصل کردہ ”بخاری شریف جلد اول“ دونوں میرے پاس عزیز القدر نخبہ طفیل احمد صاحب کے ذریعہ پہنچے ہیں (جسکی تفصیل میں نے ابتداً یہ میں بیان کی ہے۔)

مفتی صاحب کی دی ہوئی بخاری شریف سے ہی احقر نے تقریباً (۴۰) احادیث کا انتخاب کیا جن سے عظمت مصطفیٰ ﷺ خصوصاً علم غیب مصطفیٰ ﷺ اختیار و حاضر و ناظر کا برملا اظہار ہوتا ہے وہ چالیس (۴۰) احادیث اس کتاب کے آخر میں درج کروں گا تاکہ اس کتاب میں (۴۰) احادیث پڑھنے والے اور اسکی اشاعت کرنے والے کو قیامت میں فقہائے کرام کیساتھ اُٹھنے کی بشارت مصطفویٰ ﷺ حاصل ہو جائے لیکن آئیے پہلے مفتی عبدالرشید صاحب کی علم غیب مصطفیٰ ﷺ اور حاضر و ناظر کی نفی میں، سوال و جواب پر مشتمل تحریر من و عن ملاحظہ فرمائیں:-

(نوٹ:-) اگر آپ کو اس تحریر میں کہیں گرائمر کی کمزوری یا تحریری کمزوری نظر آئے تو یہ مفتی رشید صاحب کی ہی تحریر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

سوال:- ”علم غیب اور حاضر و ناظر کے اوصاف اللہ تعالیٰ کیساتھ خاص ہے یا حضور اکرم ﷺ کے بھی یہ اوصاف ہے اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کیلئے بھی یہ اوصاف ماننا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے“

”مفتی عبدالرشید دارالعلوم بلالہ کا جواب“

الجواب وبالله التوفیق:

ہر جگہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب کی صفت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے یہ کسی انسان کی صفت نہیں ہے آقا نام دار علیہ السلام کو انہی چیزوں کا علم تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اخیر عمر میں آپ علیہ السلام کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علوم تھے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت بھی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کسی انسان یا بشر یا کسی نبی کی صفت نہیں ہے آقا نام دار علیہ السلام پر بعض دفع اللہ تعالیٰ نے دور کی چیزوں کو منکشف کر دیا تھا جیسا کہ بخاری شریف (۵۳۸:۱) میں ہیکہ معراج کے بعد آپ محطیم کعبہ میں تشریف فرما تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے بیت المقدس کی ہر چیز منکشف فرمائی آپ نے ہر ہر چیز دیکھ دیکھ پر بیان فرمائی۔

اسی طرح بخاری شریف (۶۱۱:۲) میں ہیکہ عروہ موتہ کے موقع پر حضرت زید بن حارثہ پھر حضرت جعفر طیار پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمایا پھر آپ نے صحابہ کرام کو بتلایا یہ نہ تو علم غیب ہے اور نہ ہی اس سے آپ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ جس موقع پر اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ پر معجزے کے طور پر مختلف چیزیں منکشف فرمائی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا تو آپ پر کوئی چیز منکشف نہیں ہوئی اور اس پر بہت سی دلیلیں موجود و ثابت ہیں۔ شریف مسلم (۵۳:۲) میں ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن ہبل اور حنیفہ ابن مسعود خیر میں پہنچے وہاں پہنچ کر جب الگ الگ ہو گئے تو عبداللہ بن ہبل کو کسی نے قتل کیا لیکن اس قاتل کا پتہ کہیں نہ چل سکا اور نہ ہی آپ نے قتل کرتے ہوئے دیکھا پھر حضور ﷺ نے ان یہودیوں سے قسمیں لیں لیکن قاتل کا پتہ نہ چل سکا تو اگر آپ حاضر و ناظر ہوتے تو قاتل کا پتہ چل جاتا اور قسمیں لینے کی ضرورت نہ پڑتی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہے۔ بخاری شریف (۵۸۶:۲) میں ہیکہ بزم معونہ میں ستر (۷۰) کبار صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے حالانکہ ان صحابہ کو قتل کرنے کی غرض سے ہی لیا گیا تھا لیکن آپ ﷺ کو نہ تو اس کے ارادے کا علم ہوا اور نہ خود ہی انکی شہادت کا علم ہوا اور نہ شہید کرتے ہوئے آپ نے انکو دیکھا بلکہ حضرت عمر بن امیر کے اطلاع دینے

کے بعد معلوم ہوا۔ بخاری شریف (۶۰۲:۲) میں ہیکہ قبیلہ عرینہ کے لوگوں نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور جانوروں کو لیکر چلے گئے لیکن آپ کو نہ لے جاتے وقت پتہ چلا اور نہ آپ نے قتل کرتے انکو دیکھا بلکہ بعد میں صحابہ نے اطلاع فرمائی۔ (بخاری شریف ۶۱۰:۲) میں ہیکہ غزو خیبر میں ایک یہودی عورت زینب بنت الحارث نے آپ کو زہر آلودہ بکری کا گوشت پیش کیا تو آپ کو زہر کا علم نہ ہوا اسلئے ایک لقمہ اٹھالیا اور صحابہ نے بھی کچھ تناول فرمالیا جسکی وجہ سے ایک صحابی بعد میں شہید ہوئے تو نہ ہی آپ نے انکو زہر ملاتے ہوئے دیکھا اور نہ دیکھا اور نہ پتہ چلا بلکہ ایک لقمہ نوش فرمانے کے بعد آپ ﷺ کو محسوس ہوا۔ (بخاری شریف ۶۱۲:۲) میں ہیکہ حضرت حاطب بن بلتعہ نے کفار مکہ کو خطر روانہ کیا جسکا علم آپ ﷺ کو نہ ہوا اور نہ ہی آپ نے خط لکھتے ہوئے دیکھا بلکہ جب وہ روضہ میں پہنچی تو آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا پھر انکے پیچھے صحابہ کا ایک دستہ روانہ کیا جن میں حضرت علی بھی تھے۔ (بخاری شریف ۵۹۳:۲) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ جب ان پر تہمت لگی اور یہ مشہور واقعہ ہے حضرت عائشہ کے بارے میں لیکن آپ ﷺ کو حقیقت کا علم نہ ہوسکا اور آپ ﷺ تقریباً چالیس دن تک پریشان رہے بعد میں قرآن کریم کی آیت الفک کے ذریعہ پتہ چلا۔ (بخاری شریف ۶۶۳:۲) میں ہیکہ غزو بنی مطلق میں حضرت عائشہ کا ہار گم ہو گیا جسکا علم آپ ﷺ کو نہ ہوسکا اور نہ آپ نے اسے گم ہوتے دیکھا جسکی وجہ سے سارا قافلہ رُکا رہا بعد میں وہ ہار اونٹ کے نیچے ملا۔ اونٹ بیٹھا تھا (بخاری شریف ۸۵۸:۲) میں آپ ﷺ پر جادو کا واقعہ مذکور ہے جادو کی طرح کیا گیا اور کس نے کیا آپ ﷺ کو اسکا علم نہ ہوسکا اور نہ آپ نے کسی کو دیکھا جادو کرتے ہوئے بلکہ بعد میں وحی کے ذریعہ بتلایا گیا کہ لبید بن عاصم یہودی نے جادو کیا ہے۔ (کشف الباری ۸: ۳۵۹) بخاری شریف ۱: شرح فتح الباری ۵: ۴۲۳ میں ہیکہ ہے۔ (کشف الباری ۸: ۳۵۹) بخاری شریف ۱: شرح فتح الباری ۵: ۴۲۳ میں ہیکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان کو مشرکین مکہ کیساتھ بات چیت کیلئے بھیجا گیا تو یہ افواہ ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا جسکی وجہ سے تمام صحابہ کرام اور خود نبی کریم ﷺ کو سخت پریشانی ہوئی لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ زندہ ہے اس کے علاوہ بھی بہت سارے واقعات میں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہیں کہ آپ ﷺ عالم غیب نہیں ہے۔ اور نہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

نیز جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو آخری عمر میں ماسکان و مایکون کا علم عطا کیا گیا یہ صحیح نہیں ہے اس پر آپ ﷺ کے تین واقعات ہیں جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو آخری عمر میں بھی علم غیب نہیں عطا کیا گیا۔ (بخاری شریف ۱: ۹۵) میں آپ ﷺ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ پر تین مرتبہ غشی طاری ہوئی تو ہر مرتبہ پوچھتے تھے کہ نماز ہوئی یا ابھی نہیں اس سے پتہ چلا کہ علم غیب کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔

(بخاری شریف ۲: ۹۶۶) میں آپ کا یہ ارشاد مبارک موجود ہے کہ قیامت کے دن میرے سامنے سے میری امت کی ایک جماعت کو جہنم میں ڈالنے کیلئے لیا جائے گا تو میں کہوں گا یا اللہ میری امت ہیں تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیسے کیسے بدعات ایجاد کئے چنانچہ ان کو آپ ﷺ کے سامنے سے کھینچ کر جہنم میں لیا جائے گا۔

(بخاری شریف ۲: ۱۱۱۸) میں شفاعت کے بارے میں آپ ﷺ ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دن میرے دل میں حمد و ثنا کے ایسے الفاظ ڈالیں گے جنکے ذریعہ سے میں اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا کروں گا اور وہ الفاظ مجھے ابھی معلوم نہیں ہے اسوقت معلوم ہوں گے الغرض نبی کریم ﷺ کو عالم غیب اور حاضر و ناظر ماننا قرآن و حدیث اور اجماع سلف صالحین کخلاف ہے چنانچہ مسلم شریف ۱: ۹۸ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ کل کی غیبی خبروں کا علم رکھتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں کے تمام مغیبات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے حدیث عائشہؓ ”زعم انه یخبر بما یكون فی غلا فقد اعظم علی اللہ الغریۃ واللہ یقول قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الی اللہ۔ مسلم ۹۸: ۱“ اسلئے جو شخص ایسے عقائد رکھتا ہو اسکے ایمان کو خطرہ ہے فوراً تو یہ کرے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ ایسے عقائد کے قریب بھی نہ جائے نیز ایسا شخص جب تک ان عقیدوں سے توبہ نہ کرے اسکے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں یعنی ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے۔

”ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلومو المغیبات من الاشیاء الا ما علهم اللہ تعالیٰ حیاتیاً و ذکر الحنفیۃ تحریضاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی لعلم الغیب لمعارضه قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ“

(فتاویٰ محمودیہ ۲: ۲۱) محمودیہ ۱: ۱۲۴

امام بنانے کے بارے میں اس شخص کو جو عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو بحوالہ (فتاویٰ محمودیہ ۱: ۱۰۸) یعنی ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے (فتاویٰ محمودیہ ۱۵: ۱۰۸) (فتاویٰ شامی ۲: ۲۹۹) (فتاویٰ دارالعلوم ۳: ۲۸۰) اور قرآن کریم کی بے شمار آیتیں اس بات کی صریح دلیل ہے جن میں صراحۃً اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیب کی نفی کی گئی ہے حوالجات قرآن کریم سے: (پ ۲۰ نمل آیت ۶۵) پ ۱۹ الاعراف ۱۸۸) (پ ۶ بقرہ آیت ۲۱۰) (پ ۳ آل عمران آیت ۴۲) (پ ۱۳ یوسف و کریم ۱۱) (پ ۷ مائدہ آیت ۱۰۹) (پ ۲۳ یسین آیت ۶۹) (پ ۲۳ مؤمن آیت ۷۷ رکوع ۸) (پ ۲۳ آیت ۶۹ رکوع ۵) (پ ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۸۵ رکوع ۱۰) (پ ۷ انعام آیت ۵۰) (پ ۱۲ ہود آیت ۳۱) (پ ۱۲ ہود ۱۰) (پ ۱۵ کہف ۴۰) (پ ۱۳ نحل رکوع ۱۱) (پ ۱۲ احزاب رکوع ۸) (پ ۹ اعتراف) یہ نصر قطعی ہے (پ ۴ عمران رکوع ۱۳) (پ ۲۸ تحریم رکوع ۱) (پ ۱۰ توبہ رکوع ۱۳)۔ (فقط واللہ اعلم) (اختتام کو پہنچی مفتی صاحب کی تحریر)

اب آئیے ذرا پہلے مفتی عبدالرشید صاحب ہی کی تحریر کا جائزہ لیتے ہیں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ ”دروغ گور حافظ نہ باشد“

جناب مفتی موصوف نے حضور ﷺ کے علم غیب کی نفی پر زبردست زور لگایا ہے لیکن ابتداء میں ہی اپنی تحریر میں کچھ اس طرح رقم کر گئے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے اخیر عمر میں آپ علیہ السلام کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا“ یہ لکھنے کے بعد پھر مفتی صاحب اپنی اسی تحریر میں آگے نکل کر یوں لکھتے ہیں ”نیز جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو آخری عمر میں ماسکان و مایکون کا علم عطا کیا گیا صحیح نہیں ہے“ احقر نے مذکورہ بالا تضاد کو مفتی جی کی من و عن تحریر میں انڈر لائن کیا ہے خود بغور ملاحظہ فرما کر محرز کے تکبر اور لاعلمی پر ماتم کیجئے یعنی خود مفتی عبدالرشید صاحب نے اپنے ہی آپ کو رد کر دیا۔ غرض بقول شاعر -

الجھ ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
اب اس کے بعد مفتی عبدالرشید صاحب نے جس بات پر اپنی تحریر میں بہت زور دیا ہے وہ حضور ﷺ کے علم غیب کی نفی ہے اس سلسلے میں جناب مفتی صاحب نے احادیث وغیرہ سے دکھانے کی کوشش کی ہے کہ اگر فلاں جگہ فلاں واقع ہوا تو حضور ﷺ کو اطلاع کیوں نہ تھی اسی طرح حاضر و ناظر اور اختیار مصطفوی ﷺ کے متعلق اپنے اشکالات کا اظہار کیا ہے اسی طرح آپ کا یہ کہنا کہ اگر

حضور کو علم غیب ہوتا تو آپ ﷺ نے پردہ فرماتے وقت بار بار کیوں پوچھا کہ کیا نماز ہوگئی؟ افسوس جناب مفتی صاحب! یہ تو انکار قرآن ہے قرآن پاک تو اعلاناً اللہ کی طرف سے انبیاء کو علم غیب پر مطلع کرنے کا اعلان کرتا ہے مومنوں کے طور پر یہاں چند آیات پیش کرتا ہوں ترجمہ تین تراجم سے دیا ہے غور فرمائیں۔

۱. وما كان الله ليطالعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فامنوا بالله
ورسله (ال عمران، پ ۲، آیت ۱۷۹)

ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

ترجمہ بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی صاحب: اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے لیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں انکو منتخب فرما لیتے ہیں۔

ترجمہ عرفان القرآن از شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری صاحب: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ (اے عامۃ الناس!) تمہیں غیب پر مطلع فرماوے لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہے (غیب کے علم کے لئے) جن لیتا ہے۔

۲. وانزل الله عليك الكتاب والحكمة و علمك ما لم تكن تعلم (النساء: پ ۵، آیت ۱۱۳)

ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتار دی اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

ترجمہ بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی صاحب: اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے۔

ترجمہ عرفان القرآن از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب: اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے اور اس نے آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے۔

۳. عليم الغيب فلا يظهر على غيبه احداً الا من اراد تنصي من رسول. (سورہ جن، پ ۲۹، آیت ۲۶)

ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

ترجمہ بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی صاحب: اور غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔

ترجمہ عرفان القرآن: (وہ) غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی (عام شخص) کو مطلع نہیں فرماتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تو مفتی صاحب نص قرآنی سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور رسولوں میں سے جسے چاہے غیب کا علم عطا کرتا ہے اصل میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ۔
دل مینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

رہی بات آپ کے اس اعتراض کی کہ حضور ﷺ نے پردہ فرماتے وقت نماز کے بارے میں کیوں معلوم کیا؟ تو جان لیجئے! دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت حضور اکرم ﷺ نے امت کو نماز کی اہمیت سمجھانے کے لئے اور حق رسالت ادا کرتے ہوئے آخری دم تک امت کو احکامات شرعیہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلا رہے ہیں ورنہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گوشہ مبارک میں سرگوشی بھی فرمائی جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محزون ہوئیں پھر وہ بارہ سرگوشی فرمائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ دیر کیلئے شاد ہوئیں یہ واقعہ تو آپ کی نظر سے گزرا ہی نہیں کیونکہ آنکھوں پر تعصب کی عینک جو چڑھی ہے آئیے یہ واقعہ آپ کو سناتے ہیں یہ واقعہ تفصیلاً بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۱۲، مسلم جلد ۲ ص ۲۹۱، ترمذی جلد ۲ ص ۲۷۲، ابن ماجہ ص ۱۱۶، میں یوں درج ہے: ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی بھی باقی نہ تھی اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں جن کی چال رسول اللہ ﷺ کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرحبا میری بیٹی۔ پھر ان کو دائیں یا بائیں جانب بٹھایا پھر آپ ﷺ نے چپکے سے ان سے کوئی بات کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں پھر چپکے سے ان کو کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس وجہ سے رونیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشا نہیں کروں گی۔ میں (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ میں نے آج کی طرح کوئی خوشی غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی۔ حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا

کہ جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دوبارہ قرآن مجید کا دور کیا ہے اور میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت (قرب) آگیا ہے تو میں رونے لگی، دوبارہ سرگوشی فرمائی تو فرمایا میرے تمام اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اور میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں بس میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے سرگوشی کی اور فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو میں اس وجہ سے ہنسی تھی (ختم ہوئی حدیث)۔ اس مبارک حدیث سے نبی کریم ﷺ کا علم غیب روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے اس مبارک فرمان میں آپ ﷺ نے اپنے وصال کی بھی خبر دی بلکہ اہلبیت میں سے جس کا وصال سب سے پہلے ہوگا اس کو بھی جانتے ہیں حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے حضور کے فرمان عالی شان کے مطابق حضرت فاطمہؑ ہی نے سب سے پہلے پردہ فرمایا ساتھ ہی اس بات کا بھی علم دے کر گئے کہ حضور کی تخت جگر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدہ نساء المؤمنین ہیں۔ اب آئیے آگے بڑھیں مذکورہ بالا آیات قرآنی کی مزید شرح اور اسکے علاوہ احادیث صحیحہ سے آپ کے اشکالات دور کرنے کی کوشش کریں گے انشاء اللہ لیکن آغاز متحدہ ہندوستان میں بارہویں صدی ہجری کے بطل جلیل، جامع علوم ظاہرہ و باطنہ، شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تذکرہ سے کرتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ کی ذات، ذات ستودہ صفات و رفیع الدرجات ہے اگرچہ برصغیر کی سرزمین نے بے شمار قابل فخر سیوت جنم دیئے ہیں لیکن ان میں سے چند ایک نے تو پورے عالم اسلام پر اپنے گہرے اور ہمہ گیر اثرات چھوڑے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ذات والا صفات انہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک ہے کہ جن کی باکمال شخصیت جہاں آج طالبان حق اور ساکان معرفت کے لئے روشنی کا ایک سدافر و زاں مینار ہے وہاں ان کے فکر کی ضیا اور عمل کا فیض مستقبل کے لئے بھی قدیل راہ ہے آپؒ کی ولادت سن ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۳ء میں ضلع مظفرنگر کے قصبہ پھلت میں پیدا ہوئے آپ کا خاندان علمی اور روحانی اعتبار سے ایک معروف حیثیت کا حامل تھا سات برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید ختم کیا دس سال کی عمر میں شرح ملا جامی تک کتابیں پڑھ لیں اور کتابوں کے مطالعے کی استعداد پیدا ہو گئی پندرہ برس کے ہوئے تو والد گرامی قدر حضرت شاہ عبد الرحیم صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے پھر سترہ برس ہی کے تھے کہ والد ماجدؒ نے آپ کو بیعت و ارشاد کی اجازت اور باقاعدہ خلافت

عطا فرمائی اور فرمایا ”یدہ کیدی“ (ولی اللہ کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے) آپ کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب اپنے وقت کے محدث بے بدل تھے۔ مصنف ”حیات ولی“ مولوی رحیم بخش دہلوی لکھتے ہیں کہ شاہ عبد الرحیم نہ صرف یہ کہ ایک صاحب حال بلند مرتبہ صوفی تھے بلکہ جید عالم دین اور نامور محدث تھے ہندوستان میں جس معزز اور بزرگوار نے سب سے پیشتر حدیث کے درس و تدریس کی بنیاد ڈالی اور جس مشہور محدث نے اس غریب علم کے شائع کرنے اور پھیلانے میں کوشش بلیغ کی وہ شیخ عبد الرحیم صاحب تھے (حیات ولی صفحہ نمبر: ۱۶۱) مولینا عبید اللہ سندھی اپنی کتاب ”شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ“ میں لکھتے ہیں ”شاہ ولی اللہ کی فکری تربیت اور ان کی علمی اساس میں ہم ان کے والد شاہ عبد الرحیم صاحب کو اصل مانتے ہیں، شاہ عبد الرحیم نے خود اپنے نامور صاحبزادے کو تعلیم دی تھی چنانچہ انہوں نے شاہ ولی اللہ کو قرآن کا ترجمہ تفسیروں سے الگ کر کے پڑھایا اور اس طرح قرآن کا اصل متن ان کے لئے قابل توجہ بنایا پھر آپ نے وحدت الوجود کے مسئلے کو صحیح طریقے پر حل کیا اور اسے اپنے صاحبزادے کے ذہن نشین کیا، نیز شاہ عبد الرحیم ہی نے حکمت عملی کو اسلامی علوم میں ایک باوقار اور اہم مقام دیا اور اپنے صاحبزادے شاہ ولی اللہ کو اس کی خاص طور سے تلقین کی الغرض یہ تین چیزیں قرآن کے متن کو اصل جاننا، وحدت الوجود کا صحیح حل، اور اسلامی علوم میں حکمت عملی کی غیر معمولی اہمیت شاہ ولی اللہ کے علوم میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور یہ تینوں کی تینوں شاہ عبد الرحیم کی تربیت کا نتیجہ ہیں (صفحہ نمبر ۱۹۲) شاہ عبد الرحیم صاحب فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی شامل تھے آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم دین، فقیہ، محدث ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ پایہ کے روحانی پیشوا بھی تھے غرض شاہ ولی اللہؒ نے اپنے والد محترم سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے والد ماجد کا انتقال ۱۱۳۱ھ میں ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بارے تحریک آزادی کے معروف مجاہد اور برصغیر کے نامور عالم معقولات علامہ فضل حق خیر آبادیؒ نے فرمایا: (شاہ ولی اللہؒ) ”ایسا بحر ذخار ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں“ علامہ مفتی عنایت احمد کا کورویؒ نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے متعلق یوں فرمایا: ”شاہ ولی اللہ ایک ایسا شجر طوبیٰ ہیں جس کی جڑیں تو اپنی جگہ قائم ہیں اور اس کی شاخیں تمام مسلمانوں کے گھروں تک پھیلی ہوئی ہیں مسلمانوں کا کوئی ٹھکانا ایسا نہیں جہاں اس درخت کی شاخیں سایہ لگن نہ ہوں“۔ تقریباً نصف صدی تک علوم و معارف، فیوض و برکات عام کرتے رہنے کے بعد ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء کو یہ مرد خدا آگاہ رحلت فرمائے خلد بریں ہوا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا شمار کثیر التصانیف شیوخ میں ہوتا ہے آپ نے اپنے والد، اپنے استاد، اپنے شیخ و مربی حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کے حالات زندگی، ان کے روحانی کمالات اپنی مشہور کتاب ”انفاس العارفين“ میں خود قلمبند فرمائے ہیں اسکے علاوہ اپنے عم بزرگوار حضرت شیخ ابو الرضا محمد کے حالات، ملفوظات و دیگر اجداد کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے مختصر تذکرہ کے بعد اب آئیے اسی ”انفاس العارفين“ سے یہاں چند واقعات پیش کر کے منکرین علم غیب مصطفیٰ علیہ السلام اور حاضر و ناظر و اختیار مصطفویٰ علیہ السلام کی نفی کرنے والوں کو آئینہ دکھائیں خصوصاً مفتی عبدالرشید آف مدرسہ بلائیلہ لعل بازار سے پوچھ لیں کہ کیا فرماتے ہیں جناب مفتی مذکور ان واقعات کے بارے میں۔

مندرجہ ذیل واقعات کے عنوانات و عبارات من و عن ”انفاس العارفين“ (ناشر مکتبہ الفلاح، دیوبند، یو پی) سے نقل ہیں:

”یہ پہلا واقعہ ”انفاس العارفين“ صفحہ نمبر ۱۰۴/۱۰۵ سے ملاحظہ فرمائیں“

مولفہ مقدسہ مکی بیک کثرت فرمایا (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے) کہ ایک بار مجھے بخار نے آیا اور بیماری نے طول پکڑا یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیزؒ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے نانا جان ہیں (سامنے موجود ہیں اور فرما رہے ہیں) ”بیٹے! حضرت یحییٰ بن یسار پری کوتشریف لارہے ہیں اور شاید تیری پابنتی (چار پائی کا پاؤں کی طرف کا حصہ) کی طرف سے تشریف لارہے ہیں اس لئے چار پائی کو اس طرح رکھنا چاہئے کہ حضور ﷺ کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔ یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا تو گویا نی نہیں تھی۔ حاضرین نے میرے اشارے پر چار پائی کا رخ پھیر دیا۔ اسی وقت آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ”کیف حالک یا بنی“ (اے بیٹے کیسے ہو؟)

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی آنحضرت ﷺ نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا جبہ مبارک میری آنکھوں سے تر ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ وجد و اضطراب کی کیفیت حالت سکون میں بدل گئی اسی وقت میرے دل میں آیا کہ ایک مدت سے مومنے مبارک کے حصول کی آرزو رکھتا ہوں کیا ہی کرم ہو کہ اس وقت تبرک عنایت فرمائیں میرے اس

خیال سے آپ مطلع ہوئے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ میں تھما دیے پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں۔ اس کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں بال عالم ہوش یا بیداری میں بھی باقی رہیں گے اس کے بعد آپ ﷺ نے صحت کلی اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی اسی وقت مرض سے افاقہ ہو گیا میں نے چراغ منگوا یا وہ دونوں مقدس بال اپنے ہاتھ میں نہ پائے تو میں غمگین ہو کر بارگاہ عالی کی طرف متوجہ ہوا غیبت واقع ہوئی اور آنحضرت ﷺ مثالی صورت میں جلوہ فرما ہوئے۔ فرمایا اے بیٹے! عقل و ہوش سے کام لو، وہ دونوں بال احتیاطاً تمہارے سر ہانے کے نیچے رکھ دیئے تھے وہاں سے لے لو۔ افاقہ ہوتے ہی میں نے وہ مقدس بال وہاں سے اٹھائے پھر تعظیم و تکریم سے ایک جگہ محفوظ کر کے رکھ دیئے۔ اس کے بعد دفعتاً بخار ٹوٹا اور انتہائی ضعف و نقاہت طاری ہوئی۔ عزیزوں نے سمجھا کہ موت آنے لگی روئے لگے۔ مجھ میں بات کرنے کی سکت نہیں تھی سر سے اشارہ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد اصل طاقت بحال ہوئی اور صحت کلی نصیب ہوئی۔ اسی سلسلے میں (والد محترم شاہ عبدالرحیم صاحب نے) یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گھسے رہتے ہیں مگر جب درود پڑھا جائے تو جدا جدا کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر تبرکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا مگر جب مناظرے نے طول کھینچا تو کچھ عزیزان مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے اسی وقت بادل کا کلکڑا ظاہر ہوا حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔

یہ واقعہ دیکھ کر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی اور دوسروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے عزیز دوسری مرتبہ (بال مبارک کو سورج کے سامنے) لے گئے تو دوبارہ بادل کا کلکڑا ظاہر ہوا اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کر لی۔ مگر تیسرے نے کہا یہ تو اتفاقی بات تھی۔ یہ سن کر تیسری بار مومنے مقدس کو سورج کے سامنے لے گئے۔ سہ بارہ بادل کا کلکڑا ظاہر ہوا تو تیسرا منکر بھی توبہ کر نیوالوں میں شامل ہو گیا۔ (انفاس العارفين صفحہ نمبر ۱۰۴/۱۰۵۔ مطبوعہ مکتبہ الفلاح، دیوبند) (یو۔ پی)

(حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں) حضرت والد ماجد نے آخری عمر میں جب تبرکات تقسیم فرمائے تو ان دونوں بالوں میں سے ایک کا تب الحروف کو عنایت فرمایا جس پر پروردگار عالم کا شکر ہے۔ (انفاس العارفين ص ۱۰۵)

اس واقعہ کو ذرا بار بار پڑھئے! حضور محترم ﷺ پر وہ فرمانے کے کم و بیش گیارہ سو سال بعد بھی سر زمین عرب سے غم یعنی ہندوستان ایک مخلص غلام کی خبر رکھتے ہیں جسکی صحت ناساز ہوئی تو عیادت کیلئے آئے بلکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر حضرت ناناجان شیخ عبدالعزیز صاحب پہلے ہی لے کر آئے تھے پھر حضور محترم ﷺ نے خبر خبر بھی پوچھی، پیار کے دل میں حضور ﷺ سے تبرک حاصل کرنے کی تمنا جاگی تو غیب دان پیغمبر ﷺ نے فوراً ہی دل کی مراد پوری کرتے ہوئے دوسرے مقدس مرحمت فرمائے پھر جب بیدار ہو کر موئے مقدس نہ ملے تو فوراً حضور ﷺ دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا کہ سر ہانے کے نیچے رکھے ہوئے ہیں پھر شک کرنے والوں نے موئے مقدس کا معجزہ بھی دیکھا پھر ان میں سے ایک موئے شریف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو بھی ملا۔ تو دیکھئے نا! حضور اکرم ﷺ علم غیب بھی رکھتے ہیں، حاضر و ناظر بھی ہیں اور یہ اختیار ہے کہ آج بھی کسی غلام کو جو بھی چاہیں نواز دیں۔

چلئے آپ کو حضرت شاہ صاحب کا قلمبند کیا ہوا ایک اور واقعہ دکھاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کے جو غلام ٹھہرے ان کے علم کا کیا عالم ہے۔ انفاس العارفین صفحہ نمبر ۱۔
والد گرامی (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب) فرمایا کرتے تھے: کہ ایک دن عصر کے وقت مراقبے میں تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہو گئی اور میرے لیے یہ وقت چالیس ہزار برس کے برابر وسیع کر دیا گیا، اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار مجھ پر ظاہر کر دئے گئے“ صفحہ ۱ (انفاس العارفین)۔

مفتی صاحب یہ اللہ کے ولی کے علم کا حال ہے اب اللہ کے نبی خصوصاً جو اللہ کے نبیوں کا بھی نبی ہو یعنی سید عالم سند عالمین ﷺ کے علم میں کیا شک کیا جائے اب رہا آپ کا یہ اعتراض کہ صلح حدیبیہ کے وقت حضرت نبی کریم ﷺ حضرت عثمانؓ کے حالات سے بے خبر تھے چنانچہ آپ ﷺ پریشان ہوئے اول تو پریشانی علم غیب کی نفی کا ثبوت نہیں (آگے یہ بات دلیل سے بتا دیں گے) دوم یہ کہ جان لیجئے حضور اکرم ﷺ کو بالکل علم تھا کہ حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے ہیں ہاں اگر توجہ اور دھیان سے بیعت حدیبیہ یعنی بیعت رضوان کا واقعہ پڑھا جائے تو، آئیے بیعت رضوان کا واقعہ یہاں پیش کر کے آپ کے اعتراض کا جواب دیں: بیعت رضوان: حضور اکرم ﷺ نے کفار

کے پاس ایک سفیر بھیجا قریش نے ان پر حملہ کیا، وہ سفیر حکمت عملی کر کے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ پھر قریش نے جنگ کے لئے ایک دستہ بھیجا صحابہ نے اس پر غلبہ پا کر پکڑ لیا تاہم حضور اکرم ﷺ نے اس دستہ کو روک رکھا اور حضرت عثمانؓ کو بطور سفیر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا۔ حضرت عثمانؓ کے قبیلہ والے مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور آپ ثروت و غنا کی وجہ سے و نیز قبیلہ والوں کی حمایت کی بنا پر قریش کی نگاہوں میں معزز تھے۔ کفار نے آپ سے کہا کہ آپ طواف کر لیں اور عمرہ ادا کر لیں، حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے بغیر ہرگز کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کروں گا، تب کفار نے آپ کو روک لیا اور مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے جاں نثاری کی بیعت لی پھر اپنے واسطے دست مبارک کو بائیں دست مبارک پر رکھ کر فرمایا ”اللهم هذه عن عثمان فانه لمي حاجتك وحاجة رسولك“ اے اللہ یہ ہاتھ عثمان کی جانب سے ہے کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں گیا ہوا ہے۔ ان ہی الفاظ نبوی پر علامہ احمد بن زینی دحلان نے ”السیرۃ النبویہ“ جلد ۲، صفحہ ۱۸۵ پر لکھا ہے: ”وما ذالك الا لانه علم بعدم صحة القول بقتله“

”حضرت عثمانؓ کی طرف سے یہ بیعت حضور نے اس لئے فرمائی کہ حضور کو علم تھا کہ آپ کے قتل کی خبر صحیح نہیں ہے۔“
یعنی مفتی آف بلائیہ کے اس شبہ کہ حضور اکرم ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو آپ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی جھوٹی خبر پہنچنے کے بعد صحابہ کرامؓ سے بیعت نہ لیتے، کا جواب یہ ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ کو غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ حضرت عثمانؓ کی جانب سے بھی بیعت ہی نہ لیتے کیونکہ جن کی شہادت ہو چکی ہو ان سے بیعت نہیں لی جاتی، جیسا کہ علامہ زینی دحلان نے واضح کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی جانب سے بیعت لی یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ حضرت عثمانؓ کی بابت حقیقی صورت حال سے بخوبی واقف و باخبر ہیں۔ اس بیعت کا مقصد یہ تھا کہ دنیا پر یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ مسلمان بے سروسامانی میں اپنے دین و عقیدہ پر استقامت کا پیکر بن کر اپنی جان و مال کی قربانی دینے سے کبھی گریز نہیں کرتے۔
اس بیعت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے رضا و خوشنودی کا اظہار کیا اس لئے اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں امید ہے مفتی صاحب کا اشکال رفع ہو چکا ہوگا۔

آئیے حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کے علم و اختیار کے مزید واقعات بغور ملاحظہ فرمائیے: انفاس العارفین ”صفحہ نمبر ۱۳۱/۱۴۰“

کیا ہے جو ان پر عیاں نہیں: فرمایا محمدؐ قلی اور نگ زیب کے لشکر کے ساتھ گیا ہوا تھا اس کے جانے پر کافی مدت گزر گئی اور اس کی طرف سے خبریت کی کوئی خبر نہ پہنچی۔ اس کا بھائی محمد سلطان بہت غمگین ہوا اور مجھ سے (یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب سے) التجا کی۔ میں نے (یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب نے) پوری قوت سے توجہ کی۔ جنگی لشکر کا خیمہ خیمہ چھان مارا مگر کہیں نہ پایا۔ مَر دوں میں ڈھونڈا تو بھی نہ دیکھا۔ شاہی لشکر کے آس پاس نظر دوڑائی تو دیکھا کہ بیماری سے صحت یاب ہو کر غسل کیا ہے اور گیر وے رنگ کے کپڑے پہن کر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور آنے کی تیاریوں میں ہے۔ میں نے یہ سب کچھ اس کے بھائی کو بتا دیا۔ چنانچہ دو تین ماہ بعد وہ آیا اور میری تمام باتوں کی تصدیق کر دی۔

کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ خواجہ محمد سلطان نے ایک گھوڑا لے رکھا تھا جو اس نے حضرت والد کو دکھا دیا۔ آپ نے اسے تنہائی میں بلایا۔ اس وقت کہ فقیر بھی وہاں موجود تھا اور فرمایا کہ گھوڑا خوب ہے مگر اس کی عمر تھوڑی ہے۔ اس کی ایک ہڈ زبان اور بد عادت بیوی تھی جس سے وہ (یعنی خواجہ محمد سلطان) تنگ آ چکا تھا۔ عرض کی کہ ابھی اچھا ہو کہ اس عورت کی زندگی گھوڑے کو مل جائے۔ آپ نے متنبہ ہو کر فرمایا ایسا ہی ہو جائے گا تین مہینے نہ گزرے تھے کہ اس کی بیوی مر گئی اور گھوڑے کو بیچ کر خوب نفع کمایا۔ ”صفحہ نمبر ۱۳۱/۱۴۰“ انفاس العارفین

جناب شاہ عبدالرحیم صاحب ہزاروں میل دور کے خیموں میں اپنی توجہ سے دیکھ آئے وہاں پر لاشوں میں بھی دیکھا پھر گمشدہ کو بھی دیکھا اسکے آنے کی اطلاع بھی دیدی اس کے کپڑوں کا رنگ بھی بتایا پھر جب گمشدہ گھر لوٹا تو اس نے حضرت کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ پھر اختیار ولی خدا تو دیکھئے کہ ہڈ زبان بیوی کی عمر گھوڑے کو دیدی۔ سبحان اللہ۔

جناب مفتی آف بلائیا! آپ تو ابھی سرکارِ دو عالم ﷺ کے علم کی ناپ تول میں لگے ہوئے ہو عقل حیران ہے اور عشقِ نالاں ہے کہ آپ نے کس طرح کہہ دیا کہ بیت المقدس کو آپ ﷺ کے سامنے لانا اور غزوہ موتہ میں حضور ﷺ کے سامنے غزوہ شریف کو من و عن لانے کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کو علم غیب نہیں ہے استغفر اللہ۔۔۔۔

ارے مفتی جی یہ میرے حضور ﷺ کی عظمت ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ہی وہ گھر مکہ میں لایا گیا جو قبلہ انبیاء ہے اللہ نے آپ ﷺ کو اپنے دیدار کی معراج کرائی اور قبلہ گاہ جملہ انبیاء بیت المقدس کو مکہ میں لا کر اپنے حبیب کی معراج کرائی آپ ﷺ جس سفر سے واپس لوٹے تھے اس سفر معراج میں آپ ﷺ دیدارِ خداوندی سے سرفراز ہوئے۔ ذرا سوچئے مفتی جی یہ وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کی ذات پر ایمان لانے کو قرآن نے ”یومنون بالغیب“ یعنی غیب پر ایمان لانا کہا ہے تو جو اللہ سب کے لئے غیب ہے اور سب سے بڑا غیب ہے لیکن سفر معراج میں اس غیب کا دیدار کرنے کے بعد حضور ﷺ کے لئے اب اللہ تعالیٰ بھی غیب نہ رہے تو جس سفر سے آقائے نامد ﷺ بڑے غیب کا دیدار کر کے ابھی لوٹے ہی ہوں اور آپ یعنی مفتی آف بلائیا کہیں کہ آقا ﷺ کو علم غیب کہاں افسوس۔

حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درو اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے کے بعد وہ اور کونسا غیب ہے جو آپ سے چھپا ہوا ہے۔۔۔ ہائے افسوس آپ کی مکروہ سوچ پر!

اسی طرح آپ کے جاں نثاروں کا آپ ﷺ کے لئے اپنے سرقربان کرنے کا منظر آپ کے سامنے کر دیا گیا تاکہ اسلام کی سر بلندی کی خاطر حضور ﷺ کے غلام اپنے آقا کی ”مازاع البصر“ پشمان مبارک کے سائے میں سروں کا نذرانہ پیش کرنے کا مظاہرہ کچھ اس طرح کریں۔

حسن یوسف پہ کشیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب حضور ﷺ کے مشاہدہ سے صحابہ کو موتہ میں آپ ﷺ کے دور رہنے کے باوجود بھی آپ کی رفاقت ویسے ہی میسر آئی جیسے حضور ﷺ بذاتِ خود میدان میں موجود رہ کر غلاموں کو رفاقت بہم پہنچاتے تھے آپ غزوہ موتہ میں حضور ﷺ کے علم غیب کا مشاہدہ کروائیں حضرت علی ابنِ برہان الدین حلبی کی سیرت حلبیہ جس کو اُم السیر (یعنی سیرتوں کی ماں) کہتے ہیں مطبوعہ کتب خانہ دیوبند، جکا اردو ترجمہ دیوبند کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب کے فرزند مولانا محمد اسلم قاسمی استاد حدیث وقف دارالعلوم دیوبند نے ہی کیا ہے کے جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱۲ پر غزوہ موتہ کے بیان میں یوں لکھا ہے من و عن پیش کرتا ہوں:

شہد کی پیشگی نشاندہی: (جب یہ لشکر کوچ کے لئے تیار ہو گیا تو) آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو خطاب کر کے فرمایا۔ ”اگر زید ابن حارثہ قتل ہو جائیں تو ان کی جگہ جعفر ابن ابوطالب لشکر کے امیر ہوں گے۔ اگر جعفر ابن ابوطالب بھی شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ عبداللہ ابن رواحہ لیں“ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ”اور اگر عبداللہ ابن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر جس شخص پر بھی مسلمان راضی ہوں اس کو اپنا امیر بنالیں“

پیش گوئی پر ایک یہودی کا رد عمل: اس موقع پر ایک یہودی شخص بھی موجود تھا۔ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد اس نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کہا۔

ابوالقاسم! اگر واقعی آپ نبی ہیں تو جن جن لوگوں کے آپ نے نام لئے ہیں وہ سب اس جنگ میں قتل ہو جائیں گے کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے جب بھی کسی نبی نے کسی شخص کو لشکر یا جماعت کا امیر بنا کر یہ کہہ دیا کہ اگر یہ ختم ہو جائے۔ تو لازمی طور پر وہ شخص اسی سفر میں ختم ہو جاتا تھا چاہے اس نبی نے اس طرح سو آدمی ہی کیوں نہ کہائے ہوں!“

(یعنی اگر ایک نبی سو آدمیوں کے متعلق بھی اس طرح کا جملہ کہہ دے تو وہ سب ہی ختم ہو جائیں گے) اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید ابن حارثہ سے کہنے لگا۔

”اگر یہ واقعی نبی ہیں تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اب واپس نہیں آؤ گے۔!“

اس پر زید اس سے کہہ رہے تھے۔

”میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ سچے نبی ہیں۔!“

مفتی صاحب ذرا اپنے ایمان کو مندرجہ بالا واقعہ میں مذکور تورات پڑھنے والے یہودی کے ایمان کے ساتھ موازنہ کریں سچ کہا ہے کسی نے۔

بے عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخار کنوئیں آتی ہے بخاری

مفتی عبدالرشید صاحب ذرا بتائیں کہ اگر بیت المقدس کا سامنے لانا اور موتہ کی کاروائی کو آپ ﷺ کے سامنے لانا علم غیب نہ ہونے کی دلیل ہے تو پھر جب قیامت میں فرشتے انسانوں کے نامہ اعمال رب تعالیٰ کے روبرو دکھولیں گے تو کیا آپ یعنی مفتی آف بلا لیلہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے یہی کہیں گے کہ اے اللہ تو نے تو نامہ اعمال دیکھ دیکھ کر انسانوں کے ساتھ معاملہ کیا اس لئے تجھے علم غیب کہاں؟ افلا تعقلون۔

(نقل کفر کفر نہ باشد) ورنہ ہمارا تو ایمان ہے کہ اللہ عالم الغیب نے اپنے حبیب ﷺ کو ”مساکن و مایکون“ کا علم عطا کیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے و نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئیء۔ اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے (سورۃ النحل رکوع ۱۲)

جب (کل شئی) ہر چیز کا بیان قرآن میں ہے تو پھر کون سی چیز ہے جو حق لگی اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا بیان کرنے والا قرآن اپنے حبیب ﷺ پر نازل کیا تو گویا حبیب ﷺ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

آئیے اب ”انفاس العارفين“ کی طرف پلٹتے ہیں چند اور واقعات دیکھئے جو صفحہ نمبر ۱۳۴ اور صفحہ نمبر ۱۲۹ پر درج ہیں اور صحیح سمجھئے اپنے عقائد کی کیونکہ جب حضور ﷺ کے غلاموں کو اتنا علم و اختیار ہے تو آپ ﷺ کے ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلط عقائد سے محفوظ فرمائے (آمین)

سفر و حضر میں شیخ کی نگاہ الفت: فرمایا (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے) محمد فاضل نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو اجیر بھیج دے اور راستے کی بدامنی کے پیش نظر خود بھی اس کے ساتھ جانا چاہا۔ جب مجھ (یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب) سے رخصت ہونے آیا تو میں نے کہا کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بحفاظت واپس آجائے گا ہاں البتہ واپسی پر اجیر سے دو منزل ادھر ڈاکو قافلے پر حملہ کر س گئے مگر اس کی حفاظت ہمارے ذمہ رہی۔ ہاں البتہ اسے سمجھا دیجئے کہ اُس وقت (جب ڈاکو قافلے پر حملہ کر س گئے) اپنی پہلی الگ ایک طرف کھڑی کر دے۔ جب وہ وقت آیا تو حضرت والا ادھر متوجہ ہوئے اور توجہ کے دوران آپ کے بدن پر ملال ظاہر ہوا۔ حاضرین نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ کچھ دنوں کے سخت سفر نے تھکا دیا ہے۔ جب وہ لڑکا واپس آیا تو بیان کیا کہ وہاں ڈاکو آئے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی پہلی کو ایک طرف کر دیا وہاں حضرت والا مثالی صورت میں موجود تھے ڈاکوؤں نے پورے قافلے کو لوٹا مگر میری پہلی محفوظ رہی ص ۱۳۴ ”انفاس العارفين“

درد لگاؤ خیر: فرمایا (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے) ایک دفعہ سید لطف کے دولت کدہ پر جانا ہوا تو وہاں ایک ایسے فاضل سے ملاقات ہوئی جو صوفیاء کی بعض باتوں کا منکر تھا۔ اتفاقاً نماز کا وقت ہو گیا۔ اسے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا گیا۔ اس وقت (اس کے گھر میں) چولہے پر دیگ رکھا ہوا تھا اور نوکر بازار گیا ہوا تھا۔ منکر صوفیاء امام کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کہیں طعام نہ مل جائے اور پوری

نماز میں اسے یہ خیال ستاتا رہا۔ میں اس کی اس بات پر روحانی طور پر مطلع ہوا اور اس کی اقتداء چھوڑ کے تنہا نماز شروع کر دی۔ جب وہ نماز ختم کر چکے تو میرے ساتھ رنج سے پیش آئے کہ اکیلے نماز پڑھنے کا کیا سبب تھا؟ میں نے کہا تم تو نماز میں اپنے نوکر کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور طعام پکا رہے تھے۔ پھر میں تمہاری اقتداء کیسے کرتا یہ سن کر اس نے داد کے طور پر اعتراف کیا اور احوال صوفیاء کے انکار سے رجوع کیا۔ ص ۱۲۹، انفاس العارفین۔

جناب مفتی صاحب یہ واقعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے مرتب کئے ہیں ان غلاموں کو جس آقا علیہ السلام کے صدقے اور طفیل یہ مقام ملا ہے آپ تو اس سید عالم علیہ السلام کی عظمت پر ہی سوال اٹھا رہے ہو۔ ہائے اس زد و پیشیاں کا پشیاں ہونا۔

جناب مفتی صاحب آف بلا یہ مدرسہ! تو دیکھا آپ نے ولی خدا، غلام مصطفیٰ علیہ السلام شاہ عبدالرحیم صاحب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد اپنے مرید کو اجیر جانے سے پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ کہاں کیا ہوگا پھر حفاظتی اقدام بھی بتا دیتے ہیں اور جب ڈاکو سفر میں آتے ہیں تو خود بھی وہاں پہنچ جاتے ہیں اسی طرح ایک بد اعتقاد ولی امام کے دل کی کتاب دوران اقتدائی ہی پڑھ ڈالی تو اگر یہ شان غلاموں کی ہے تو آقا علیہ السلام کی شان کا عالم کیا ہوگا۔ افسوس میرے معونہ کے مقام پر ۷۰ صحابہؓ کی شہادت نے آپ کو حضور علیہ السلام کی غیب دانی کے متعلق منکر کر دیا۔ استغفر اللہ! آئیے قرآن وحدیث کی طرف رجوع کریں۔ بخاری، مسلم، موطا امام مالک اور مسند امام احمد میں مذکور یہ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

والله ما يخفى على خشيئكم ولا ركنو عكم اني لا اركم من ورائي كما اركم الله في قسمي بجهنم راخشوع اور ركنو عكم اني لا اركم من ورائي كما اركم الله في قسمي بجهنم اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے تمہیں آگے دیکھتا ہوں۔ (کتاب الصلوٰۃ ۴۱۴ حدیث نمبر)

اب ذرا ابن ہشام کی اس روایت کو بھی دیکھیں جس میں ہے کہ: فضالہ بن عیسٰ اللہی سرکا علیہ السلام کو شہید کرنے کے ارادہ سے آتا ہے سرکا علیہ السلام بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے تھے جب کچھ قریب ہوئے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا، فضالہ ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ علیہ السلام فضالہ ہوں۔ فرمایا دل میں کیا ہے عرض کی اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ نبی کریم علیہ السلام نے ضحک فرمایا (یعنی ہنسے)

پھر ارشاد فرمایا استغفار کر۔ اس کے بعد اپنے دست اقدس کو ان کے سینے پر رکھا تو ان کے دل کو سکون میسر آیا۔ حضرت فضالہ کہا کرتے تھے، اللہ کی قسم آپ علیہ السلام نے اپنے دست اقدس کو میرے سینے سے نہ اٹھایا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام مجھے اللہ عزوجل کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ یہ بھی جان لیں کہ شہادت ایک بہت ہی عظیم مرتبہ ہے اللہ تعالیٰ شہدا کی فضیلت اور مرتبوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون (البقرہ آیت ۱۵۴ ترجمہ) اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

ترمذی شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت مقداد بن معدی کربؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا شہید کے لئے اللہ کے پاس چھ خصوصی انعام ہیں۔ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جنت میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بڑی گھبراہٹ سے (قیامت کے دن) امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا یا قوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے نکاح میں بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) خوبصورت حوریں دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستر افراد کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

بخاری اور مسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: کوئی ایسا نہیں کہ جنت میں داخل ہو اور دنیا میں واپس جانا چاہے خواہ اُسے دنیا کی ساری چیزیں دی جائیں، ماسوائے شہید کے کہ وہ دنیا میں واپس جانے کی تمنا کرے گا کہ دس دفعہ اُسے قتل کیا جائے کیونکہ شہید کا احترام دیکھ لیا ہے۔

اب بتائیں وہ حضرات! جن کو ازل سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے پرانوں کے طور پر نامزد کیا تھا، جن کو صحبت مصطفیٰ علیہ السلام نے صحابہ بنایا پھر جب وحی ترجمان زبان مصطفیٰ علیہ السلام گویا ہوئی تو پہلی ساعت انہی حضرات صحابہ کے حصے میں آتی جن خوش نصیبوں کو قرآن نے ”رضی اللہ عنہم“ کے دائمی لقب سے نوازا ہو جو شہادت حاصل کرنے کیلئے ہر دم کوشاں رہنے والے ہوں ان خوش بخت غازیوں کے احوال شہادت سے بھی حضور اکرم علیہ السلام واقف ہیں اب روکا کیوں نہیں کیونکہ مختصر دنیا سے تمغہ شہادت لینے والوں کو اس نعمت سے کیوں روکیں بقول دانائے

شہادت ہے مقصود و مطلوب مؤمن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
دوسرے یہ کہ دنیا دیکھ لے کہ جس کی تقدیر میں بد بختی لکھی گئی ہو ان بد طینت و بد خصلتوں
پر جنت بھی قائم ہو جائے جیسا کہ قرآن پاک کا ارشاد ہے ء انذر تھم ام لم تنذرھم لا یومنون۔
چاہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں۔

یعنی وہ ایمان تو نہیں لائیں گے لیکن ان پر جنت قائم ہو جائے گی اور آپ کو فریضہ تبلیغ ادا
کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اگر آپ ﷺ صحابہ کو نہ بھیجتے تو ان پر جنت قائم نہ ہو سکتی اور وہ قیامت
کے روز کہہ سکتے تھے کہ یا اللہ ہم تو تیرے محبوب کے پاس قاریوں کو لینے گئے تھے لیکن انہوں نے
ہمارے ساتھ کسی کو بھیجا ہی نہیں تھا۔ اس طرح جنت بھی قائم ہوئی اور خوش نصیب حضرات کے حصہ
میں شہادت بھی میسر آئی۔

اب اگر آپ کی بات مان لیں کہ صحابہ شہید ہو گئے آپ ﷺ نے روکا نہیں اسلئے آپ کو علم
غیب نہیں ہے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی لوگوں نے شہید کیا تو کیا اللہ
تعالیٰ کے بارے آپ کے قاعدہ کے مطابق یہی کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا معاذ اللہ کیا کوئی
مسلمان ایسا سوچ سکتا ہے اگر نہیں تو پھر حضور اکرم امام الانبیاء ﷺ کے بارے میں ایسا شیع
ذہن رکھنا تو میرے خیال میں ازلی بد بختی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بد بختی سے
محفوظ رکھے اور آقائے نامدار ﷺ کے دامن عظمت نشان کے ساتھ سدا وابستہ
رکھے۔ آمین۔ ہمارے آقا ﷺ کی عظمتوں پر سورۃ البقرہ گواہ ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

شش جہت سمت و مقابل شب و روز ایک ہی حال

دھوم و انجم میں ہے آپ کی بیٹائی کی

آئیے مفتی صاحب اب آپ اسی کتاب انفاس العارفین صفحہ ۱۳۷/۱۳۵/۱۳۶ سے کچھ اور
واقعات من و عن ملاحظہ فرمائیں اسکے بعد آپ کے مذید اعتراضات پر بھی بات کریں گے انشاء اللہ
حکمت ایمانناں را ہم بخوان: فرمایا (حضرت والد ماجدؒ نے) ہدایت اللہ بیگ نے تجارت کے
لئے اونٹ خریدے۔ میں نے اسے کہا کہ ان میں سے ایک ضرور مرجائے گا لیکن مجھے اس بات کا
اعتبار دیا گیا ہے کہ میں اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک اونٹ کو موت کے لئے منتخب کر لوں۔ چنانچہ

میں نے ان میں سے ایک کمزور اور لاغر اونٹ کو منتخب کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ اسے آخر تک محفوظ
رکھا جائے۔ اس نے سارے اونٹ بچ دیئے اور سب سے آخر میں اس اونٹ کو بھی فروخت کر دیا
لیکن خریدار نے واپس لوٹا دیا اور پھر اسی کے ہاتھ مر گیا۔ صفحہ ۱۳۷ (انفاس العارفین)
حضرت شاہ ولی اللہ کی پیدائش کا قصہ: حضرت والد ماجد جب ساٹھ سال کے ہوئے تو
ان پر منکشف ہوا کہ تقدیر کے فیصلے کے مطابق آپ کے ہاں ایک اور فرزند پیدا ہوگا۔ بعض خاص
یاران طریقت سے یہ بھی سننے میں آیا کہ آپ کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ نو مولود علمی اور روحانی بلند
مقامات کو پہنچے گا۔ چنانچہ آپ کے دل میں شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جب مخدومی شیخ محمد نے یہ
ماجرا سنا تو وہ اس کوشش میں رہنے لگے کہ یہ بچہ ان کی نحت جگر سے ہو۔ اس فقیر نے بعض ثقہ لوگوں
سے سن رکھا ہے کہ جب اس شادی کی بات پکی ہو گئی تو بعض مخالفین اور منافقین نے کہا کہ اس عمر میں
شادی مناسب نہیں رہے گی۔ حضرت والد نے ان کی باتیں سنی اور فرمایا کہ میری عمر کا ابھی کافی حصہ
باقی ہے اور رزق کے بھی پیدا ہونگے چنانچہ آپ اس شادی کے سترہ سال بعد زندہ رہے اور دو بچے بھی
پیدا ہوئے۔ فقیر (ولی اللہ) ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ ایک رات حضرت والد ماجد نماز تہجد پڑھ رہے
تھے اور میری والدہ بھی ان کے قریب تہجد میں مشغول تھیں۔ نو اہل کے بعد حضرت والد نے دعا کے
لئے ہاتھ اٹھائے اور والدہ آمین کہتی رہیں اسی اثناء میں دواور ہاتھ ظاہر ہوئے حضرت والد نے فرمایا
یہ دو ہاتھ ہمارے بیٹے کے ہیں جو پیدا ہوگا وہ ہمارے ساتھ دعا مانگ رہا ہے اس کے بعد یہ فقیر پیدا
ہوا اور سات سال کی عمر میں نماز تہجد میں والدین کا ساتھی بنا اور اسی خواب والی وضع میں ان دونوں
کے درمیان ہاتھ اٹھائے

و هذا تاویل دیوانی من قبل قد جعلها ربی حقاً" صفحہ ۱۳۵ (انفاس العارفین)

قبل از پیدائش شاہ اہل اللہ کی بشارت: نیز یہ فقیر ابھی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس وقت
حضرت والد نے ایک بھکارن کو آدمی روٹی خیرات دی۔ وہ جانے لگی تو پھر اسے واپس بلا کر باقی
آدمی بھی دے دی اور فرمایا کہ بچہ جو پیٹ میں ہے کہہ رہا ہے کہ خدا کی راہ میں ساری روٹی دینی
چاہئے ایک دن جب کہ یہ فقیر ابھی بہت کمسن تھا حضرت والا نے "اہل اللہ" کے نام سے کسی کو دوبار
آواز دی ایک آدمی نے پوچھا۔ حضرت والا کسے بلا رہے ہیں میری طرف اشارہ کر کے فرمایا اہل اللہ
اس کا بھائی ہے جو عقیقہ پید ہوا اس کا نام خود بخود میری زبان پر جاری ہو گیا۔

ص ۱۳۵ (انفاس العارفین)

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
دوسرے یہ کہ دنیا دیکھ لے کہ جس کی تقدیر میں بد بختی لکھی گئی ہو ان بد طینت و بد خصلتوں
پر حجت بھی قائم ہو جائے جیسا کہ قرآن پاک کا ارشاد ہے ۛ اندر تھم ام لم تنذر ہم لا یومنون۔
چاہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں۔

یعنی وہ ایمان تو نہیں لائیں گے لیکن ان پر حجت قائم ہو جائے گی اور آپ کو فریضہ تبلیغ ادا
کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اگر آپ ﷺ صحابہ کو نہ بھیجتے تو ان پر حجت قائم نہ ہو سکتی اور وہ قیامت
کے روز کہہ سکتے تھے کہ یا اللہ ہم تو میرے محبوب کے پاس قاریوں کو لینے گئے تھے لیکن انہوں نے
ہمارے ساتھ کسی کو بھیجا ہی نہیں تھا۔ اس طرح حجت بھی قائم ہوئی اور خوش نصیب حضرات کے حصہ
میں شہادت بھی میسر آئی۔

اب اگر آپ کی بات مان لیں کہ صحابہ شہید ہو گئے آپ ﷺ نے روکا نہیں اسلئے آپ کو علم
غیب نہیں ہے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی لوگوں نے شہید کیا تو کیا اللہ
تعالیٰ کے بارے آپ کے قاعدہ کے مطابق یہی کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا معاذ اللہ، کیا کوئی
مسلمان ایسا سوچ سکتا ہے اگر نہیں تو پھر حضور اکرم امام الانبیاء ﷺ کے بارے میں ایسا شیخ
ذہن رکھنا تو میرے خیال میں ازلی بد بختی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بد بختی سے
محفوظ رکھے اور آقائے نامدار ﷺ کے دامن عظمت نشان کے ساتھ سدا وابستہ
رکھے۔ آمین۔ ہمارے آقا ﷺ کی عظمتوں پر سورۃ النجم گواہ ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

شش جہت سمت و مقابل شب و روز ایک ہی حال

دھوم و انجم میں ہے آپ کی بینائی کی

آئیے مفتی صاحب اب آپ اسی کتاب انفاس العارفین صفحہ ۱۱۳/۱۱۴/۱۱۵ سے کچھ اور
واقعات من و عن ملاحظہ فرمائیں اسکے بعد آپ کے مزید اعتراضات پر بھی بات کریں گے انشاء اللہ
حکمت ایمانیاں راہم بخوان: فرمایا (حضرت والد ماجدؒ نے) ہدایت اللہ بیگ نے تجارت کے
لئے اونٹ خریدے۔ میں نے اسے کہا کہ ان میں سے ایک ضرور مر جائے گا لیکن مجھے اس بات کا
اختیار دیا گیا ہے کہ میں اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک اونٹ کو موت کے لئے منتخب کر لوں۔ چنانچہ

میں نے ان میں سے ایک کمزور اور لاغر اونٹ کو متعین کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ اسے آخر تک محفوظ
رکھا جائے۔ اس نے سارے اونٹ بچ دیئے اور سب سے آخر میں اس اونٹ کو بھی فروخت کر دیا
لیکن خریدار نے واپس لوٹا دیا اور پھر اسی کے ہاتھ مر گیا۔ صفحہ ۱۳۷ (انفاس العارفین)

حضرت شاہ ولی اللہ کی پیدائش کا قصہ: حضرت والد ماجد جب ساٹھ سال کے ہوئے تو
ان پر متکشف ہوا کہ تقدیر کے فیصلے کے مطابق آپ کے ہاں ایک اور فرزند پیدا ہوگا۔ بعض خاص
یاران طریقت سے یہ بھی سننے میں آیا کہ آپ کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ نو مولود علمی اور روحانی بلند
مقامات کو پہنچے گا۔ چنانچہ آپ کے دل میں شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جب خندوی شیخ محمد نے یہ
ماجرا سنا تو وہ اس کوشش میں رہنے لگے کہ یہ بچہ ان کی لخت جگر سے ہو۔ اس فقیر نے بعض ثقہ لوگوں
سے سن رکھا ہے کہ جب اس شادی کی بات پکی ہو گئی تو بعض مخالفین اور منافقین نے کہا کہ اس عمر میں
شادی مناسب نہیں رہے گی۔ حضرت والد نے ان کی باتیں سنی اور فرمایا کہ میری عمر کا ابھی کافی حصہ
باقی ہے اور لڑکے بھی پیدا ہونگے چنانچہ آپ اس شادی کے سترہ سال بعد زندہ رہے اور دو بچے بھی
پیدا ہوئے۔ فقیر (ولی اللہ) ابھی پیدائش ہوا تھا کہ ایک رات حضرت والد ماجد نماز تہجد پڑھ رہے
تھے اور میری والدہ بھی ان کے قریب تہجد میں مشغول تھیں۔ نوافل کے بعد حضرت والد نے دعا کے
لئے ہاتھ اٹھائے اور والدہ آئین کتی رہیں اسی اثناء میں دو اور ہاتھ ظاہر ہوئے حضرت والد نے فرمایا
یہ دو ہاتھ ہمارے بیٹے کے ہیں جو پیدا ہوگا وہ ہمارے ساتھ دعا مانگ رہا ہے اس کے بعد یہ فقیر پیدا
ہوا اور سات سال کی عمر میں نماز تہجد میں والدین کا ساتھی بنا اور اسی خواب والی وضع میں ان دونوں
کے درمیان ہاتھ اٹھائے

و هذا تاویل دویاتی من قبل قد جعلها ربی حقاً" صفحہ ۱۳۵ (انفاس العارفین)

قبل از پیدائش شاہ اہل اللہ کی بشارت: نیز یہ فقیر ابھی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس وقت
حضرت والد نے ایک بھکارن کو آدمی روٹی خیرات دی۔ وہ جانے لگی تو پھر اسے واپس بلا کر باقی
آدمی بھی دے دی اور فرمایا کہ بچہ جو پیٹ میں ہے کہہ رہا ہے کہ خدا کی راہ میں ساری روٹی دینی
چاہئے ایک دن جب کہ یہ فقیر ابھی بہت کمسن تھا حضرت والا نے "اہل اللہ" کے نام سے کسی کو دو بار
آواز دی ایک آدمی نے پوچھا۔ حضرت والا کسے بلارہے ہیں میری طرف اشارہ کر کے فرمایا اہل اللہ
اس کا بھائی ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اس کا نام خود بخود میری زبان پر جاری ہو گیا۔

ص ۱۳۵ (انفاس العارفین)

ان واقعات میں واضح ہو گیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو موت کا اختیار اور فرزند کے پیدا ہونے کی بھی قبل از وقت خبر ہے تو اگر حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب کو یہ کمال حاصل ہے تو پھر حضرت شاہ صاحب کو اس کمال پر پہنچانے والے صاحب جمال پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے کمالات کا کیا کہنا آئیے ذرا دیکھتے ہیں احادیث مبارکہ میں: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الله تعالى قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كأنما انظر الى كفه هذه۔ (مواہب اللدنیہ مع شرح زرقاتی جلد ۷ ص ۲۳۳)

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لئے اٹھایا (یعنی ظاہر فرمایا) پس میں نے اس (یعنی دنیا) کی طرف دیکھا اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے قیامت تک اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى ۱۱۶۶/۳، حدیث نمبر ۳۰۲۰، حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک روز ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور آپ ﷺ نے مخلوقات کی ابتدا سے لیکر جنتوں کے جنت میں داخل ہو جانے اور دوزخوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا جس نے اسے یاد رکھا، یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔

اسی طرح حدیث مبارکہ بخاری شریف کتاب القدر، باب: وکان امر الله قدراہ قدورا، ۲۳۳۵/۶، حدیث نمبر ۶۲۳۰، حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا: آپ ﷺ نے اپنے اس دن کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی، جس کو آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ جس نے جو کچھ یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

اسی طرح مسلم شریف کی ایک اور حدیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں یہ کتاب الفتن و اشرار الساعۃ، باب: اخبار النبی ﷺ فیما یكون الى قیام الساعة ۲۲۱۷/۳، حدیث نمبر ۲۸۹۲۔ حضرت عمر بن الخطاب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر آپ نیچے

تشریف لے آئے نماز پڑھائی بعد ازاں پھر منبر پر تشریف لائے اور ہمیں خطاب کیا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر منبر سے اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا پس آپ ﷺ نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دیدی جو جو آجنگ وقوع پذیر ہو چکی تھیں اور جو قیامت تک ہونے والی تھیں حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں ہم میں زیادہ جاننے والا وہی ہے جس نے (اسے) زیادہ یاد رکھا ہے۔

ان احادیث مبارکہ کو غور سے پڑھیں اور پھر مفتی جی کے اپنے سب اعتراضات کو بھی سامنے لائیں اور امام مسلم کی پیش کی گئی مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا "عنوان الباب" اخبار النبی ﷺ فیما یكون الى قیام الساعة" کا ترجمہ بھی کریں احقر کے نزدیک تو اس کا ترجمہ یوں ہوگا "نبی کا خبر دینا جو کچھ بھی قیامت تک ہوگا" جب محدث امام مسلمؒ حضور اکرم ﷺ کو قیامت تک کے حالات کی خبر رکھنے والا مانتے ہیں تو مفتی صاحب آف بلا لہ کس علم کی بناء پر منکر ہو گئے؟ کیا قیامت تک کا علم رکھنا غیب کا علم نہیں ہے؟ پھر وہ جو ہمیں یہ علم بتائے کیا وہ عالم غیب نہیں ہے؟ مفتی صاحب واقعی صحیح کہا ہے کسی اہل دل نے کہ۔

خدا جب دین لیتا ہے تو پہلے عقلیں چھین لیتا ہے ورنہ سیدھی سی تو بات ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہارگم ہوا حدیث مبارکہ میں یوں تذکرہ آیا ہے "سیدہ عائشہ فرماتی ہیں انہوں نے (انہی ہمشیرہ) اسماء سے ہار مستعار لیا اور وہ (کہیں) گر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تلاش کرنے کیلئے کسی کو بھیجا، ہار قول گیا لیکن (اتنے میں) نماز کا وقت ہو گیا، لوگوں کے پاس (چونکہ) بانی نہیں تھا اس لئے انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری (اس پر) اسید بن حضیر نے کہا عائشہ خدا آپ کو جزائے خیر دے قسم بخدا اگر کوئی ایسی چیز واقع ہوگئی جسے آپ پر ابھرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ اور جملہ اہل اسلام کیلئے بہتری (بیدا) کر دی۔" (کتاب التیمم ۳۳۳ حدیث نمبر)

تو لیجئے! حضرت اسید بن حضیرؓ صحابی نے ہی جواب دیدیا یہ کہ حضرت عائشہؓ کے ہار کے گم ہونے میں حکمت یہ تھی کہ امت کو تیمم کا تحفہ دینا تھا اس تحفہ کیلئے سیدہ عائشہؓ کا ہارگم ہونا مقرر تھا اسی لئے میرے غیب دان نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنے علم کا اظہار نہ فرمایا۔

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو بقول مفتی آف بلائہ کے، کہ آپ ﷺ ۴۰ دن تک پریشان رہے اور آپ کو حقیقت کا علم نہ ہو سکا۔ نعوذ باللہ۔ طحاہجتان مبین من الحقائق والمنافقین۔۔

دل پر ہاتھ رکھ کر اور ذہن کو تعصب سے پاک کر کے مندرجہ بالا احادیث اور واقعات ذرا پڑھئے اور پھر فیصلہ کیجئے کیا جس نبی ﷺ کو اولین و آخرین کائنات اس طرح دکھائی گئی ہو جیسے اپنی اس عقل کو دیکھ رہے ہیں، جو نبی ﷺ نے اعلاناً بیان کر کے تخلیق کائنات سے جنت اور جہنم میں داخل ہونے تک کیا اس نبی مکرم کو اپنی زوجہ مطہرہ جسکو قرآن نے "لستن کا احد من النساء"۔ کا تاج شرافت و عظمت پہنایا ہو کی معصومیت اور پاکیزگی کا علم نہ ہو، احقر ایمان اور یقین کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اوپر کے بیانات کو ذہن میں رکھتے ہوئے یقیناً حضور اکرم ﷺ کو اولین و آخرین کا علم تھا تو لازمی طور پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہار کے گم ہونے کا بھی بخوبی علم تھا تبھی تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ فواللہ ما علمت علی الا خیر او قد ذکرنا رجلاً ما علمت علیہ الا خیرا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ نمبر ۳۶۲) خدا کی قسم میں اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا نیز جس شخص کا ذکر کرتے ہیں اس کے اندر بھی بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا۔

شرح صحیح مسلم میں ہے۔ نبی ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاک دامنی کا علم تھا اس پر ایک قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی تو جب نبی ﷺ کو ہرنی کی زوجہ کی پاک دامنی کا علم ہے تو اپنی زوجہ مطہرہ کی پاک دامنی کا علم کیسے نہیں ہوگا۔ (حضرت ابن عباسؓ متوفی ۶۸ھ توفیر المقتیاش علی ہامش درمنثور، ج ۶، ص ۱۰۱ مطبہ مینہ مصر ۱۳۱۴ھ)

حافظ ابن کثیر بھی مندرجہ بالا حدیث کا حوالہ دیتے ہیں: قال الضحاك عن ابن عباس ما بغت امرأة نبی قط۔ ضحاك نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۷ صفحہ ۶۳)

اب رہی بات کہ آپ ﷺ کو علم تھا تو پریشان کیوں ہوئے؟

اس کا جواب بھی صدیوں پہلے امام رازیؒ دے چکے ہیں وہ یہ کہ قلنا انہ علیہ السلام کثیرا

ما كان يضيق صدره عن اقوال الكفار مع علمه بفساد تلك الاقوال و قد قال الله تعالى: "ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون، فكان هذا من هذا الباب۔

”ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سینہ کفار کے اقوال سے بھی تنگ ہوتا تھا۔ (یعنی آپ ﷺ پریشان ہوتے تھے) ان کے اقوال کے فاسد و لغو ہونے کے علم کے باوجود اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

”بے شک ہم جانتے ہیں کہ آپ رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں بسبب اسکے جو وہ کہتے ہیں (یعنی کفار کے اقوال کے سبب سے) پس یہ بھی (یعنی حضرت عائشہؓ پر تہمت لگنے پر پریشان ہونا) اسی باب سے ہے“ (ماخوذ از صحاح ستہ اور علم غیب، صفحہ نمبر ۱۷۸، از علامہ محمد اشفاق قادری صاحب)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پریشان ہونا علم کے نہ ہونے کی دلیل نہیں نیز جیسے یہاں پریشانی علم کے نہ ہونے پر دلیل نہیں بنائی جاسکتی تو واقعہ حضرت عائشہؓ میں کیسے بنائی جاسکتی ہے دوسری بات یہ کہ اس سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی تہمت لگائی گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے شیر خوار بچوں کے ذریعہ برأت کروائی لیکن یہاں معاملہ صدیقہ کائنات زوجہ حبیبہؓ کو دار حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے کا تھا تو غیب دان پیغمبر کریم ﷺ جانتے تھے کہ اب کے زوجہ حبیبہؓ کی برأت خود عاملین کا پروردگار فرمائے گا۔ گویا منتظر تھے خالق کائنات کے ابدی فیصلے کے، اس فیصلے کے تاخیر میں یہ حکمت تھی کہ دنیا دیکھے کہ ام المؤمنینؓ پر تہمت لگانے والے، ایمان والوں جیسا ہی چہرہ مہرہ رکھنے والے کتنے بے ایمان مسلمانوں کی صفوں میں چھپے ہوئے ہیں اور حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے گھر والوں کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہ کرنے والے جاں نثاروں کی ثابت قدمی کی بھی نمائش ہو، تاکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی حفاظت ایمان کا سامان تیار ہو الحمد للہ، مقررہ وقت پر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب محترم ﷺ کی پاک زوجہؓ کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا اور ایسا اعلان کہ جو قیامت تک اب کلام اللہ شریف میں موجود ہے۔ و قالوا هذا آفک مبین یہ مبارک الفاظ قرآنی ہر دور میں مؤمنین، غلامان شفیق المدینین پر قصیدہ خوانی کرتے رہیں گے اور منافقین و فتنہ بین پر سنگ باری کرتے رہیں گے۔

آئیے مفتی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب انفس العارفين سے ایک اور واقعہ انکے دادا شہید کا بھی سن لیجئے یہ واقعہ صفحہ نمبر ۱۱۶-۱۱۵ پر ہے من وعین یہاں پیش کر رہا ہوں۔

علوم الاولیاء: والد ماجد (شاہ عبدالرحیم صاحب) نے فرمایا کہ میرے والد شہید (وجیبہ الدین) شہادت کے بعد کبھی کبھار ظاہری شکل و صورت میں مجسم ہو کر میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور حال و استقبال کی خبریں سنایا کرتے تھے ایک دفعہ مخدومی برادر گرامی کی دختر ”کریمہ“ بیمار ہو گئی۔ اس کی بیماری نے طول پکڑا۔ انہی ایام میں ایک دن تنہا میں (شاہ عبدالرحیم صاحب) اپنے حجرے میں سو رہا تھا کہ اچانک والد شہید تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ کریمہ کو ایک نظر دکھا لوں لیکن اس وقت گھر میں بہت سی دوسری مستورات کا وہاں سے اٹھانا خلاف مصلحت تھا اس لئے میں نے ان کے اور کریمہ کے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ اس کے بعد وہ اس طرح ظاہر ہوئے کہ کریمہ اور میرے علاوہ انہیں اور کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ کریمہ نے انہیں پہچان لیا اور کہا۔ عجیب بات ہے لوگ تو انہیں شہید کہتے ہیں حالانکہ یہ زندہ ہیں فرمانے لگے۔ ”بیٹی! اس بات کو چھوڑو! تم نے بیماری میں کافی تکلیف برداشت کی ہے۔ انشاء اللہ کل صبح کی اذان کے وقت تمہیں مکمل نجات مل جائے گی۔ یہ بات فرما کر اٹھے اور دروازے کے راستے باہر نکلے میں بھی ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ فرمایا تم ٹھرو! اور پھر غائب ہو گئے دوسرے روز فجر کی اذان کے وقت کریمہ کی روح پرواز کر گئی اور اس نے ہر قسم کی تکلیف سے نجات حاصل کی۔“ (صفحہ نمبر ۱۱۶/۱۱۵) ”انفاس العارفین“۔

جناب مفتی صاحب شہید وجیبہ الدین صاحب کے واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شہید زندہ و جاوید ہوتے ہیں یہ شہادت ایک اونچا مقام ہے جو ہر ایک کے حصے میں نہیں آتا بقول شاعر۔
ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

عالم الغیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ لوگ مختلف زمانوں میں وہ بھی آئیں گے جو ”انسان“ اور ”مسلمک شاہد“ اور ”البنی اولیٰ بالمومنین من انفسہم“

(یعنی حاضر و ناظر اور وہ آقا ﷺ جس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں سے بھی قریب رکھا ہے۔ اسے ہا وجود حضور ﷺ کے صفت حاضر و ناظر کے منکر ہونگے) یہاں ضمنیہ بھی عرض کرتا چلوں کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب اپنی متنازعہ کتاب ”تخذیر الناس“ کے صفحہ نمبر ۱۱ میں ”اولیٰ بالمومنین من انفسہم“ کے بارے میں لکھتے ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کیساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ انکی جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں کیونکہ ”اولیٰ“ بمعنی اقرب (یعنی قریب تر ہوا)۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے منکروں کا رد کرنے کیلئے اور حبیب مکرّم ﷺ کی شان کو مزید بلند کرنے کے لئے اپنے حبیب ﷺ کو مقام شہادت بھی عطا کیا جسکے لئے بہانہ اور ذریعہ خیر میں ایک قلم زہر آلود تناول فرمانا بنایا۔ مشکوٰۃ کی کتاب الفتن کے تیسری فصل میں بحوالہ بخاری شریف حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جس مرض میں وصال ہوا اُس میں فرمایا کرتے تھے اے عائشہ! میں ہمیشہ اُس کھانے کی تکلیف پاتا رہا جو خیر میں کھایا تھا اور یہ وقت تو اس زہر سے میری شہ رگ کٹ جانے کا ہے۔

گویا خیر میں زہر آلود گوشت کا ایک نوالہ تناول فرمانے سے حضور کا وصال اپنے وقت مقررہ پر بحیثیت شہید ہوا اور شہید مرتے نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں قرآن پاک تو شہداء کے صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ”ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء عند ربہم یوزقون“ (ال عمران آیت ۱۶۹)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ خیر میں غیب دان پیغمبر ﷺ نے زہر آلود گوشت کا ایک نوالہ اس لئے تناول فرمایا تا کہ تقدیر ازل میں لکھی ہوئی شہادت کی تکمیل ہو سکے اور اس طرح منکرین حیات محمدی کا ایک اور رد ہوا جب حضور ﷺ کی امت کا ایک ادنیٰ ترین عجمی غلام (شہید وجیبہ الدین) اپنے گھر آتا ہے اور خبر بھی رکھتا ہے کہ گھر میں کون کیسے ہے پھر مستقبل کے بارے میں بھی آگاہ کرتا ہے تو خدا را بتائیے کہ شہیدوں کو مقام شہادت کا پتہ دینے والا، نبی الانبیاء سردار شہداء ﷺ کا کیا مقام ہوگا۔ طوالت کتاب کا خوف دامن گیر ہے اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اسی کتاب ”انفاس العارفین“ کے صفحہ نمبر ۱۲۷/۱۲۶ و صفحہ نمبر ۱۹۵ سے فقط ان واقعات کو من و عن پیش کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں ذرا غور فرمائیں کہ حضور کی شان اقدس کیا ہے۔

دست پیراز غائبان کوتاہ نیست: فرمایا عبدالحمید ظہیر سہری نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا اور میرے پاس رخصت کے لئے آئے۔ ایک دستار اور نصف روپیہ نذرانہ بھی لائے اور چاہا کہ دوسرا نصف روپیہ مخدومی محمد ابوالرضا کی خدمت میں پیش کرے۔ میں نے خوشدلی سے کہا کہ تمہیں اعظم آباد کے میدان میں بہت خوفناک مشکل پیش آئے گی۔ پہلی کا ایک پہیہ نکل جائے گا۔ میدان میں اسے ٹھیک کرانا بہت مشکل ہو جائے گا۔ جو شخص پہلی کی سواروں کی حفاظت کرے گا چوروں اور

اکوڑوں کی مار دھاڑ سے بچانے اور ساز و سامان کی حفاظت میں کوشش کرے گا۔ مناسب ہے کہ اسے پورا روپیہ دیا جائے۔ اس نے پورا روپیہ مجھے دے دیا اور رخصت ہو گیا۔ ایک مدت کے بعد جب واپس لوٹا تو کہا کہ اس خوفناک وادی میں جہاں ڈاکوؤں کا بہت خطرہ تھا، پہلی کا پیسہ جدا ہو گیا اور کچھ دور تک بغیر پیسے کے گاڑی چلتی رہی۔ ہمیں کوئی تکلیف بھی نہ پہنچی اور پھر اس بیابان میں آسانی کے ساتھ ٹھیک ہو گئی۔ یہاں تک کہ ہم ساتھ والے قافلے سے ذرا بھر پیچھے نہ رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عم بزرگوار شیخ ابورضا محمد کا واقعہ جو "انفاس العارفین" کے صفحہ نمبر ۱۹۵ پر درج ہے ملاحظہ فرمائیں:

علی مرتضیٰ و سلمہ بیعت ہیں: فرمایا میں نے چشم حقیقت دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اولیاء کرام کی صفوں کے درمیان تشریف لائے جو مربع شکل میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہر صف میں ایک ہزار ولی تھے، یہ سب سیر روحانی کر رہے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں مورچہ چل تھا۔ میں اس جماعت سے باہر ایک کونے میں کھڑا تھا میرے دل میں خیال گزرا جس پر آنحضرت ﷺ مطلع ہوئے اور ان صفوں میں سے ایک صف میں مجھے بھی داخل فرمایا اور اپنے دست اقدس کا مورچہ چل بھی مجھے عنایت فرمایا اس کے بعد مجھے ساتھ لے کر آپ ہوا میں اڑنے لگے باقی لوگ اسی مکان میں ٹھہرے رہے آنحضرت ﷺ نے تیسرے آسمان کی مسجد عالی میں نماز عصر ادا فرمائی۔

فرمایا دوسری بار ایک دفعہ میں نے آنحضرت ﷺ کو چشم حقیقت دیکھا اور عرض کی یا سیدی امیری خواہش ہے کہ آپ کے طریقہ عالیہ کے فیض یافتہ کسی مرد حق سے بیعت کروں تاکہ اس سے ان حقائق کی تفصیل پوچھ سکوں جو آپ سے حاصل ہوئی ہیں۔ مجھے کسی ایسے مرد راہ کا پتہ نہ پہنچے جو اس کا اہل ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیری بیعت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے ہوگی۔ کچھ دنوں بعد دیکھا کہ گویا راستے میں جا رہا ہوں اس پاس کوئی شخص نظر نہیں آ رہا، مگر راستے سے گزرنے والوں کے نقش قدم پائے جاتے ہیں تھوڑی دور بیچ راہ میں ایک مرد کو بیٹھا ہوا دیکھا میں نے اس سے راستہ پوچھا تو اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ اس سے مجھے انشراح قلب حاصل ہوا۔ اس نے فرمایا اے ست رفتار! میں علی ہوں اور مجھے رسول خدا ﷺ نے بھیجا ہے تاکہ میں تجھے ان کی بارگاہ میں لے چلوں، میں ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا یہاں تک بارگاہ رسالت میں پہنچے، اور حضرت امیر علیہ السلام نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ کے نیچے رکھا اور اپنا ہاتھ حضرت رسالت ﷺ

کے ہاتھ میں دے کر کہا یا رسول اللہ "ہذا ید ابی الرضا محمد" (یہ ابوالرضا محمد کا ہاتھ ہے) یہ سن کر حضرت رسالت ﷺ نے حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت لی۔ اس موقع پر میرے دل میں ایک بات کھنکی جس پر حضرت امیر علیہ السلام مطلع ہوئے اور فرمایا کہ میں اسی طرح اولیاء اللہ کے حق میں وسیلہ بیعت رہتا ہوں، ورنہ اصل میں تمام سلاسل کی بیعتوں کا مرکز اور مرجع تو آنحضرت ﷺ کا دست حق پرست ہوتا ہے۔ اس کے بعد مجھے اشغال واذکار کی تلقین فرمائی اور علوم و اسرار سے نوازا اور مجھ پر ان سب کا حصول آسان ہو گیا۔ اس واقعہ سے پہلے میں ذکر قلبی وہی میں مشغول تھا۔ "انفاس العارفین" صفحہ نمبر ۱۹۶/۱۹۵

جناب مفتی رشید صاحب اپنے تمام اعتراضات لایئے اور اوپر دئے گئے قرآن وحدیث کی دلائل اور "انفاس العارفین" میں درج ان واقعات کے ساتھ پھر سے ملائیں اگر اس کے بعد بھی آپ منکر ہی رہیں گے تو پھر کم سے کم نبی ﷺ کے کلمہ پڑھانے کا احسان تو مان لیجئے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سبھی ظالمو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آئیے حضور اکرم ﷺ کے غیب دان ہونے، حاضر و ناظر ہونے، باختیار ہونے پر اب کچھ اور تفصیل بیان کرتا ہوں جناب مفتی عبدالرشید صاحب آف بلائیہ مدرسہ کو تیرہویں صدی کے مابین ناز علامۃ الدھر، محدث و محقق، فرزند کشمیر جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے جانشین اعظم و فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کے وارث مسند درس و امام آفاق حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مدنی کے شاگرد خاص عالم و فاضل وفقیہ کامل، واقف علوم نقلیہ و کاشف رموز عقلیہ، محقق ربانی، محدث لاثانی، حضرت مولانا واعظ شیخ احمد کشمیری ہیں جن کے متعلق پیر عبدالقادر ویش کی تحقیق ہے کہ حضرت شیخ احمد واعظ نے تقریباً ۹۰ توے کتب و رسائل تصنیف کئے ہیں اور آپ کو بصحت صحیح وسند عالی ایک لاکھ احادیث حفظ تھے آپ کا وصال ۱۲۹۰ھ میں ہوا آپ دباغ محلہ عالی کدل میں آسودہ ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب "نجوم الشہابیہ رجوم لولہا بیہ" جو آپ نے رد وہابیت میں تصنیف کی اس کتاب میں وہابی فکر کے تمام اشکالات کا جواب تفصیلاً دیا گیا ہے یہاں پر اسی کتاب کے پانچویں نجم سے آپ نے جو علم غیب نبوی پر مدلل و مکمل دلائل پیش کر کے وجوہ الوہابیہ

کو خوب خاک آلود کیا ہے اس بحث کا ابتدائی حصہ جو بہت ہی جامع ہے اور منکرین علم غیب کی ہدایت کیلئے قول فیصل کا درجہ رکھتا ہے پیش کرتا ہوں:

”**نجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ**“ کے پانچویں ٹیم کی عبارت من وعین عربی میں قائم بند کی جارہی ہے جو کہ کتاب کے صفحہ نمبر ۷۷ پر موجود ہے۔

النجم الخامس فی بیان ان الغیب مختص باللہ تعالیٰ ولكن اللہ تعالیٰ یطلع الانبیاء والاولیاء واهل الاختصاص علی الغیب الخاص قال تعالیٰ ان اللہ عنده علم الساعة (الخ) ان اللہ علیم خیر فی المرقاة معناه مخبر به بعضها من جزئیاتہا لبعض عباده المخصوصین و فی المرقاة ایضاً یخبر من شاء من عباده ما شاء من امورہ و فی الحرز الثمین الخیر من الاسماء الحسنیٰ المخبر بما کان و بما یکون و فی التفسیر الاحمدی اما ما اشتهر من بعض الاولیاء من اخبار المفیبات فلک ان تقول ان العلم بهذه الخمسة و انکان لا یملکہ الا اللہ لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبیہ و اولیائہ بقریۃ قوله ان اللہ علیم خیر علی ان یکون الخیر بمعنی المخبر ای کالبدیع بمعنی المبدع و یؤید هذا التوجیہ ما ذکرہ البیضاوی و فی قوله تعالیٰ فی سورة الجن فلا یمظہر علی غیبہ احدا ای فلا یطلع علی غیبہ المخصوص بہ علمہ الا من ارتضیٰ بعلم بعضہ حتیٰ یکون معجزۃ و جعل قوله من رسول یمان لمن ولعلہ اراد بالغیب المخصوص هذه الخمسة و علی ما سواہا یطلع اکثر انتہی و فی النموذج اللیب فی خصائص الحبيب و کتاب الخصائص و شرح الصدور للسیوطی والمواہب للقسطلانی و فتح الباری للعسقلانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی علم الخمس التی فی هذه الآیة ولكن امر بکتمها والخلاف.

ترجمہ: بیشک غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے لیکن اللہ تعالیٰ انبیاء کرام، اولیاء عظام اور خاصان خدا کو مطلع فرماتا ہے اپنے خاص غیب پر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، بارش ہونے کا علم ہے اور عورتوں کے حمل کا علم، بکھل گیا ہوگا اور دفن ہونے کی جگہ کا علم ہے۔ (یہاں پانچوں غیب کو لکھا گیا عبارت میں ایک ہی ہے باقی کیلئے ”الخ“ لکھا گیا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ علیم و خیر ہے۔

مرقاۃ میں ”خبر“ کے معنی اس کے جزیات میں سے اسکے مخصوص بندوں کو بعض کی خبر

دینے والا اور مرقاۃ میں یہ بھی ہے کہ وہ خبر دیتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہئے اور ان باتوں میں سے جو چاہئے اور حرز ثمین میں ہے کہ خبر اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے الخبر کے معنی خبر دینے والا ماکان وما یکون کی اور تفسیر احمدی میں ہے ”لیکن بعض اولیاء کے بارے میں جو مغیبات کی خبر دینے کے سلسلے میں مشہور ہے جبکہ ان پانچوں کا علم اللہ ہی کے لئے ہے (یعنی اللہ کو ہے) اور تیرے لئے (جائز ہے) کہ تو کہے کہ ان علوم خمسہ کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جائز ہے کہ وہ اس کا علم اپنے نبین اور اولیاء میں سے جسے چاہے دے۔

اللہ عزوجل کے اس قول کے اس قرینے کی وجہ سے کہ ”ان اللہ علیم خیر میں خبر بمعنی خبر (خبر دینے والا) ہے یعنی جیسے کہ بدیع کے معنی مبدع یعنی پیدا کرنے والا ہے اور اس توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جسکو امام بیضاوی نے سورہ جن کی اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ”فلا یمظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول“ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر قایم نہیں دیتا کسی کو مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

یعنی مطلع نہیں فرماتا ہے اپنے مخصوص علم غیب پر مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے بعض علوم مخصوصہ (یعنی ان پانچ) میں سے حتیٰ کہ وہ اس نبی کیلئے معجزہ بن جاتا ہے اور اللہ نے اپنے قول ”من رسول“ کو حرف ”من ارتضیٰ“ کا بیان بنایا اور قوی یہی ہے کہ مراد غیب مخصوص سے یہی پانچ علوم ہے اور اسکے ماسوا اکثر علوم غیب پر بھی مطلع فرماتا ہے۔

اموزج اللیب فی خصائص الحبيب اور کتاب الخصائص اور شرح الصدور از علامہ سیوطی اور مواہب لدنیہ از امام قسطلانی اور فتح الباری از امام عسقلانی میں ہے کہ بیشک نبی اکرم ﷺ کو ان پانچ امور غیب کا علم دیا گیا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اگرچہ کوئی بات آپ ﷺ نے (بر بناء حکمت) اظہار نہ کی ہو۔

جناب مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں آپ مندرجہ بالا دلائل کے بارے میں آخر پر حضرت شیخ احمد واعظؒ نے تفاسیر و کتب احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے ثابت کیا کہ بیشک نبی اکرم ﷺ کو ان پانچ امور غیب کا علم دیا گیا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اگرچہ کوئی بات آپ ﷺ نے (بر بناء حکمت) اظہار نہ کی ہو۔

اب حضرت شیخ احمد واعظؒ اس کتاب میں مجم پانچ صفحہ ۸۰/۷۹ کی نظم میں مندرجہ بالا نقاط کی تفصیل اس طرح بیان کر رہے ہیں یہاں پر اختصاراً چند اشعار پیش کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

غیب اسم چیست مستور است و مخفی از خرد
غیب بر دو قسم آمد غیب مطلق زان یکے
نہست مخصوص خدا ہم اسم این غیب آمدہ
چہ آن نسبت بہ بعضے بندگان غیب است یک
بجو جور و تنگی کا کہ شہادت دہما
نہست الماک حاضر ہست آن جنات و نار
بچ چیز آمد مفارح غیب را اندر بناء
علم فردا علم جاے مرگ، ہم این بچ چیز
لیک ختم آیہ در لقمان بخواں لفظ خیر
آئینہ تفسیر در مرقاۃ و در شرح حصین
چوں بدیع اسم خدا وزن فعل آمد خیر
واسطہ اعلام حق واقف شوند آن انبیاء
خوان فلا یظہر علی غیب ز سورہ جن میں
گفت بیضاوے سازد مطلع بر غیب خاص
بہر علم بعض آن غیبے کہ مخصوص وی است
گفتہ اندر احمدی کہ مراد حق از غیب خاص
کردہ قید بعض بیضاوی برائے احتراز
در مواہب ہم بہ انموذج ذکر شرح الصدور
اطلاعی داو بر آنجلہ رب العالمین
آنچہ وارد گشتہ از صدیقہ ام مومنان
کہ ہمیداند نبی آن بچ چیز از علم غیب
پس مراد او بہ استقلال جز رب وود
گفت علامہ خفاجی اندر آن شرح شفاء
ہست منفی علم غیر حق بغیر واسطہ

فی بیان بعض ماورد من اطلاع علی وینزل الغیث باظہار اللہ تعالیٰ و اعلامہ

آن سیوطی در خصائص این خبر آورده است
کہ فلاں جادو فلاں آن بار دآن باران عام
خطر ماعدہ تازان جایگاہ آمد خبر
محرّف کشید نزد سروران اہل نفاق
کہ رسول اللہ روزے اختیار فرمودہ است
از منافقہا جماعہ زو شنیدہ بہ تکلام
کہ بیاریدہ فلاںی روز در انجا مطر
زاد کم ایمان خبرے گفت یا اہل الشقاق
(الخ)

فی بیان ماورد من اطلاع علی مانی الارحام باعلام الملک العلام
و کذا مطلع باعلامہ الاولیاء الکرام (صفحہ ۸۱/۸۲)

بوصیم از ابن عباس این خبر آورده است
نزد پیغمبر ہمام گفت آن خیر البشر
چوں بزاید نزد من او را بیاور آن زمان
خواند اذان در اذن یعنی واقامت ورد کرد
نامش عبد اللہ نہاد و شد مبشر بعد ازین
دان امام مالک آورده ز ام المؤمنین
وار خانم باتو دواخ تو و دیگر دو اخت
گفتش یک خواہرم اسماء است دیگر کیست آن
گشت روشن در دم کہ دختر است آن بالیقین
خواہر صدیقہ کارا ام کلثوم است نام
زوجہ عباس ام الفضل روزے آمد است
شاد شو ای عامریہ در رحم دارے پر
چوں تولد شد ہروش نزد شاہ انس و جان
پس بنوشاید او را رقی خود شہد و شکر
اڑہی بہ ام فضل کہ ابو الخلفاء است این
مر مرا صدیق اکبر گفت در روز یقین
سہم تو پس نیست ناقص نیست و لیست بخت
گفت حمل بطن بنت خابجہ تکیو بدان
شد تولد بعد فوت آن امام المؤمنین
مطلع کردش چو بر مانی الرحم رب الانام

فی بیان ماوردن اطلاع صلی اللہ علیہ وسلم با ظہار الحق علی و مادرہ نفس

ماذا تکسب غدا والمراد من الغد مطلق الاستقبال کما نص علیہ المفسرون

مسلم از عمر و ابن الخطاب این روایت کرد و گفت کہ پیغمبر فجر روزے خواندہ در وعظ سفت بر سر منبر نشستہ بچنان تا ظہر ماند پس بجمہ بر نشست و خواند تا وقت نماز بر سر منبر نشستہ تا غروب شمس باز ہر چہ کاین ہست تا روز قیامت در وجود (الخ)

فی بیان ماوردان اللہ تعالیٰ اطلاع بنویہ سید الانبیاء

بأی ارض تموت و هو غیرہ و کذا یطلع علیہ بعض الاولیاء (صفحہ ۸۳)

گفت ام المؤمنین میمونہ را کہ مرگ تو بہشتی ابن ابی شیبہ روایت کردہ اند گفت چون میمونہ در مکہ ز علت عقل یافت زانکہ در مکہ نمیرم کہ خبر خیر الوری پس نیاروند او را زیر شجرہ در سرف ہست اند سرف کان جائے زفاف و برگ تو تا یزید بن الہام اسناد خود را بردہ اند گفت بکشدیم ز مکہ کہ دلم زانروے تافت مرمر اذادہ نمیرم من درین ام القرے یافتہ بد زیر آن ز زفاف سرور او شرف

آئیے اب ان منظومات کا کشمیری ترجمہ بھی یہاں درج کرتا ہوں جو ”نجوم الہدیٰ فی رجوم لائل الطغنی“ از علامہ و مولینا صدیق اللہ صاحب حاجتی کے صفحہ ۳۵ سے لیا ہے یہ کتاب ۱۳۲۳ھ میں طبع ہوئی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نجم پنجم در بیان علم غیب کہ خاصہ علام الغیوب است و انبیاء و اولیاء از اعطای اوتی علم غیب می باشد

علم غیبک بیان چھ پنجم نجم غیب چھی ت و نان یہ آسہ کھنڈہ غیب چھوی بر دو قسم اکھ گو خاص بیا کہ گو غیب نبی ت چھوی نار و جنت اسہ نشہ چھوی غیب بو چھہ ت تریش نن چھہ انسان چھہ مفتح غیب در قرآن علم باران و علم حمل زنان غیب یم از ملک و بشر آو لیکن بسورہ لقمان تت بر قات و شرح حصن و حصین سی چھہ لکھموت خبیر گو خبیر سورہ جن ژہ پر فلا یظہر در مواہب چھو ہم بشر شرح صدور مطلع کمر هن تمن پانژن سی ژہ یوزت ز عایشہ حرا وون تمی محض افترا یعنی وچہ ژہ شرح شفاء چھوگی سوانان گوو تہ کانہہ زانہہ بجز اعلام در خصائص سیوطین او نموت در فلان وقت در فلان مقام یوز تہ رود مختصر یکسر پیش حضرت گوہت کروک اقرار (الخ)

ام فضل اس زوجہ عباس
حضرت وون تمس ز غیب خبر
زبہ یامت مد نش وہ انزین تام
تس پرکھ پانہ بانگ نہ بکبیر
تھو وہس ناو پانہ عبداللہ
مالکن دوپ یہ عاشق فرمود
چھیکھ ڈوارث میہ بیہ چان زبای
دوپ میہ جھیم اکی بنہ دوہم تیم
ام کلثوم زایہ بابہ مرتھ
مسلمن وون ز عمر و اخطب آو
تا بہ پیشن چند و وعظ پروکھ
میہ کھت تا ڈگر پس از ڈگر
تا قیامت یہ آسہ ٹروکھ
وون یہ میونی رسولن صاف
تہتی ین ان ز ابن شیبہ دلیل
تمہ دوپنکھ کڈیوم مکہ نمبر
در سرف کھڈ تموکس تل ڈاف

آیہ در محل پیش سرور تاس علیہ
در رحم چھوی نیو ڈہ شادی کر
نیون تروکھ تمس لعاب یکام
ادہ تراکھ تمس لعاب چو شیر
وون تہی اتھ بھڈ یو نعیم گواہ
بابہ صابن بروز مرگ نہ یو
بیہ چانہ زہ بینہ شیع ڈہ آی
ہیاکھ چھی بنت خارجس بشکم
تس حقن تھاد بروہی خبر یہ کرتھ
فجر پرتھی نبی بمبر دراو
وتھ ز مبر ادای ظہر کروکھ
اس تم تا غروب پر مبر
سر مبر نہ سوری فرمودکھ
ڈہ مرکھ تہ پیٹھ بھیمی زفاف
گیہ در مکہ ناگہان سو علیل
کس اندر مرء نہ جھیم میہ خبر
وتھ کرون نقل سو اس جاہ زفاف

(۱) حضرت شیخ بابا داؤد خان کا خلیفہ حضرت شیخ حمزہ محمد م کشمیری قدس سرہ در سالہ ضروریہ مطر ماید

خاصہ دانستن بذات حق تعالیٰ علم غیب
آگے بڑھنے سے پہلے مفتی صاحب آف مدرسہ بلالیہ کو ہندوستان کے ایک مایہ ناز عالم
دین جناب مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی کی ایک تقریر کی طرف توجہ مبذول کروائیں جس میں "علم
غیب" کے عنوان پر مکرین کے اعتراضات کا وافی و شافی جواب دیا گیا ہے جسکو "مواعظ نعیمہ"
کتاب کے صفحہ نمبر ۱۸۳ سے اخذ کیا ہے۔

علم غیب کا بیان

ما کان اللہ لیلدر المثنونین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان
اللہ لیسطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یحبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ و رسلہ
وان تومنوا و تقنوا فلکم اجر عظیم۔

اس آیت کریمہ میں چند امور قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ گزشتہ آیتوں سے اس کا تعلق کیا
ہے دوم یہ کہ اس کا شان نزول کیا ہے، سوم یہ کہ اس سے فوائد و نکات کیا حاصل ہوئے۔ چہارم یہ کہ
ان پر مباحثین کے اعتراضات کیا ہیں اور ان کا جواب کیا۔

(۱) گزشتہ آیتوں میں بتایا گیا تھا کہ کفار و منافقین ہماری دی ہوئی مہلتوں کو اپنے لئے خیر نہ
جائیں، ان کو اس لئے مہلت دی جا رہی ہے، کہ اپنے گناہوں میں اضافہ کر کے پیالہ بھر لیں۔ اب
آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اے منافقو! اور کافرو! یہ مہلت ہمیشہ نہ رہیگی اور تم مسلمانوں کو ظاہری کلمہ گوئی
سے ہمیشہ دھوکہ نہ دیتے رہو گے۔ بلکہ وقت امتیاز آنے والا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ منافقین نے
اپنی عمرو مال اور عزت ظاہری اور اولاد کو دیکھ کر سمجھا کہ اگر ہم اللہ کے محبوب بندے نہ ہوتے تو ہم کو یہ
نعمتیں کیوں ملتیں۔ دشمنوں کو عذاب دیا جاتا ہے نہ کہ انعام، لہذا ہم خدا کے پیارے ہیں نہ کہ دشمن۔
یہاں فرمایا گیا کہ تم نے محبوبیت کا معیار غلط قائم کیا، دنیاوی نعمتیں دشمنوں کو بھی دی جاتی
ہیں، مگر وہ نعمتیں ہوتی ہیں نہ کہ نعمتیں، معیار تو آئندہ آنے والا ہے۔ جس سے منافق اور مخلص ظاہر
ہو جائیں گے کھیت میں بھوسہ اور گندم رلا ملا (اکٹھے) آگتا ہے۔ مگر ایک فرق کا دن آتا ہے پھر فرمایا
گیا کہ تفریق کس طرح ہوگی۔ اس طرح نہیں کہ عام مسلمانوں کو غیب کا علم دے دیا جائے اور وہ
قلوب کی حالت جان لیں۔ بلکہ حق تعالیٰ اپنے خاص غیب پر محمد رسول اللہ ﷺ کو مطلع فرما دے گا۔
اور وہ رسول سب کو علیحدہ فرما دیں گے۔ اور پھر فرمایا "و ان تومنوا" یعنی اے منافقو! اس دن سے
پہلے ہی ایمان لے آؤ تا کہ تمہارے راز نہ کھلیں اور تمہاری رسوائی نہ ہو۔

۲۔ شان نزول یہ ہے کہ ایک بار رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آفرینش سے پہلے میری
امت جب کہ مٹی کی شکل میں تھی۔ میرے سامنے اصلی صورت میں پیش کی گئی۔ جیسے حضرت آدم علیہ
السلام کو پیش ہوئی تھی، اور مجھے کفار و منافقین کا علم دیا گیا۔ منافقوں کو اس فرمان کی خبر پہنچی تو مذاق کے
طور پر کہنے لگے کہ حضور علیہ السلام تو دعویٰ کرتے ہیں کہ قبل پیدائش خلق وہ کافر و مومن کو جانتے

تھے۔ حالانکہ ہم ان کے پاس بیٹھے ہیں ان کو ہماری اصلی حالت کی خبر نہ ہوئی اس پر سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر قیام فرما کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے لے کر قیامت تک کے واقعات میں سے کوئی شے ایسی نہیں جس کا تم ہم سے سوال کرو اور ہم تم کو خبر نہ دیں۔

اس پر عبد اللہ بن حذافہ سہمی اٹھ کر عرض کرنے لگے کہ میرے والد کون ہیں۔ فرمایا حذافہ، پھر حضرت عترتؑ نے عرض کیا، رضینا باللہ ربنا وبالا سلام دینا و بمحمد نبینا، سرکار علیہ السلام نے فرمایا تم باز آؤ گے! پھر منبر سے اتر آئے (تفسیر خرائن العرفان اس پر کہ آیت کریمہ نازل ہوئی)۔

۳۔ اس سے چند فوائد حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ جیسے انبیاء کے ارام خاص خاص نعمتوں سے مخصوص فرمائے جاتے ہیں مثلاً نبوت، وحی قرب الہی، وسیلۃ الی اللہ، خلافت الہی وغیرہ اسی طرح انہیں علم غیب بھی عطا فرمایا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ انبیاء کی بعثت سے مقصود منافقین و مومنین اور کافرین میں فرق کرنا ہے۔ کان الناس امة واحدا فبعث اللہ النبیین مبشرين و منذرين اس پر شاہد ہے اگر انکو لوگوں کے قلوب کا حال معلوم نہ ہو اور سعید و شقی کو نہ پہچانیں تو یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا، یہ آیت یہی مضمون بتا رہی ہے۔

نیز نبوت حقیقہ خلافت الہی ہے انہی جاعل فی الارض خلیفہ اور سلطان کی نیابت کے لئے تین امور ضروری ہیں۔ علم سلطانی، جاہ و جلال، عظمت سلطانی۔ ان کے بغیر خلافت ہو سکتی ہی نہیں، واکسرائے کو ملک کے حالات کا علم، خصوصی اختیارات، عظمت و شوکت ضرور دی جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلافت دے کر علم آدم الاسماء کلہا علم اشیاء دیا، سجدہ مانگے سے بھی ممتاز کیا جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی عظمت و قدرت کا یہ عالم ہے کہ خاص ملائکہ بھی ان کے سامنے جھکا دیئے گئے پھر انسان کیوں نہ جھکیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو تھپڑ مار دیا اور ان کی آنکھ جاتی رہی یہ ہے قدرت انبیاء۔ نیز شفاعت کیلئے مشغوع لہ کا جاننا ضروری ہے تاکہ نائل کی شفاعت نہ ہو جائے اور اہل شفاعت سے محروم نہ رہ جائیں۔ چونکہ حضور شفیع ہیں۔ لہذا انہیں علم دیا گیا۔ اس آیت سے تیسرا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ہر نعمت نائل کو دینا اسراف یا تہذیر ہے اور اہل کو نہ دینا بخل، اس لئے فرمایا گیا کہ لوگوں کو غیب پر مطلع نہیں کیا جاتا، ہاں

رسولوں میں سے بعض کو اطلاع دی جاتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ اپنی نعمتیں اہل کو عطا فرماتا ہے نائل کو نہیں۔ انبیاء علم غیب کے اہل ہیں اسی لئے اس کے بعد بخل کی مذمت کی آیات بیان ہوئیں، عطائے علم غیب میں آیات و احادیث بے شمار ہیں۔

۴۔ اس آیت کریمہ سے مرزائیوں نے ثبوت مرزا پر دلیل پکڑی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد خدا نبی بھیجے گا جو مومنوں و منافقوں میں فرق کریں گے۔ اس زمانہ حضور علیہ السلام میں تو خط ملطربا "علی ما اتم علیہ" صاف بتا رہا ہے یجتنبی صیغہ مستقبل ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور کے بعد پیغمبر چنے جائیں گے۔ چنانچہ مرزاجی آگئے۔ لیکن یہ صریح دھوکا ہے۔ پھر تو لازم آئے گا کہ اسلام مرزاجی کے زمانہ تک غیر مکمل رہا، مرزاجی نے مکمل کیا حالانکہ الیوم اکملت لکم دینکم اس کے خلاف ہے۔ نیز قرآن کریم کا نام ہے فرقان، حضور انور کے خدام کا لقب ہے فاروق، جب انہوں نے فرق ہی نہ کیا تو یہ لقب انہیں کیوں ملے۔

نیز لازم آئے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ پوری نہ فرمائی لہذا آیت کا مطلب وہ ہی ہے جو اوپر ذکر ہوا یجتنبی سے مراد یہ نہیں کہ آئندہ نبی بن کر آئیں گے اور چنے جائیں گے بلکہ اللہ اپنے اس محبوب کو عطائے غیب کیلئے جن لے گا اور خود یہ ہی محبوب تمام کے راز فاش فرمادیں گے، بعد میں ایسا ہی ہوا کہ ایک جلسہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سے منافقوں کو اپنی مجلس پاک سے نام، نام پکار کر اٹھا دیا کہ اے فلاں تو منافق ہے۔ مجلس سے اٹھ جا۔

اس پر یوہندی وغیرہ کے چند اعتراض، بعض اصولی اور بعض فردی۔ اصولی حسب ذیل ہیں۔

اول:- غیب خدا کی صفت ہے مخلوق میں نہیں پائی جاسکتی۔

دوم:- دیگر آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب خدا کے لئے خاص ہے۔

سوم:- یہ کہ حضور علیہ السلام کو اپنی بھی خبر نہ تھی کہ مجھ سے کیا معاملہ ہوگا۔ لا ادری ما یفعل بہی ولا بکم بخاری میں روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نبی ہوں مگر مجھے خبر نہیں کہ مجھ سے معاملہ کیا ہوگا۔

چہارم:- یہ کہ مرتدین کا علم تو حضور علیہ السلام کو قیامت میں بھی نہ ہوگا۔ کچھ لوگ حوض پر آتے ہوئے روکے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے اصحابی یہ صحابہ ہیں، ملائکہ عرض کریں گے۔ لا تدری ما احد ثوب بعدک آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے بعد انہوں

نے کیا کیا یعنی مرتد ہو گئے۔

پنجم:- ہزار ہا واقعات میں آپ واقعہ سے بے خبر رہے۔ جیسے کہ اکل اور ہار کا گم ہونا، یا یہ کہ صحابہ کرام کا عرض کرنا کہ کیا آپ نے کبریاں چرائی ہیں جس سے آپ کو علم ہے کہ پیلو کے سیاہ پھل اچھے ہوتے ہیں

جواب شہ اول کا یہ ہے:- کہ جیسے علم غیب صفت الہی ہے ایسے ہی علم شہادت بھی صفت الہی ہے۔ عالم الغیب والشہادۃ بلکہ مطلقاً علم سب بصر حیات وغیرہ صفات الہیہ ہی ہیں تو چاہیے کہ کسی کو نہ علم غیب مانو، نہ علم شہادت، نہ سمیع، نہ بصیر، نہ علیم، نہ خیر، نہ زندہ، حق یہ ہے کہ یہ الفاظ مشترک ہیں۔ ان کے معانی میں بڑا فرق ہے۔ خدا تعالیٰ کے یہ تمام صفات ذاتی ہیں، مخلوق کے عطائی، خدا کے قدیم مخلوق کے حادث، خدا کے محیط مخلوق کے محاط۔ یہی بات علم غیب میں ہے۔ خدا کا نام ہے علی، حضرت علی کا نام بھی علی ہے۔ مگر ان کے معانی میں بڑا فرق ہے۔

سوال ۲ کا جواب یہ ہے کہ قرآن فرماتا ہے۔ ان الحکم الا للہ حکم خدا کا ہی ہے۔ بیز فرماتا ہے۔ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں اللہ ہی کی ہیں لہ ما فی السموات وما فی الارض۔ کیسے آپ اپنے گھر، لباس اور مملوکات کے مالک ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں، تو وجوب زکوٰۃ، فطرہ و جواز بیع وغیرہ کیسی؟ اور اگر مالک ہیں تو حصر کے خلاف ہوا نیز فرماتا ہے و اذا حکمتهم فاعدلوا نیز فرماتا ہے فابعثو حکماً من اہلہ و حکماً من اہلہا جب حکم خدا کا ہی ہے تو یہ احکام کیسے؟ بادشاہ، مشائخ علماء کا حکم کیسا؟ یہ ہی کہا جائے گا کہ حقیقی ملکیت اور حکم خدا کے ہیں اور مجازی و عطائی مخلوق کے۔ رب تعالیٰ نے کسی کو ملک کا، کسی کو شہر کا، کسی کو کوٹھی و مکانات کا مالک بنا دیا۔ اسی طرح علوم غیبیہ مختلف طرح عطا ہوئے، لہذا ذاتی علم رب تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ عطائی مخلوق کو حاصل ہے۔

سوال نمبر ۳ کا جواب یہ ہے کہ اگر آیت مذکورہ اور حدیث مذکورہ کا تمہاری طرح مطلب کیا جائے تو بہت سی آیات اور احادیث کے متعارض ہوگا، قرآن کریم فرماتا ہے و لسوف یعطیک ربک فترضیٰ نیز فرماتا ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ وما کان اللہ ليعذبہم و انت فیہم حدیث میں ارشاد ہوا انا سید ولد آدم الواء الحمد یومئذ بیدی وحدیث شفاعت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں جنتی و جہنمی لوگوں کو جانتے ہیں، عشرہ

مشرکہ کو جنت کی خوش خبری دی، ایک شخص سے کہا۔ ان اہاک فی النار کیونکر ممکن ہے کہ حضور کو اپنی خبر نہ ہو، وہ تو جس کے ایمان کی رجسٹری فرما دیں وہ جنتیوں کا سردار ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آیت وما ادری ما یفعل بی ولا یحکم میں علم کی نفی نہیں، بلکہ درایت کی نفی ہے جس کے معنی ہیں قیاس اور انکل سے معلوم کرنا، یعنی میں اپنے اور تمہارے متعلق آئندہ کے معاملات اپنے انکل سے نہیں جانتا، آگے فرمایا گیا ان اتبع الا ما یوحی الی۔ صاف بتا رہا ہے کہ یہ علم وحی سے ہے حدیث بخاری کا بھی یہی فشا ہے کہ تمام خلق میں انبیائے کرام کی عقل اعلیٰ ہے کہ ان کی عقل کے مقابلہ میں تمام دنیا کی عقلیں پیچ ہیں۔ جب ہم باوجود مکمل عقل کے عقل سے احوال آخرت نہ جان سکے وحی سے جانے، تو تم کوتاہ عقل والے کسی کا انجام اپنی عقلوں سے کیسے جان سکتے ہو۔ اسی لئے بغیر نص کے بعد الموت کسی کے جہنمی و جنتی ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا رہا کسی کو ولی ماننا وہ شہادت موثنین کی وجہ سے ہے وانتم شہداء اللہ فی الارض زبان خلق نقارہ خدا کا ما فی الحدیث۔

سوال ۴ کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں حضور ہی تو خبر دے رہے ہیں کہ کل بروز قیامت یہ واقعہ ہوگا۔ کیا قیامت میں خود بھول جائیں گے، قیامت میں تو ہر شخص جہنمی کو پہچانے گا۔ جہنمیوں کے منہ کا لے جنتیوں کے سفید، جہنمی کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں اور جنتی کا دائیں ہاتھ میں ہوگا۔ مسلمانوں کا جسم آثار وضو سے بیخ کلیان ہوگا۔ یعنی ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید ہونگے۔ جہنمی اس سے محروم۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت کو اس علامت سے جانیں گے، شفاعت کرنیوالے بچے اور علماء بھی کافر مومن کو پہچان کر شفاعت کریں گے۔ تو کیا شافع المدینین نہ پہچانیں، ناممکن ہے۔ بلکہ ان کو صحابی طعنہ کے طور پر کہنا جائے گا کہ یہ میرے دوست ہیں، جیسے قرآن مجید میں ہے ذق انک انت العزیز الحکیم رب تعالیٰ جہنمی کافر سے فرمائے گا عذاب چکھ۔ تو بڑی عزت و عظمت والا ہے۔

پنجم۔ اعتراض فروغی ہے۔ وہابی بہت سے واقعات کے متعلق کہتے ہیں کہ فلاں چیز حضور نے نہ بتائی، اگر علم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے۔ ان کا جواب اجمالی اور جامع یہ ہے کہ نہ بتانے میں علم کی نفی نہیں بلکہ اعلام کی نفی ہے۔ بسا اوقات علم ہوتا ہے۔ ہزار ہا اسرار کی وجہ سے اعلام نہیں ہوتا، سوال کیا گیا کہ چاند کیوں گھٹنا بڑھتا ہے؟ جواب یہ نہ دیا بلکہ گھٹنے بڑھنے کے فائدے بتادیے۔ کیا خدا کو بھی علم نہ تھا

بلکہ اگر ہاں فراموش کیا جاتا تو بواسطہ صدیقہ تیمم کی آیت نہ آتی۔ بہت سے احکام اسباب کی وجہ سے آئے۔ مشیت الہی یہ بھی تھی کہ آیت تیمم کے نزول کا سبب حضرت صدیقہ ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تراویح متواتر جماعت سے نہ پڑھی۔ علم تھا کہ بیعتی سبب فرضیت بن جائے گی۔ اگرچہ خدا بغیر سبب بھی فرض فرمانے پر قادر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت میں گواہی قرآن میں آنے والی تھی جس سے قیامت تک کے مسلمان عصمت صدیقہ کے گواہ بن جائیں اور آئندہ قاضی لوگ ایسے امور میں اپنے علم سے فیصلہ نہ کر دیا کریں۔ نیز صحابہ کرام کا پوچھنا کہ کیا حضور نے بکریاں چرائی ہیں۔ اس میں علم غیب کا انکار نہیں بلکہ ذریعہ علم دریافت کرتے ہیں کہ آیا بذریعہ وحی یہ علم ہوا یا تجربہ سے۔ صدیقہ کا ہاں اور جگہ تلاش کرانا یہ تدبیر بھی دیر لگانے کی۔ جیسے یوسف علیہ السلام نے شاہی پیمانہ بنیامین کے سامان میں پیچھے اور بھائیوں کے سامان میں پہلے تلاش کیا حالانکہ جانتے تھے کہ وہ ان کے سامان میں ہے۔ یہ تدبیر تھی بنیامین کو روکنے کی تدبیر اختیار خلاف علم نہیں۔ نیز علم کے لئے ہر وقت حضور ضروری نہیں علم مخلوق علم حصولی ہوتا ہے اور حادث حصولی حادث کا ذہول اور اس سے بے توجہی ممکن ہے۔ بڑا عالم جب کسی اور طرف متوجہ ہو اس وقت ایک مسئلہ بھی اسے حاضر نہیں ہوتا لکیلا یعلم بعد علم شینا حضرت یعقوب علیہ السلام نے چاہ کنعان میں یوسف علیہ السلام کو محسوس نہ فرمایا۔ مگر مصر سے یوسف کی خوشبو پائی فرمایا واعلم من اللہ مالا تعلمون اور فرمایا عسی اللہ ان یاتیننی بہم جمعیا حالانکہ صرف بظاہر بنیامین اور یہود مصر میں رہے تھے۔ مگر فرمایا وہ تینوں آئیں گے۔ بات یہ ہے۔

بلغت احوال ما فرق جہاں است دے پیدا و دیگر دم نہاں است
گے پر طارم اعلیٰ نشینم گے بر پشت پائے خود نہ ینم

گلستان میں ہے۔

گے باخصہ و نہ بے پردا ختے گے با جبریل و میکائیل نہ ساختے
دیوبندی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم کو علم نہیں۔ اور ہمارے پاس ترازو نہیں جس سے تول کر بتادیں کہ کتنا علم حضور کو دیا گیا، پھر وہ کل کی نفی اور بعض کا ثبوت کس ترازو میں تول کر کرتے ہیں۔ نیز خدا کو بھی علم غیب مانتے ہیں یا نہیں، وہ کس ترازو سے تول کر یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کی اب ضرورت کیا ہے، لیکن اب کہ بحث چھڑ چکی۔ لوگ دیوار کے پیچھے کا علم بھی حضور کو نہیں مانتے، تو

درستی اعتقاد ضروری ہے۔ امام احمد ابن حنبل نے قرآن کریم کے قدیم ہونے کے مسئلے پر کوڑے کھائے۔

۵۔ انبیاء پیدائش کے وقت ہی عارف باللہ ہوتے ہیں اور علم غیب رکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی ساق عرش کی تحریر پڑھ لی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اپنی نبوت وغیرہ کی خبر دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا ہوتے ہی امت کی شفاعت کی، زندگی میں ان کے علوم پڑھتے رہتے ہیں۔ حضور کو ماکان و مایکون تو معراج میں عطا فرمائے گئے، کہ ایک قطرہ منہ میں چکایا گیا۔ جس سے تمام علوم منکشف ہو گئے۔ جیسا کہ حدیث معراج میں ہے نیز مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت ہمارے سینہ پر رکھا۔ جس سے تمام کائنات منکشف ہو گئے اور سب کو ہم نے پہچان لیا بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر معراج میں علوم غیبیہ عطا ہو گئے تھے تو اس آیت کے کیا معنی انزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئی جب قرآن کریم کے نزول سے پہلے علوم عطا ہو چکے تو قرآن سے علوم دینا تحصیل حاصل ہے۔ جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی شان تبیان ہے، یعنی واقعات کا بیان کرنا معراج وغیرہ میں علوم بطور کشف عطا ہوئے۔ قرآن کریم میں بطریق بیان۔ اسی لئے واقعہ معراج میں فرمایا گیا فتسجل لی کل شئی یعنی اس وقت بھی تخلیق تھی اور اب بیان ہوا۔ تخلیق اور ہے بیان کچھ اور۔ سورہ فاتحہ دو بار نازل ہوئی، ہر رمضان میں پورا قرآن حضرت جبریل حضور علیہ السلام کو سناتے تھے، ظاہر ہے کہ ہر دفعہ تبیان نہیں ہو سکتا مگر اس کی شان تبیان ہے۔

۶۔ کفار بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے معقد تھے چنانچہ جنگ بدر کے لئے امیہ بن خلف نہیں جاتا تھا۔ بی بی نے کہا تو تو بہادر ہے بزدل کیوں ہو گیا؟ کہا کہ میرے ایک بیڑی دوست نے خبر دی ہے کہ محمد نے فرمایا ہے کہ امیہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ اور ان کی خبر جھوٹی نہیں ہوتی۔ نیز ابو جہل نے کنکریاں ہاتھ میں چھپا کر پوچھا کہ اس میں کیا ہے۔

گر رسولی حسرت در دستم نہاں تو خبر داری ز را ز آسمان

حضور علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ مجھ سے روزے نماز کے مسائل پوچھ۔ یہ میں کیا جانوں فرمایا کہ تو میرے فقط علم کو جانچنا چاہتا ہے۔ میں تجھے اپنا علم و قدرت دونوں دکھا دوں۔
گفت شش پارہ حجر در دست تست بشو از ہر یک تو تسبیح درست

مگرا فوس کہ مسلمان کہلانے والے حضور کے علم میں شک کرتے ہیں۔

مخالفین یہ تو مانتے ہیں کہ تمام مخلوق کے مجموعی علوم سے علم مصطفیٰ زیادہ ہے مگر پھر دو چیزوں کا انکار کرتے ہیں۔ علم جمیع ماسکان و مایکون اور علم امور خسرہ، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ہی اعراض و جواہر کا علم دیا گیا و علم آدم الاسماء کلہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت السموات والارض کی سیر کرائی گئی۔ ادھر جو فرشتہ شکم مادر میں بچہ کی تقدیر لکھتا ہے۔ اسے علوم خسرہ کا علم دیا جاتا ہے کہ سعید ہے یا شقی، کہاں مرے گا، کب مرے گا، کتنا کھائے گا، لڑکا ہے یا لڑکی۔ اسی طرح جب کسی مسلمان سے اس کی بیوی جنگ کرتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اس سے نہ لڑ، یہ ہمارے پاس آنیوالا ہے۔ تیرے پاس مہمان ہے دیکھو حور نے جنت میں سے گھر کی لڑائی دیکھ لی اور اسے یہ خبر بھی ہے کہ یہ شخص ہر کر جنت میں پہنچے گا۔

تاہم نخل کی حدیث سے جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ فرمایا انتم اعلم بامور دنیا کم یہ غلطی ہے۔ یہ کلمہ زجر کے لئے فرمایا کہ اچھا تم جانو۔ اگر وہ لوگ مبر سے کام لیتے تو بغیر شادی ہی درختوں میں پھل خوب آتے حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی بھی کھیتی نہیں کی تھی اور بچپن میں وطن سے آکر مصر میں شاہی محل اور جیل میں قیام فرمایا، کسی کسان سے ملاقات کا موقع نہ ملا۔ مگر قحط سالی کے لئے غلہ پیدا کرنے اور اس کو محفوظ رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو ایسی ترکیب بتائی جو آج تک کار آمد ہے فلذروہ فی سنبلیہ نیز فرمایا انی حفیظ علیم جب یوسف علیہ السلام کو کھیتی باڑی کے ایسے راز معلوم تھے تو نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں وضو کے لئے اپنے موزے اتارے، اچانک ایک عقاب موزہ لے اڑا اور ہوا میں لے جا کر وہاں سے اوندھا کر کے پھینکا۔ جس میں سے بڑا سانپ نکلا۔ جو مار لیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عقاب کو ہماری بارگاہ میں حاضر کرو وہ حاضر ہوا، فرمایا تو نے ہماری بے اجازت ہمارا موزہ کیوں اٹھایا؟ عرض کرنے لگا کہ حضور میں نے موزے میں سانپ دیکھا چاہا کہ اس پر حضور کو مطلع کر دوں۔ تاکہ آپ بے توجہی میں پہن نہ لیں اور سانپ سے ایذا نہ پائیں۔ اس اطلاع کے لئے میں نے یہ تدبیر کی، فرمایا کہ سانپ تو موزے میں تھا اور ٹوٹا ہوا میں۔ اتنی دور سے چھپی چیز تو نے کیسے دیکھی؟

اس نے عرض کیا۔

مار موزہ من بہ بنم از ہوا نیست از من عکس تست اے مصطفیٰ

حضور آپ کے سر مبارک سے ایک نورانی شعاع نکل رہی تھی جو آسمان پر پہنچی ہوئی تھی جب میں اس نورانی شعاع میں آیا تو چودہ طبق جھ پر رشن ہو گئے اسی روشنی میں یہ سانپ میں نے دیکھ لیا یہ میرا کیا کمال ہے۔ مولانا (رومی) فرماتے ہیں۔

عکس تو بہ حق ہمہ نوری بودا عکس دور از حق ہمہ دوری بودا

نور کا سایہ بھی نور ہوتا ہے۔ اور دور کا سایہ بھی دور۔ حضور نے فرمایا۔

گر چہ ہر غیبی خدا مارا نمودا دل دریں لحظہ حق مشغول بودا

اگر چہ ہر غیب سے خدا نے باخبر کیا ہے مگر اس وقت میرا دل حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول تھا۔

ہدایت: مثنوی شریف میں ہے کہ ایک باری کریم ﷺ ایک انصاری کے دفن سے واپس ہوئے۔ تو عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ آج بہت زور کی بارش آئی تھی راستہ میں کوئی پناہ کی جگہ بھی نہ تھی، حضور کا جسم پاک ترکوں نہ ہوا۔ فرمایا اے عائشہ تم نے کیا اوڑھا ہوا ہے؟ عرض کیا آپ کا تہبند شریف میرے سر پر ہے۔ تو فرمایا۔

گفت بہر آں نموداے پاک جیب چشم پاکت را خدا باراں غیب!

نہست ایں باراں ازیں ابر شما ہست باراں دیگر و دیگر سما!

اے عائشہ اس تہبند کی برکت سے تمہاری آنکھوں سے غیب کے پردے کھل گئے۔ یہ بارش غیب کی تھی، پانی کی بارش نہ تھی، جس پر نبی کا کرم ہو جائے اسے علم غیب مل جاتے ہیں۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ (ختم ہوئی تقریر علم غیب پر)

زمانہ موجودہ کے منکرین کو جب ایسی حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے تسلیم لازم اور فرار ناممکن بنتا ہو تو شیطان انکو گمراہیوں میں ندید غرق کرنے کیلئے انکے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ اے یہ تو بریلوی ہے اس طرح منکر کو فرار کی جرأت ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی پکڑان بطش دہک لشدید کے سامنے یہ منکرین بے بس ہیں کیا اچھا ہوتا کہ آج ہی خوب پرکھ کر راہ مستقیم کا انتخاب کر لیتے اور آج ہی اس دامن مصطفیٰ ﷺ کے سایہ میں اپنی جگہ بنا لیتے جس میں محشر کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اپنی جگہ تلاش کریں گے! محضرت نے کیا خوب کہا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا یہ گزارش اس لئے کی کہ کہیں اوپر کے دلائل پڑھ کر کوئی بہانہ بنا کر دامن چھڑانے کی جرأت نہ کرے

کیونکہ اب کی بار تو منکرین کو توبہ کرانے کی ٹھان لی ہے بقول شاعر
لاؤ قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں کس کس کی مہر ہے سر محضرگی ہوئی

آئیے اب ذرا مفتی عبدالرشید صاحب کو ماضی قریب سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کے چند فتاویٰ کی طرف توجہ مبذول کرائیں جو ان علماء کرام نے اُس وقت صادر فرمائے تھے جب وقفا و قنایاں وادی کشمیر میں چند فتنہ پروروں کی طرف سے ایسے ہی مسائل اٹھائے گئے تھے جیسے مفتی رشید صاحب اور مفتی نذیر صاحب جیسے لوگ آج بھی اٹھارے ہیں مثلاً حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کی نفی، حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی وغیرہ جیسے اٹھائے تھے تو ان مندرجہ ذیل فتاویٰ نے مخالفین کے منہ بند کر دیے فتویٰ دینے والوں کا تعلق یا تو اسی مکتب فکر دیوبند سے ہے یا جو دلائل اسے فتویٰ میں لائے ہیں ان میں اکثر علمائے دیوبند ہی کے دلائل ہیں یعنی اب مفتی رشید صاحب کے گھر کی شہادتیں پیش کر رہا ہوں۔

(۱)

حضرت نبی کریم ﷺ اعلم اولین و آخرین ہیں (علامہ انور شاہ کشمیری)
نقل فیصلہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحب
مصدقہ عدالت بارہمولہ کشمیر

در بارہ وظیفہ شریفنا اللہ بحاضری فریقین بمقام بارہمولہ، جسکو فریقین نے تسلیم کر کے عدالت وزیر وزارت صاحب بارہمولہ میں پیش کیا ہے درج ذیل ہے۔

(۲) اولیائے کرام کو ہر وقت حاضر و ناظر سمجھنا درست ہے۔ البتہ استحضار خیالی سے ندا آ سکتی ہے۔
(۵) خداوند کریم کے بغیر کسی کو علم کلی نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ اعلم اولین و آخرین ہیں۔ لیکن علم محیط تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ (دستخط محمد انور)

مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے اس فتویٰ کے بارے میں، حضرت شاہ صاحبؒ تو اولیاء کرام کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہیں اور حضور ﷺ کو اولین و آخرین کا علم جاننے والا مانتے ہیں۔ تو کیا فرماتے ہیں جناب مفتی صاحب آف بلائیہ کیا علامہ شاہ صاحبؒ کشمیری نے وہ کتابیں نہ پڑھی تھیں جو آپ نے پڑھی ہیں، اور جن کے ذریعہ آپ نے یعنی مفتی آف بلائیہ نے حضور ﷺ کو علم غیب نہ جاننے والا اور حاضر و ناظر کی صفت سے عاری جانا ہے؟

(۲)

آئیے اسی سلسلے میں اور ایک تاریخی ثبوت بھی دکھاتے ہیں وہ یہ کہ جب حضرت شاہ صاحبؒ کشمیریؒ کا سایہ سر سے اٹھا تو پھر سے فتنوں نے سر اٹھایا تو عوام اہل سنت نے میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ صاحبؒ تک معاملہ پہنچایا تو حضرت میر واعظ نے مسلمانان بارہمولہ کے درمیان صلح کرانے کیلئے علماء کرام کا وفد بارہمولہ روانہ کیا بارہمولہ میں مسلسل تین دن تک آپس میں مجلسیں اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا حالات معمول پر آنے لگے بالآخر خواجہ محمد مقبول لکڑو صاحب کی طرف سے گیارہ سوالات مولوی شاہ ولی صاحبؒ ناراضی کو پیش کئے گئے کہ وہ جواب دیں اور اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔ سوالات مولوی ولی شاہ صاحبؒ کو پہنچ گئے انہوں نے ان سوالات کو جیسے بارے میں پہلے ہی شاہ صاحبؒ کشمیریؒ اپنے فتاویٰ دے چکے تھے انہی کو اپنا بھی جواب مانا اور جو باقی سوالات تھے انکے جوابات دیدئے۔ قارئین کرام یہاں پہلے سوالات لکھتے ہیں اسکے بعد جوابات۔

نقل مطابق اصل

سوال (۱): کیا علم اولین و آخرین جو حضرت محمد ﷺ کو عطا ہوا تھا واپس لیا گیا، غیب کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کریں؟
جواب (۱): آنحضرت ﷺ اعلم اولین و آخرین ہیں حضور ﷺ سے یہ علم (نعوذ باللہ) واپس نہیں لیا گیا۔ علم غیب کلی خاصہ خدا ہے، اور اطلاعی آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے۔

سوال (۲): ”ایسا کہ نستعین“ کے تحت طلب از انبیاء کرامؑ اور اولیائے عظامؑ جائز ہے یا نہ؟ اور امداد طلب کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

جواب (۲): اولیاء کرامؑ سے ”ایسا کہ نستعین“ کے تحت وسمالت اس طرح جائز ہے کہ ”یا اللہ بحرمت فلاں صاحب میری حاجت برآری کر یہ متفق علیہ صورت ہے اور انہی کو خطاب کرنا مختلف فیہ ہے۔ (شاہ صاحب کا فیصلہ)

سوال (۵): حضرت نبی کریم ﷺ کا حیات کس طریقہ پر ہے کیا وہ دور سے کوئی ندا سن سکتے ہیں؟ اس کا قائل مسلمان ہے یا نہ؟

جواب (۵): ”نہی اللہ حصی یوزق“ (اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں) بر میر اکمال ایمان ہے۔ سوال (۹): التحیات میں السلام علیک ایہا النبیؐ پڑھنے کے وقت اخبار و انشاء دونوں میں سے کون جائز ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر سلام کہنا اُس وقت جائز ہے یا نہ؟ سمجھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب (۹): التحیات میں السلام علیک ایہا النبیؐ میں اخبار و انشاء ہر دو جائز ہیں۔

(سیرت البخاری صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۲)

اب آئیے آپکو مضبوط دلائل پر مبنی مفتی اعظم ریاست جموں و کشمیر کا ایک تاریخی فتویٰ دکھاتا ہوں

استفتاء ملاحظہ فرمائیں:

جناب نبی کریم ﷺ پوری کائنات میں حیات اور حاضر و ناظر ہیں آپ ﷺ کیساتھ یہ عقیدہ رکھنے والا مومن ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم
”یا ایہا النبی انا ارسلک شاهداً ومبشراً ونذیراً“

(ترجمہ) ”اے نبی بیشک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرسانے والا۔“
نص قرآنی سے ثابت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ حاضر و ناظر ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی جتنی بھی صفات بیان فرمائی ہیں ان صفات کے اعتبار سے اور ذات مقدسہ کے اعتبار سے آپ ﷺ کو ابدی حیات عطا کی گئی ہے شاہد اے معنی گواہ کے لئے لیجئے تو گواہ کیلئے بھی موجود ہونا اور دیکھنا لازمی ہے تو اسی موجود ہونے کو حاضر کہتے ہیں اور دیکھنے کو ناظر کہتے ہیں۔ آپ ﷺ مومنوں کے جانوں سے زیادہ نزدیک ہیں جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے ”النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس طرح ترجمہ فرماتے ہیں۔ ”نبی پاک ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔“ (مدارج النبوة) قسط ۲، ۱۳۔

تھذیر الناس میں دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب ۱۶ میں ”اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم“ کے بارے میں لکھتے ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کیساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب (یعنی قریب تر) ہوا۔ یعنی اپنی جانوں سے قریب تر جناب نبی برحق ﷺ ہیں۔
دُر مختار جلد سوم باب المرتد بحث کرامات اولیاء میں ہے۔

”یا حاضر یا ناظر لیس بکفر“

”اے حاضر اے ناظر کہنا کفر نہیں ہے۔“ اور دونوں لفظوں (حاضر و ناظر) کا استعمال اسکے حقیقی معنوں میں حضور اکرم شاہد عالم ﷺ کیلئے نہ صرف جائز بلکہ اسلاف امت کے درمیان

شائع و مقبول ہے کیونکہ ان کی روحانیت مقدسہ اور علم خدا داد ہر گھر میں موجود اور تمام امت کے احوال و اعمال پر مطلع ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے ”فاذا دخلتم بیوتاً فسلموا علی انفسکم“ (النور) کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنوں کی سلامتی کی دعا کرو۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے ”وان لم یکن احد فی البیت فقل السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ و بركاتہ“ کہ جب گھر میں کوئی بھی آدمی موجود نہ ہو تو اپنے نبی ﷺ کو سلام پیش کرو۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں: ”وے علیہ السلام براحوال و اعمال امت مطلع است و برقریان و خاصان درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است۔“

حضور اکرم ﷺ امت کی تمام حالتوں اور عملوں سے باخبر ہیں اور اپنے مقررین خاص پر انوار و فیوض کی بارش برساتے ہیں کہ وہ حاضر و ناظر ہیں۔ اسی طرح ہر نمازی اپنی نماز میں التہنات پڑھتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح سلام عرض کرتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی۔

”سلام ہو تم پر اے نبی ﷺ“

”علیک“ میں جو ضمیر ہے وہ حاضر کیلئے ہے اور ایہا حرف مد نزدیک کیلئے استعمال ہوتا ہے گویا ہر نمازی جناب سرور کائنات ﷺ کو حاضر مانے۔
احیاء العلوم جلد اول باب چہارم فصل سوم میں نماز کی باطنی شرطوں کے بارے میں حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں! اپنے دل میں نبی اکرم ﷺ کی ذات کو حاضر و ناظر جانو اور کہو

”السلام علیک ایہا النبی“

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ پر لکھتے ہیں:
”پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است، پس مصلی را بانکہ

ازیں شہود غافل نہ بود تا انوار قرب و اسرار معرفت مقنن و قانن گردد۔“

”پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس

نمازی اسے باخبر اور آگاہ رہتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے فیضیاب ہو۔“
دُر مختار جلد اول باب کیفیۃ الصلوٰۃ میں ہے: ”ویقصد بالفاظ التشہد الا نشاء کانه یحیی علی اللہ ویسلم علی نبیہ نفسہ۔“

التحیات کے لفظوں میں خود کہنے کی نیت کرے گویا نمازی رب کو توحید اور خود نبی علیہ السلام کو سلام عرض کر رہا ہے۔

حضرت امام نور الدین طبری تعریف اہل اسلام والا ایمان بان محمد ﷺ بحوالہ معادۃ الدردین صفحہ (۲۶۱) پر فرماتے ہیں:

پیشک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں سیر کرتے ہیں اپنی ارواح اشباح کیساتھ حج و عمرے کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ ان کو اذن عطا فرماتا ہے اور وہ اس عمل میں بالکل زندوں کی طرح زندہ ہیں اور پیشک نبی اکرم ﷺ سے تمام جہان علویہ و سفلیہ بھرے پڑے ہیں (یعنی آپ سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں) کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے افضل ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی (الحوالی للفتاویٰ) ۶۲۵۲ پر فرماتے ہیں کہ ان تمام دلائل اور احادیث سے یہ حاصل ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے جسد انور اور روح پاک کیساتھ زندہ ہیں اور زمین کے اقطار اور ملکوت علویہ و سفلیہ میں جہاں چاہیں سیر کرتے اور تصرف فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کی ہیبت مبارکہ ظاہری زندگی جیسی ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور وہ آنکھوں سے اوجھل ہیں جس طرح کہ فرشتے اپنے اجساد کیساتھ زندہ ہونے کے باوجود آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیری نے فیض الباری شرح بخاری ۳۰۴ جلد ۱ میں لکھا ہے۔

اور میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے جسکو اللہ یہ نعمت عطا فرمائے جیسے کہ علامہ جلال الدین سیوطی سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو (۲۲) مرتبہ بیداری میں دیکھا ہے اور آپ ﷺ سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا پھر آپ ﷺ کی تسبیح کے بعد سیوطی نے ان احادیث کو جمع کیا۔

اس عبارت سے دو چیزیں ظاہر ہوئیں ایک تو یہ کہ حضور ﷺ کو دنیا میں کہیں بھی بیداری کی حالت میں دیکھنا حق ہے۔ دوسری یہ کہ آپ ﷺ مدد بھی کرتے ہیں یہ آپ ﷺ کی حیات عالمی اور حاضر و ناظر ہونے پر دلیل ہے۔

غرض مذکورہ بالا نص قرآنی و احادیث و دیگر دلائل ائمہ، محدثین و مجتہدین سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ہر جگہ حیات اور حاضر و ناظر ہیں۔

(مہر و دستخط: مفتی اعظم ریاست جموں و کشمیر)

(۴)

”کپوارہ کلاروس کے ایک جلیل القدر عالم دین کا عظیم الشان فتویٰ“

المستفتا

حضرت مفتی محمد امین صاحب کلاروس کپوارہ کا مسئلہ حاضر و ناظر اور حیات النبی ﷺ پر تاریخ ساز فیصلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی و سلم علی رسولہ محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

(۱) حق تعالیٰ جل شانہ کے حمد و تقدیس اور بے شمار درود اس ذات بابرکات پر ہدیہ پیش کرنے کے بعد جسکی ذات بابرکات کے بدولت یہ کائنات وجود میں آئی ہے اور ”لولاک لما خلقت الافلاک“ اس کا واضح ثبوت ہے کہ ذات بابرکات ہی باعث تکوین عالم ہے۔ پس اولاً یہ بات ذہن نشین ہونی لازمی ہے کہ حضور ﷺ کی حیات دنیاوی اور حیات برزخی میں کچھ فرق نہیں ہے حضور ﷺ کی حیات طیبہ آج بھی ایسی ہی ہے جیسے حیات دنیاوی تھی اُس میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے یہ حیات اکمل و افضل تر ہے اس سلسلے میں آئندہ صفحات میں قدرے بیان ہوگا انشاء اللہ۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور پر نور ﷺ آج بھی اپنے فیوض و برکات سے اپنے عاشقان پاک طینت کے دل و دماغ اور قلوب کو نور نبوت سے فیضیاب فرماتے ہیں اور ظاہر اپنے دیدار سے نوازتے ہیں۔

حیات النبی ﷺ

تمام انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم کی حیات پر تمام علماء ملت متفق ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور انبیاء کرام کی حیات صدیقین، شہداء، صالحین سے کامل تر ہے انبیاء علیہ السلام خاص حضرت نبی مکرم ﷺ کی حیات حسی دنیاوی ہے ”محض بقاء و ارواح کیساتھ نہیں“ اس وجہ سے جو مال حضور ﷺ کی ملکیت میں تھا وہ آج بھی اُنہی کی ملکیت میں ہے تو معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کی حیات، دنیاوی حیات کی طرح ہے اُس میں کوئی ذرہ برابر فرق نہیں آیا ہے۔ چنانچہ شیخ علاؤ الدین قونوی جو کہ شافعی المذہب تھے اور ارباب تصوف میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور ﷺ میں حیات سے اشرف و اکمل ہے (بحوالہ

درج (راج) صوم وصال کے سلسلہ میں حدیث مبارک ”ابیت عند ربی بطعمنی وبسقینی“ میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے حیات النبی ﷺ کیلئے کافی ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو چالیس دن کے بعد قبر انور میں نہیں رکھتے ایک اور حدیث مبارکہ میں اس طرح آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے میں حق تعالیٰ کے نزدیک اس سے بزرگ تر ہوں کہ تین دن کے بعد مجھے قبر انور میں رکھے تو اس سے ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ اپنی قبر انور میں اس حیات کیساتھ مذکورہ مدت کے بعد قطعی طور پر اقامت گزین نہ ہو سکیں گے بلکہ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کے تحقیقات کے مطابق ذات باریکات آسمانوں اور اطراف و اکناف عالم میں گردش فرماتے ہیں اور اپنے صلوٰۃ پڑھنے والوں کے صلوٰۃ و سلام عرض کرنے والوں کو جواب بھی دیتے ہیں۔

حضرت محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اثبات حیات حقیقی و دنیاوی اسکے بعد اگر کوئی کہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے جسد اقدس ایسی حالت اور ایسی قدرت بخشی ہے کہ جس جگہ چاہیں بذات خود تشریف لے جائیں یا مثالی صورت میں آسکتے ہیں خواہ آسمان پر یا زمین پر ایسی بات پر اکتفا نہ کرتے ہوئے صاحب المحسن الحصین کی یہ حدیث پاک حضور ﷺ کے حیات و حاضر پر واضح دلیل ہے جب کوئی مسجد شریف میں داخل ہو تو فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ذات باریکات پر سلام عرض کرے زیادہ واضح ہو گیا ہے کہ حضور ﷺ ہر جگہ مسجد میں حاضر ہیں تب ہی تو صلوٰۃ و سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اب ہم قرآن حکیم کی روشنی میں یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کیا حضور ﷺ کا جسد مبارک ہر جگہ موجود ہے اور پایا جاتا ہے۔

”ویکون الرسول علیکم شہیداً“ (سیقول)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”تمہارا رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ میرے دین میں اسکا کیا درجہ ہے اور اسکے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اسکی ترقی رُک رہی ہوئی ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں

تمہارے ایمان کے درجوں کو تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں اور یہ سب تب ہی ممکن ہے جب ذات باریکات ہر جگہ موجود و حاضر ہے کیونکہ گواہ وہی ہو سکتا ہے جو کسی واقعہ کا چشم دید گواہ ہو۔ بغیر چشم دید گواہ کے کوئی شہادت مقبول نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح

”انا ارسلناک شہداً ومیشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنه و مسراجاً منیراً“

(۱۲: احزاب) اس آیت مبارکہ کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُمت پر شاہد ہونے کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کے سب افراد کے اچھے بُرے اعمال کی شہادت دیں گے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں ”قیامت کے روز آپ اُمت کے ایک ایک فرد کو اسکے اعمال کے ذریعہ پہچانتے ہیں۔ اسلئے آپ اُمت کے شاہد بنائے جائیں گے تو صاف ظاہر ہے اُمت کے ہر فرد کو جاننا تب ہی ممکن ہے جب آپ ﷺ اُمت کو جگہ جگہ دیکھتے ہیں اور یہی دلیل جناب رسالت ﷺ کی ہر جگہ حاضر ہونے کی دلیل ہے۔“

علامہ آلوسی اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضور ﷺ گواہی دیں گے اپنی اُمت پر کیونکہ حضور ﷺ انکے احوال کو دیکھ رہے ہیں اور انکے اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور انکے حق میں یا ان کی خلاف گواہی دیں گے۔ آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بندوں کے اعمال پر آگاہ فرمایا ہے اور حضور ﷺ نے انہیں دیکھا ہے اس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

در نظر بودش مقامات العباد زیں سبب نامش خدا شاہد نہاد

اور حضرت شہیر احمد صاحب عثمانی نے اُس مقام پر جو حاشیہ لکھا ہے اُس سے بھی اُسکی تائید ہوتی ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ باذن اللہ تعالیٰ عزوجل۔

پھر یہ کہنا کہ حضور ﷺ کو حاضر جاننے والا کافر ہے بدترین کلام ہے اور کفر کا حکم کفر دینے والے کی طرف واپس ہوتا ہے اور یہ سراسر حضور ﷺ کے شان میں گستاخی ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے اپنے مشہور ”معارف القرآن“ میں تحریر فرمایا ہے کہ ”یہ کہنا حضور ﷺ غیب نہیں جانتے تھے سوء ادب ہے“ اتنا کہنا جب سوء ادب ہے تو حضور ﷺ کے عشاق کو کافر کہنا

بحث باطن کی دلیل ہے۔ ایسے شخص پر لازم ہے کہ جب تک زندہ رہے حق تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتا رہے ممکن ہے کہ اللہ بخش دے مگر حق تعالیٰ اپنے معشوق کی بے ادبی گوارا نہیں فرماتے ہیں اور واضح طور پر فرمایا ہے ”ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون“ حضور ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کرنے والوں کو حق تعالیٰ تنبیہ فرماتا ہے تمہارے سب اعمال غارت کر دے جائیں گے جب کہ تمہیں اس کا شعور بھی نہیں ہے۔

از خدا خواہیم توفیق و ادب بے ادب ہرگز نہ داشت از فضل رب
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہذا ما عندی

محمد امین عفا اللہ عنہ

کلا روس، لولاب ”مہر“

(۵)

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی اعظم پاکستان اپنی تفسیر قرآن ”معارف القرآن“ میں علم غیب مصطفیٰ ﷺ پر یوں رقم طراز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب: جناب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امور غیب کا بہت بڑا علم دیا تھا۔ جو انبیاء میں سے کسی دوسرے کو نہیں ملا۔ (از تفسیر معارف القرآن جلد: ۷، صفحہ نمبر: ۷۹۶)

جناب مفتی عبدالرشید صاحب یہ ہیں ثبوت علم غیب مصطفیٰ ﷺ حاضر و ناظر مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں جو قرآن و حدیث کی روشنی میں علمائے کرام نے پیش کئے ہیں فرمائیے کیا ہے آپکا ارادہ، کیا یہ سب دلائل جھوٹ کا پلندہ ہیں نعوذ باللہ اور کیا یہ سب حضرات (حضرت علامہ انور شاہ صاحب وغیرہم) سب علم سے کورے ہیں اور علم کل فقط آپ ہی نے حاصل کیا ہے دانائے راز نے کیا خوب فرمایا۔

ہائے کس ڈھنگ سے اچھوں کو برا کہتے ہیں

اب آپ ہی کے کتب فکر کی کتب سے مزید دلائل دیکر آپ کے علم کا پندار ذرا اور توڑتے ہیں ہاں آپ کی اس نری جہالت کو دیکھ کر یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

ان عقل کے اندھوں کو آلتا ہی نظر آتا ہے
مجھوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

سب سے پہلے کتاب ”سیرت النبی بعد از وصال النبی“ جو کہ دیوبند مکتب فکر کے ہی سیرت نگار جناب محمد عبدالجید صدیقی صاحب نے مرتب کی ہے جس پر مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب وغیرہم اور مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب جیسے اکابرین فکر دیوبند نے اپنی آراء لکھیں ہیں یوں تو پوری کتاب ہی قابل مطالعہ ہے طوالت کے خوف سے چند ہی واقعات پر اکتفاء کرتا ہوں۔ ”فا عتبر وایا اولولوا بصار“۔

کتاب سیرت النبی بعد از وصال النبی

کتاب کا پھلا واقعہ

(۱)

نومسلم خالد لطیف گابا کو جیل سے چھڑانے کیلئے حضور ﷺ نے اپنے محبت کو حکم کیا۔ کے۔ ایل۔ گابا نام کے مشہور وکیل جن کا پورا نام کنہیا لال گابا ۱۹۳۲ء میں اسلام قبول کیا اور نام رکھا خالد لطیف گابا یعنی کے۔ ایل۔ گابا آپ کے اسلام قبول کرنے سے ہندو سماج میں زلزلہ آگیا جناب گابا صاحب نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ پر ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جس کا نام (Prophet of the Desert) ”پیغمبر صحرا“ (ﷺ) ہے اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے گابا صاحب نے اپنی خود نوشت سوانح حیات بھی لکھی جس کا نام (foes and friends) ہے اس کتاب میں گابا صاحب اپنا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

”پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر ڈگلس یگ کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو گئے اور ایک جھوٹے مقدمے میں مجھے ملوث کر کے پابند سلاسل کر دیا۔ ضمانت پر رہائی کیلئے انگریز ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ زر ضمانت مقرر کیا۔ روزنامہ ”زمیندار“ اور ”احسان“ نے مسلمانان ہند سے بار بار اپیل کی کہ اس نومسلم کو قید سے رہائی دلائی جائے مگر پورے ہندستان میں ایک مسلمان بھی اتنی رقم بطور ضمانت پیش نہ کر سکا جس کی وجہ سے مجھے چند ہفتے جیل میں گزارنے

پڑے۔ اسی اثناء میں سیالکوٹ کے ایک ٹھیکیدار الحاج ملک سردار علی کو خلاصہ کائنات حضرت نبی آخر الزماں ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا ”سردار علی اٹھو اور صبح لاہور جا کر ایک نو مسلم قیدی خالد لطیف گاہ کی سیشن کورٹ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی ضمانت دے آؤ اور اسے قید سے رہائی دلاؤ۔ اس میں کوتاہی ہرگز نہ کرنا۔ اس نے میرے متعلق ایک کتاب ”پیغمبر صحرا“ لکھی ہے جو مجھے بہت پسند آئی ہے۔

ملک سردار علی اس زیارت بابرکت سے بے حد مسرور ہوئے صبح کا غذات کی تصدیق کیلئے عدالت پہنچے مگر ہندو ڈپٹی کمشنر مسٹر چندرا آئی سی ایس نے آپ کو ڈرایا ودھ کیا اور کہا گاہا ہر بھاگ جائے گا اور تم ضبط ہو جائے گی۔ تم ضمانت نہ دو۔ ملک صاحب نے جواب دیا کہ جس بزرگ و برتر ہستی نے اس کام کیلئے حکم فرمایا ہے اس پر اگر میری جان قربان ہو جائے تو مقام مسرت ہوگا ڈیڑھ لاکھ روپیہ کیا چیز ہے! میں نہیں جانتا خالد لطیف گاہا کون شخص ہے میں نے اسکو کبھی نہیں دیکھا مجھے تو خواب میں اس کا نام بتایا گیا ہے۔ ہندو ڈپٹی کمشنر نے کا غذات کی تصدیق نہ کی۔ مجبوراً ملک صاحب نے دو تین دوستوں سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع کیا اور لاہور آکر اگر بزرگ سیشن جج کی عدالت میں نقد ضمانت پیش کر کے مجھے رہائی دلائی۔

(ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ ۹۴، ۹۳)

مفتی صاحب حضور ﷺ تو اس واقعہ کی رو سے پردہ فرمانے کے بعد بھی جانتے ہیں کہ نو مسلم گاہا کے ساتھ کیا ہو رہا ہے پھر اپنے غلام کے پاس آکر حکم کریں کہ گاہا کی ضمانت کیلئے اتنے پیسے لیکر فلاں عدالت میں جائے اور یہ بھی فرمائیں کہ مجھے گاہا صاحب کی سیرت پر لکھی گئی کتاب ”پیغمبر صحرا“ بہت پسند ہے ایسے پیغمبر عظیم ﷺ کی حیات ظاہری کا عالم کیا ہوگا۔ سبحان اللہ۔

(۲)

حضور اکرم ﷺ نے دارالعلوم دیوبند آکر عشاء مبارکہ سے نشان ڈالا مصنف لکھتا ہے کہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) ایک الہامی مدرسہ ہے۔ ۱۵ ماہ ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء کو اس ادارے کا آغاز کیا گیا۔ زمین مل جانے کے بعد عمارت مدرسہ کیلئے بنیاد رکھ دی گئی جب وقت آیا کہ اسے بھرا جائے اور اس پر عمارت تعمیر کی جائے تو مولانا رفیع الدین مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند نے خواب دیکھا کہ اس زمین پر نبی آخر الزماں ﷺ تشریف

ماہیں ہاتھ میں عصا ہے۔ آپ ﷺ نے مولانا سے فرمایا۔ ”شمالی جانب جو بنیاد کھودی گئی ہے اس سے محسن مدرسہ چھوٹا اور تنگ رہے گا اور آپ ﷺ نے عصائے مبارک سے دس گز شمال کی جانب ہٹ کر نشان لگایا کہ بنیاد یہاں ہونی چاہئے تاکہ مدرسہ کا محسن وسیع رہے (جہاں تک اب محسن کی لمبائی ہے) خواب دیکھنے کے بعد مولانا علی اصح بنیادوں کے معائنہ کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا لگایا ہوا نشان بدستور موجود پایا۔ اسی نشان پر بنیاد کھدوائی اور مدرسہ کی تعمیر شروع ہو گئی (الہامی مدرسہ از مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ یہ مضمون ماہنامہ ”الرشید“ لاہور کے دارالعلوم دیوبند نمبر: فروری مارچ ۱۹۷۶ء جلد نمبر: ۴۰، شمارہ: ۲۰، صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹ پر موجود ہے۔) (ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ ۹۵، ۹۴)۔

اس واقعہ کا تذکرہ تو دارالعلوم کے ترانہ میں کچھ اس طرح سے موجود ہے۔
خود ساقی کوثر ﷺ نے رکھی میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں

ہاں تو مفتی صاحب کیا خیال ہے حضور ﷺ کے بارے میں کہ آپ ﷺ دیوبند آئے بھی، نشان بھی لگائے اور جانتے بھی تھے کہ مدرسہ دیوبند کے ذمہ داران کب بنیاد ڈالیں گے یہ تو بعد انتقال ظاہری کا کمال ہے پھر حیات حقیقی کا عالم کیا ہوگا۔ لیکن پھر بھی آج فارغ دیوبند اپنی کورنگاہی کی وجہ سے یہ خیال یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں۔ افسوس اس کم عقلی پر۔ اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ ہمارا نبی ﷺ زندہ ہے حاضر و ناظر ہے اور تمام حالات سے واقف ہے۔

(۳)

حضور اکرم ﷺ نے بیگم حسرت موہانی کے ہاں تشریف لا کر اسکی دیکھیری کی نشاط النساء بیگم غالباً ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئیں۔ والد وکیل تھے رشتہ میں مولانا حسرت موہانی کی ماموں زاد بہن تھیں۔ مولانا سے ان کی شادی ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ میاں بیوی میں بے حد محبت تھی۔ بیگم کی شدید علالت کی وجہ سے مولانا ۱۹۳۷ء میں حج کو نہ جاسکے۔ آخر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء بیگم حسرت موہانی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مولانا حسرت موہانی ”حیات بیگم حسرت موہانی“ میں تحریر کیا ہے کہ ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسی خرابی پیدا ہوئی تھی جو ڈاکٹر کی رائے میں لا علاج تھی اور جس کی وجہ سے انکے جسم کا نصف حصہ اسٹل کئی ماہ سے بالکل بے حس

ہو گیا تھا۔ پلنگ پر پڑے پڑے کئی زخم نہایت درجہ تکلیف دہ پیدا ہو گئے تھے پسیوں میں شدید درد رہنے لگا تھا مگر ان کی زبان سے اس کے سوا کہ ”جو اللہ کی مرضی“ اور ”اس کی مصلحت کا تقاضا“ کسی نے بھی کوئی حرف شکایت نہ سنا کبھی کبھی اتنا کہہ دیتی تھیں کہ جب بیماری میں تکلیف کی یہ شدت ہے تو افتراق جسم و جاں کے وقت کیا حال ہوگا؟ مگر انتقال سے ایک روز قبل نماز فجر کے اول وقت ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہا کہ ”اب مجھے کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے اسلئے کہ ابھی ابھی حضرت نبی پاک ﷺ تشریف لائے تھے تو میں نے دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ مجھ کو بھی مدینہ لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، ہم تم کو جلد بلا لیں گے اور تکلیف جان کنی کی نسبت بھی فرمایا کہ ہم ذیہ دار ہیں تم کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ چنانچہ اب مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ الحمد للہ کہ نتیجہ بھی واقعی اسی شکل میں ظاہر ہوا۔ (ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ ۱۰۲-۱۰۱)

لیجئے مفتی صاحب اس واقع میں حضور ﷺ تشریف آور بھی ہوئے مریضہ کو انتقال کی خبر بھی دیدی تکلیف نزع سے خلاصی کا وعدہ بھی کیا اس طرح اپنا مختار ہونا بھی ثابت کیا، یوں فرمایا کہ ”ہم ذمہ دار ہیں تم کو ایسی تکلیف نہیں ہوگی“ اور الحمد للہ کوئی تکلیف ہوئی بھی نہیں۔ سبحان اللہ۔

(۴)

امام احمد بن حنبلؒ کو آنے والی آزمائش کے بارے میں حضور ﷺ نے پہلے ہی خبردار کیا حضرت امام شافعیؒ جب مصر تشریف لے گئے تو وہاں آپ سے حضرت صاحب رحمۃ بزدوں ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ احمد بن حنبلؒ کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے بارے میں ان کی آزمائش کرے گا۔ ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ نے ایک خط لکھ کر میرے حوالے کیا کہ میں فوراً اس خط کو حضرت احمد بن حنبلؒ کو دوں مجھے خط پڑھنے کی ممانعت فرمائی میں خط لے کر عراق پہنچا۔ مسجد میں فجر کے وقت امام حنبلؒ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ سلام کرنے کے بعد پیش کیا۔ خط پاتے ہی امام حضرت امام شافعیؒ کے متعلق دریافت کرنے لگے اور پوچھا کہ تم نے خط کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ خط کی مہر توڑی اور پڑھنا شروع کیا اور آبدیدہ ہو کر فرمایا ”میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت امام شافعیؒ کے قول کو سچ کر دکھائے۔“ ربیع نے پوچھا خط میں کیا لکھا ہے تو فرمایا ”حضرت امام شافعیؒ نے حضرت محمد رسول ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے دیکھا کہ اس نو جوان ابو عبد اللہ احمد بن حنبلؒ کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ دین کے بارے میں

اس کو آزمائش میں ڈالے گا اور اس کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ قرآن کو مخلوق تسلیم کرے مگر اس کو چاہیے کہ ایسا نہ کرے جس پر اسکے تازیانے لگائے جائیں گے آخر اللہ تعالیٰ اس کا علم ایسا بلند کرے گا جو قیامت تک نہ پھینکا جائے گا۔“ ربیع نے کہا اس بشارت کی خوشی میں آپ مجھے کیا انعام دیتے ہیں۔ آپ نے جسم کا ایک کپڑا ان کو عنایت کیا اور وہ خط کا جواب لے کر امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا تم اس کپڑے کو ترک کر کے اس کا تبرک پانی مجھے دو۔ میں نے تعمیل حکم کی اور امام شافعیؒ نے اس کو ایک برتن میں رکھ لیا اور روزانہ اس کو اپنے رخسار مبارک پر تبرک کمال لیتے تھے (المقریزی) (سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۵۷۳) (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۳۴۶) (تاریخ الفقہ از مولانا عبد الصمد صارم الازہری صفحہ ۱۲۳۔ ادارہ علمیہ، دہلی رام روٹ لاہور) (کتاب الصلوٰۃ از حضرت امام احمد بن حنبلؒ مترجمہ شیخ علی جواد، ناشر نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، رام باغ کراچی، صفحہ ۲۸ تا ۳۰)۔ (ماخوذ از: سیرت النبی بعد از وصال النبی صفحہ ۱۱۵)

کیا خیال ہے مفتی صاحب حضور ﷺ نے امام حنبلؒ کے بارے میں پہلے ہی اطلاع دی کہ ”خلق قرآن“ کے فتنہ میں حق کا دفاع کرنے والے ہیں ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ کہیں کہ ثابت قدم رہیں کیا یہ علم غیب نہیں ہے؟ ذرا سوچئے۔

اب کچھ اور واقعات اسی ایڈوکیٹ عبد المجید صدیقی کی ایک اور کتاب سے جس کا نام ہے

”زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری“

”۱“

حضور کریم ﷺ نے گستاخ و بد بخت سوامی شردھانند

کے گھر سے ہی ایک بد بخت کو نیک بخت بنایا۔

مئی ۱۹۸۲ء میں (مصنف کتاب عبد المجید صدیقی) رشید بھائی کی علالت کی خبر سن کر آپ سے ملنے سکھر گیا۔ ایک روز فرمانے لگے ”سیرت النبی بعد از وصال النبی“ کے بعد اب کون سی کتاب لکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا ”زیارت نبی بحالت بیداری“ یہ سن کر چونک پڑے اور فرمایا کاش مجھے علم ہوتا تو زیادہ تفصیلات یاد رکھنے کی کوشش کرتا، بہر حال جتنا یاد ہے سنو۔ میں سلسلہ ملازمت اور کی (ضلع جاوہن۔ یو پی، بھارت) میں تھا کہ ۲۸-۱۹۲۷ء میں وہاں علامہ واسد یوسف تشریف لائے۔

عمر ۳۵-۴۰ برس کے قریب ہوگی۔ دراز قد، گورے چٹے، چھریہ بدن، شرم و حیا کے پیکر، لمبی ڈاڑھی، نورانی چہرہ، لمبا کرتا، تہ بند، سر ہر وقت ڈھکا رہتا تھا۔ غرض کوئی دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ نو مسلم ہیں۔ ہمیں ان کا اسلامی نام نہیں معلوم، ہم سب ان کو علامہ واسد یو کہتے تھے۔ کوئی ایک ہفتہ اور کی میں قیام فرمایا۔ ہندوؤں کو بلا کر ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ کیوں بیوقوف بنے ہوئے ہو اور سچائی کیوں اختیار نہیں کرتے؟ دیکھو فلا نے وید میں پانچ ہزار سال قبل واضح الفاظ میں حضرت نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری کی پیش گوئی مع علامات و اوصاف آج بھی موجود ہے۔ مسلمانوں میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ تقسیم کئے اور فرمایا کہ میں سوامی شارو دھانند کا داماد ہوں۔ (مشہور ہندو آریہ سماج لیڈر اور شدھی تحریک کا بانی، جس نے اپنی ایک کتاب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے متعلق توہین آمیز کلمات لکھے تھے، جنہیں پڑھ کر انا وہ (یو پی) کے ایک خوش نویس غازی عبدالرشید جو دہلی میں کتابت کا کام کرتے تھے، نے ۱۹۲۲ء میں اسے واصل جہنم کر دیا تھا اور خود ناموس رسول اللہ ﷺ کے تحفظ کی خاطر تختہ دار پر چڑھ گئے تھے)۔ انگلستان سے جب بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے دہلی آیا تو میرے سر نے میرے سپرد یہ کام کیا کہ میں اسلام کے خلاف کتابیں لکھوں (آپ انگریزی، اردو، فارسی، عربی، ہندی اور سنسکرت پر کامل عبور رکھتے تھے اور ہندو مت اور اسلام کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا)۔

جاڑے کی ایک سردرات تھی۔ رات کے بارہ بجے میں مکان کی تیسری منزل میں بیٹھا اسلام کے خلاف زہر اُگلنے میں مصروف تھا۔ میز کرسی کے اوپر بلب روشن تھا۔ تحریر کے دوران کلمہ طیبہ آیا جس پر میں نے نہایت بیہودہ انداز میں روشنی ڈالنی شروع کی۔ یکدم بلب کی روشنی مدھم بڑگئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میرے روبرو ایک نہایت نورانی بزرگ ایستادہ ہیں۔ میں کانپ گیا اور گہرا کر در یافت کیا کہ آپ کون ہیں، یہاں تک کہسے پہنچے؟ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں وہی ہوں جس کا تم تذکرہ کر رہے ہو، (یعنی حضور اکرم ﷺ) اگر مجھے نہیں مانتے ہو تو برا بھلا بھی مت کہو۔“ اور یہ فرما کر غائب ہو گئے۔ سخت جاڑے کے باوجود میں پسینے میں شرابور ہو گیا اور میرے خیالات میں انقلاب آ گیا۔ صبح کا انتظار کرنے لگا۔ جوں ہی اذان کی آواز سنی، مسجد میں جا کر امام صاحب کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا اور علی الصبح دہلی سے پنجاب کی طرف روانہ ہو گیا، کیونکہ ہندو مسلم فساد کا خطرہ تھا۔ پنجاب آ کر بیوی کو خط لکھا، مگر اس نے مسلمان ہونے سے

صاف انکار کر دی۔ علامہ کے اس زمانے میں دو چھوٹے چھوٹے بیٹے تھے۔ پنجاب میں تبلیغ میں مشغول ہو گئے اور بہت کامیاب ہوئے۔ ایک نو جوان اور ایک عالم ہر وقت ان کے ساتھ رہنے لگے۔ پنجاب کے ایک شہر میں ایک دوپہر یہ تینوں حضرات فٹ ہاتھ پر چلے جا رہے تھے کہ یکا یک وہی رات والے بزرگ (حضور ﷺ) عین اسی حلیہ مبارک میں ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ ”تم لوگ پنجاب میں تبلیغ کر رہے ہو، حالانکہ تمہیں گجرات (کاٹھیاواڑ، بھارت) میں فلاں شہر میں جا کر تبلیغ کرنی چاہئے، جہاں ایک شاہی مسجد ہے جو ویران ہو چکی ہے اور وہاں کے مسلمان مرتد ہو گئے ہیں۔“ (رشید بھائی کو اس شہر کا نام یاد نہیں رہا) یہ تینوں حضرات فوراً اس شہر کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس شہر میں واقعی ایک پرانی شاہی مسجد ویران ہو چکی تھی۔ حالت ناگفتہ بہ تھی۔ قد آدم گھاس اُگھی ہوئی تھی اور دیواروں پر کائی جم رہی تھی۔ انہوں نے اسی وقت اس کی صفائی شروع کر دی۔ عصر کے وقت تک کافی صفائی ہو گئی۔ نماز عصر کے لئے جواؤ ان دی تو قرب جوار سے بہت سے لوگ نماز کیلئے جمع ہو گئے (الی الآخر)۔

(ماخوذ از، زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری، حصہ اول، جغفی نمبر ۱۱۶-۱۱۵-۱۱۴، واقعہ نمبر ۱۱۳) توجناہ مفتی صاحب کیا یہ واقعہ بھی آپ کیلئے چشم کشا نہیں ہے؟ حضور اکرم ﷺ گستاخ کے پاس آئے گستاخی کرنے سے روکا پھر وہ مسلمان بنا تو آپ ﷺ حاضر ہو کر علامہ واسد یو کو اس جگہ روانہ کر رہے ہیں جہاں ضرورت تھی

”د“

حضور اکرم ﷺ اپنی لخت جگر، خاتون جنت، فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا و حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور مٹھائی بھی پیش کی۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی، نے مجھے (مؤلف کتاب ہذا کو) خود یہ واقعہ سنایا جب میں کیمبل پور (پنجاب، پاکستان) کسی کام سے گیا تھا۔ فرمانے لگے ۱۹۶۰ء میں کیمبل پور میں ایک کمپین صاحب تھے۔ ان کی بارہ تیرہ سال کی صاحبزادی کوئی بارہ بجے دن اپنی کونجی کے ایک کمرے میں تنہا بیٹھی تھی کہ یکا یک ایک نہایت حسین و جمیل شخص ظاہر ہوا۔ لڑکی نے گہرا کر بھاگنا چاہا مگر اس نے اس کو پکڑ لیا اور تسلی و تشفی دے کر کہا کہ میں تم کو خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ کل ٹھیک اسی وقت اسی کمرے میں تم سے ملاقات کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ،

حضرت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں گے، تم کل اسی وقت کمرے میں موجود رہنا، کوئی دوسرا تمہارے ساتھ نہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ بچی نے والدین سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ کچھ عرصے تک صاحب ڈاکٹر برق کے پاس آئے اور واقعہ کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسے چاہے، جو چاہے جب چاہے، جتنا چاہے دے۔ میرا مشورہ صرف اتنا ہے کہ بچی کے پاس کسی قسم کی کوئی دنیاوی چیز نہ ہو۔ دوسرے دن والدین نے لڑکی کو نہلا دھلا، صاف کپڑے پہنا، خوشبو لگا کر وقت مقررہ پر کمرے میں داخل کر دیا۔ وقت معینہ پر کمرہ کی چھت ایک جانب سے شق ہوئی اور ایک سیڑھی برآمد ہوئی جس کے ذریعے یہ تینوں بزرگ اتر کر تشریف لائے رخصت ہوتے وقت حضرت رحمۃ اللعلمین علیہ نے لڑکی کو گود میں کچھ مٹھائی ڈال دی پھر یہ تینوں بزرگ اسی راستے سے تشریف لے گئے۔ سیڑھی غائب ہو گئی اور چھت اپنی اصل حالت پر آگئی۔ بچی نے مٹھائی اپنے والد کو دی۔ والد نے مٹھائی ڈاکٹر صاحب کو پیش کی ڈاکٹر صاحب نے اس میں سے کچھ مٹھائی کچھ، بالکل عام مٹھائی جیسی تھی اور فرمایا کہ مجھے یقین تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ضرور کچھ نہ کچھ تنہا اس بچی کو عطا فرمائیں گے۔ اس لئے میں نے کیپٹن صاحب سے کہہ دیا تھا کہ اس بات کی احتیاط کی جائے کہ بچی کے پاس دنیاوی قسم کی کوئی چیز نہ ہو۔ میرے دریافت کرنے پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے مجھے کچھ یاد نہیں کہ بچی اور ان بزرگوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ (الی الآخر) (ماخوذ از زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری، صفحہ نمبر ۱۰۳، ۱۰۴)

جناب مفتی صاحب ان واقعات پر ذرا غور کریں گے تو حقیقت آپ پر آشکارا ہو ہی جائیگی کہ اللہ کے نفع، اللہ کے ولی سب زندہ ہیں یہ مقرران بارگاہ الہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو صفات الہیہ کا وافر حصہ بقدر جسے عطا فرمایا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کیلئے قرآن بار بار "افلا تعقلون" کہہ کر انسانوں کو ہوشیار کر رہا ہے لیکن ہوشیاری بھی جس کے نصیب میں ہوگی اسی کو ملے گی۔ شاعر نے کیا خوب تعریف کی ہے آقاؐ نامدا علیہ السلام کی

مدحت انگی کیوں نہ کریں ہم مدحت کا حقدار ہے وہ

بعد خدا جو اپنی حدوں میں مالک اور مختار ہے وہ

آئیے اب اسی کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے زندہ و جاوید ہونے کے بارے میں دانائے راز کا عقیدہ بھی دیکھئے۔ خان محمد نیاز الدین خان مرحوم کو ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء کو شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال نے جو خط لکھا، اس میں تحریر ہے "حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت مبارک ہو۔ اس زمانہ میں یہ بڑی سعادت ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اور اس زمانہ کے لوگ بھی آپ ﷺ کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرامؓ ہوا کرتے تھے، لیکن اس زمانہ میں اس قسم کے اعتقاد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہوگا، اس لئے خاموش رہنا ہوں (مکاتیب اقبال بنام نیاز الدین خان، خط نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۴۰) "ماخوذ از زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری، صفحہ نمبر ۱۹، ۱۸۔

آئیے علم غیب کے متعلق شاعر اسلام علامہ اقبال کا عقیدہ بھی سنائیں

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکس راوی ہیں کہ جب مسجد وزیر خان لاہور میں علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند کے مابین حضور ﷺ کے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ ہونا طے پایا اور فریقین میں شرائط مناظرہ طے نہ ہونے کی وجہ سے بحث زیادہ طویل ہو گئی تو معززین لاہور کے ایک وفد نے علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ فریقین کے چیدہ چیدہ علماء آپ کی خدمت میں آکر مناظرہ کریں اور آپ جو فیصلہ فرمائیں وہ عوام الناس کو سنا دیا جائے۔ علامہ مرحوم نے جب معززین لاہور سے یہ بات سنی تو بے اختیار ہو کر زار زار رونے لگ گئے۔ جب آپ کی طبیعت بحال ہوئی تو حاضرین نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ مرحوم فرماتے لگے کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج علمائے دیوبند، حضور ﷺ کے علم پاک کو ناقص ثابت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کے ایمان پر تعجب ہے کہ آپ مجھ سے یہ فیصلہ چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا علم ناقص ہے یا کامل۔ میرا تو یہ ایمان ہے۔

چشم او بر زشت و خوب کائنات

در نگاہ او غیوب کائنات

(ماہنامہ شمس المشائخ مدراس ماہ نومبر ۱۹۳۸ء ماخوذ از ماہنامہ کنز الایمان مارچ ۲۰۰۸ء)

جناب مفتی صاحب آف بلا لہ! دیکھئے اوپر کی تصویریں اور پھر اپنا عقیدہ بھی، یہ اکثر واقعات آپ کے گھر کے ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کا عالم غیب ہونا، مختار ہونا اور حاضر و ناظر ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کیا فرماتے ہیں آپ، اب اپنی فکر اور سوچ کے بارے میں، اب بدل دیجئے اپنی سوچ اور حق تسلیم کیجئے اسی میں آخرت کی نجات اور دنیا کی سرخروئی ہے۔ مزید اطمینان کیلئے اب چند واقعات آپ ہی کے مکتب فکر دیوبند کی مشہور تبلیغی جماعت کے تبلیغی نصاب ”فضائل اعمال“ کے باب ”فضائل درود“ سے پیش کر رہا ہوں۔

(۱)

”حضور ﷺ نے ایک مومن مسافر کی راستے میں دستگیری کی“

امام غزالیؒ نے ”احیاء العلوم“ میں عبد الواحد بن زید بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا ایک شخص میرا رفیق سفر ہو گیا وہ ہر وقت چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجا کرتا تھا میں نے اس سے اس کثرت درود کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کیلئے حاضر ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے، جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے، میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اسکا منہ کالا ہو گیا میں گھبرا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اسکا منہ کالا ہو رہا تھا مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جنگلے ہاتھ میں لوہے کے بڑے ڈنڈے تھے تسلط ہیں اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین چہرہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرہ کو سفید کر دیا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرا نام محمد ہے (ﷺ) اسکے بعد سے میں نے حضور اقدس ﷺ پر درود بھی نہیں چھوڑا۔

(ماخوذ از: فضائل اعمال اول، فضائل درود شریف عکسی صفحہ ۱۰۶)

ذرا دیکھیں مفتی صاحب حضور ﷺ تشریف آور ہوئے زندہ بنے کو باپ کے مرنے کی خبر دی پھر جب مرے باپ کا منہ کالا ہوا تو ایک دم کالے چہرے کو اپنے دست مبارک سے اٹھا کر دیا ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اپنے امتوں کے حالات سے باخبر ہیں نیز حضور ﷺ بعد وصال بھی اپنے امتی کی مدد کیلئے پہنچ گئے۔ سبحان اللہ۔

(۲)

حضور اکرم ﷺ حضرت شبلیؒ کے وظائف پڑھنے سے واقف ہیں اور واقف کرتے بھی ہیں علامہ سخاویؒ ابو بکر بن محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر بن مجاہدؒ کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ الشافعیؒ حضرت شبلیؒ آئے انکو دیکھ کر ابو بکر بن مجاہدؒ گھڑے ہو گئے ان سے معانقہ کیا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلیؒ کیساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں شبلیؒ حاضر ہوئے حضور اقدس ﷺ کھڑے ہو گئے اور انکی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد ”لقد جاءکم رسول من انفسکم“ پڑھتا ہے اور اسکے بعد تین مرتبہ ”صلی اللہ علیک یا محمد“ پڑھتا ہے ابو بکر کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب شبلیؒ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا۔

(ماخوذ از: فضائل اعمال اول، فضائل درود شریف عکسی صفحہ ۱۰۵)

حضرت شبلیؒ نماز میں کیا آیت قرآنی پڑھتے ہیں پھر اسکے بعد کیا درود شریف پڑھتے ہیں؟ میرے غیب دان نبی آخر الزماں ﷺ کو یہ بھی پتہ ہے اب آپ ﷺ کا عالم غیب نہیں تو اور کیا ہیں پھر ذرا غور تو کیجئے کہ جو درود شریف (”صلی اللہ علیک یا محمد“) حضرت شبلیؒ کا ہر نماز کے بعد معمول ہے اس میں یا خدا بھی ہے اور ضمیر صغیرہ واحد حاضر ہے یعنی حضرت شبلیؒ کے نزدیک بھی حضور ﷺ حاضر و ناظر اور حیات ہیں پھر یہ بات آپ کے مکتب فکر کی کتاب ”فضائل اعمال“ میں ہی درج ہے تو اب آپ کے انکار کی حیثیت کیا رہی ذرا غور کریں۔

حضور ﷺ درود پڑھنے والوں کو سلام بھیجتے ہیں

ابو الفضل تومانی کہتے ہیں کہ ایک شخص خراسان سے میرے پاس آیا اور اس نے یہ بیان کیا کہ میں مدینہ پاک میں تھا میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو حضور ﷺ نے مجھ سے یہ ارشاد فرمایا جب تو ہمدان جائے تو ابو الفضل بن زریک کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا بات؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ پر روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ یہ درود پڑھا کرتا ہے۔ ”اللهم صلی علی محمد النبی الامی وعلی ال محمد جزی اللہ محمد اعلی اللہ علیہ وسلم عنا ما هو اہلہ۔“

ابو الفضل کہتے ہیں کہ اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ مجھے یا میرے نام کو حضور اقدس ﷺ کے خواب میں بتانے سے پہلے نہیں جانتا تھا۔ ابو الفضل کہتے ہیں میں نے اسکو کچھ غلہ دینا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں حضور اقدس ﷺ کے پیام کو بیچتا نہیں (یعنی اسکا کوئی معاوضہ نہیں لیتا) ابو الفضل کہتے ہیں کہ اسکے بعد پھر میں نے اس شخص کو نہیں دیکھا۔ (ماخوذ از: فضائل اعمال اول: فضائل درود شریف عسکری صفحہ ۳۵)

کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب مندرجہ بالا واقعات کے بارے میں! اللہ مغفرت کرے مدیر ماہنامہ ”تجلی“ عامر عثمانی کو، اُس نے ۱۹۷۳ء میں علامہ ارشد القادریؒ کی کتاب ”زلزلہ“ کو پڑھ کر ماہنامہ تجلی میں لکھا تھا۔ ”ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ اپنے اسلاف کی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگادی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کی خلاف ہیں۔“

جناب مفتی صاحب یہ ہیں ثبوت علم غیب مصطفیٰ ﷺ، حاضر و ناظر اور اختیار مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں جو قرآن و حدیث اور اکابرین دیوبند کے ہیں امید ہے کہ آپ اپنی سوچ اب بدل دیں گے۔ بس شاعر کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
اس سادگی پہ کون نہ مر جائے۔ خدا

اب آئیے پھر سے آپ کی توجہ ایک طرف اور پھیرتا ہوں۔ ”تذکرۃ الرشید“ تو آپ کے پاس ہوگی ہی اور مجھے یقین ہے آپ نے وہ کبھی پڑھی نہیں ہوگی۔ چلئے آج پڑھاتے ہیں۔ اس کتاب کے مؤلف نے ”تذکرۃ الرشید: جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۷۵“ پر یہ شعر فارسی میں مولینا روم کا درج کیا ہے آپ ذرا اسکا ترجمہ کریں۔

بندگان خاص علام الغیوب در جہان جاں جو ایس القلوب
پیش او مشکوف باشند سر حال در درون دل در آید چوں خیال
(تذکرۃ الرشید: جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۷۵)

میرے خیال میں تو مذکورہ بالا اشعار کے معنی یوں ہیں: کہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو غیب کا علم ہوتا ہے وہ خاص بندے انسانوں کی جانوں کے اندر جاسوسی کرتے ہیں ان کے سامنے تمام راز کھلتے ہیں جو دلوں کے اندر بھی خیال آتے ہیں تو وہ بھی معلوم پڑتے ہیں۔ یہ اشعار ہیں آپ کے مکتب فکر کی کتاب کے، اول تو ان اشعار سے براہ راست یہ بات سمجھ میں آگئی کہ ”اللہ کے خاص بندوں کو غیب کا علم ہوتا ہے“ جیسا کہ لکھا ہے۔

”بندگان خاص علام الغیوب“

اگر اللہ کے خاص بندوں کو علم غیب ہو سکتا ہے تو کیا اُس پیغمبر خاص ﷺ کو علم غیب نہیں ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین پیدا فرمائے اور جس کی آمد سے ہی ہر خاص و عام نے وجود کی نعمت پائی۔

آئیے اب اسی شعر کے ذیل میں ”تذکرۃ الرشید“ میں لکھے اپنے اکابر خصوصاً جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کے علم غیب، اختیار اور حاضر و ناظر کے کچھ واقعات سن لیجئے! پھر بتائیے کہ کیا حضور پاک ﷺ کو علم غیب نہیں ہے، کیا حضور ﷺ کو اختیار نہیں ہے؟ انکو ذبالہ من ذالک۔

(۱)

مولوی رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا (تذکرۃ الرشید: جلد اول، صفحہ نمبر ۱۲۸/۱۲۷) مولوی ولایت حسین صاحب کی روایت ہے کہ حکیم صاحب جو اعلیٰ حضرت کے مرید انبالہ کے رہنے والے بندہ کیساتھ سفر حج میں شریک تھے فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں مولانا گنگوہی جیل خانہ میں تھے اعلیٰ حضرت حاجی صاحب ایک دن فرمانے لگے کہ ”میاں کچھ سنا کیا مولوی رشید

حمد کی بھانسی کا حکم ہو گیا؟ خدام نے عرض کیا کہ حضرت کچھ پتہ نہیں ابھی تک تو کوئی خبر آئی نہیں فرمایا ”ہاں حکم ہو گیا چلو“ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے حکیم صاحب کا بیان تھا کہ برسات کا زمانہ تھا مغرب کے بعد اعلیٰ حضرت اور میں غالباً مولوی مظفر حسین صاحب کا ندھلوی، غرض تین آدمی چلے، شہر سے نکل کر تھوڑی دور جا کر اعلیٰ حضرت زمین کی گھاس کے قدرتی سبز مٹی پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرما کر گردن اوپر اٹھائی اور فرمایا ”پھر چلو مولوی رشید احمد کو کوئی بھانسی نہیں دے سکتا خدا تعالیٰ کو ان سے ابھی بہت کچھ کام لینا ہے“ چنانچہ چند روز بعد اس کا ظہور ہو گیا والحمد للہ علیٰ ذلک۔

(تذکرۃ الرشید: جلد: اول، صفحہ نمبر ۱۲۸/۱۲۷)

جناب مفتی صاحب! کیا یہ خبر مستقبل کے بارے میں نہیں ہے؟ مفتی صاحب غور کیجئے ذرا، اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی مستقبل کی خبر دے رہے ہیں لیکن یہ کون سا انصاف ہے کہ کائنات کے سردار، حبیب پروردگار ﷺ کے علم غیب کو آپ نہ مانیں اور یہ بھی دیکھئے کہ آپ کی کتب میں آپ نے اپنے پیرو اعلیٰ حضرت کا لقب بھی دیا ہے اگر یہ لقب کسی اور کے ساتھ ہوتا تو آپ کی ذکشری میں یہ شرک تعبیر کیا جائے گا چلے آگے بڑھئے مدید شواہد پڑھئے۔

(۲)

حضرت رشید احمد گنگوہی کو اپنے مرید کی موت کے بارے میں بھی پتہ ہے اسی لیے کہہ دیا کہ ”میاں وہ ابھی نہیں مرے گئے“ (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۲۶۸)

”حضرت مولانا صادق البقین“ ایک بار سخت علیل ہوئے واقفین احباب بھی یہ خبر سن کر پریشان ہو گئے اور حضرت سے عرض کیا کہ دعا فرمادیں حضرت خاموش ہو رہے اور بات کو نال دیا جب دوبار عرض کیا گیا تو آپ نے تسلی دی اور یوں فرمایا ”میاں وہ ابھی نہیں مرے گئے اور اگر مرے گئے تو میرے بعد“ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس مرض سے صحت حاصل ہو گئی۔“ (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۲۶۸)

آپ کے جناب گنگوہی صاحب کو یہ پتہ ہے کہ مرید ابھی نہیں مرے گا اور یہ بھی پتہ ہے کہ پہلے گنگوہی صاحب کا انتقال ہوگا اسکے بعد مرید انتقال کرے گا۔ واہ رے مفتی صاحب آپ کے علم کی شاباش گنگوہی صاحب مرید کے مرنے کا زمانہ بھی بتائیں لیکن آقائے دو جہاں کو کچھ پتہ نہیں نعوذ باللہ۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نگہ کار و تھا دل پر پھڑکنے جان لگی چلی تھی برجھی کسی پر کسی کے آن لگی

(۳)

شیعہ مذہب رکھنے والے شخص کو قبر میں رشید احمد گنگوہی نے آکر ہاتھ پھیرا جس سے وہ عذاب سے آزاد ہو گیا۔ (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۴۰۵/۴۰۴)

”حافظ امیر حسن صاحب کے والد مفتی امیر احمد صاحب گنگوہی جس زمانہ میں آگرہ کے مجسٹریٹ نہر تھے ایک روز حافظ عبدالحی صاحب دیوبندی سرشت دار چھاوئی مجسٹریٹ آگرہ سے فرمانے لگے کہ ”بزرگوں سے ملنے کا بہت شوق رہا ہے اتفاق سے ایک بزرگ نے مجھے عمل بتایا کہ اگر خواب میں کسی مردہ کو دیکھو تو اسی حالت میں اسکے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے پکڑ لو اسکے بعد جو کچھ اس سے دریافت کرو گے وہ عالم برزخ کی دیکھی بھالی ساری باتیں سچ سچ بتا دیگا اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہا مگر اکثر خواب میں یاد نہیں آتا کہ یہ شخص جسکو دیکھ رہے ہیں مر چکا ہے اور انکی روح عالم برزخ میں ہے، اگر کسی کو یاد آجائے تو وہ اس عمل سے فائدہ اٹھا سکتا ہے“ ڈپٹی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے یہ عمل بہت پسند آیا اور میں نے اسکو دل میں بٹھالیا اول اول تو حقیقت میں کسی مردہ کو خواب میں دیکھا تو یاد ہی نہ آیا یہ شخص مردہ ہے اور اسکے انگوٹھے پکڑ کر کچھ پوچھنا چاہئے مگر چونکہ عمل دل میں بیٹھا ہوا تھا اور ہر وقت اسکا خیال رہتا تھا اسلئے کچھ دنوں بعد حافظ اور ذہن سوئے کی حالت میں کام دینے لگا اب میری یہ حالت ہے کہ جب کسی مردہ کو خواب میں دیکھتا ہوں معاذ اللہ مجھ جاتا ہوں کہ یہ مردہ ہے اور پھر انگوٹھے پکڑ کر جو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں پوچھ لیتا ہوں اتفاق سے گنگوہی کا ایک شخص شیعہ مذہب مر گیا اور میں نے اُسے خواب میں دیکھا فوراً اس کے ہاتھ کے دونوں انگوٹھے میں نے پکڑ لئے وہ گھبرا گیا اور پریشان ہو کر بولا ”جلدی پوچھو جو پوچھنا چاہو مجھے تکلیف ہے“ میں نے کہا اچھا بتاؤ کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گذر اور اب کس حال میں؟ اس نے جواب دیا کہ عذاب الیم میں گرفتار حالت بیماری میں مولانا رشید احمد صاحب دیکھئے تشریف لائے تھے جسم کے جتنے حصہ پر مولوی صاحب کا ہاتھ لگا بس اتنا جسم تو عذاب سے بچا ہے باقی جسم پر بڑا عذاب ہے اسکے بعد آکھ کھل گئی۔“ (تذکرۃ الرشید: جلد: دوم، صفحہ نمبر ۴۰۵/۴۰۴)

جناب مفتی صاحب! آپ کے گنگوہی صاحب تو مردے کے پاس قبر میں بھی حاضر ہو جائیں پھر اپنے اختیار کا استعمال بھی کریں جہاں سے اپنا ہاتھ پھیریں وہاں سے عذاب دور ہووے بھی شیعہ مذہب رکھنے والے ایک شخص کو، یہ باتیں آپ کے اکابر کی کتب میں لکھی ہیں آپ خود مشاہدہ فرمائیے ان تحریروں کو، پھر اپنی پریشان فکر کی سیر بھی کریں بس یہی بات اپنے بارے میں زبان پر آجائے گی کہ۔ یہ کس ظالم ادا کا غمزہ خوں ریز ہے ساقی

”میاں گھبراتے کیوں ہو جہاز چوتھے روز روانہ ہوگا، اور مرے گا بھی کوئی نہیں“

”حضرت امام ربانی قدس سرہ (یعنی مولانا رشید احمد گنگوہی) کو یہ معیت رامپوری جماعت کثیرہ کے اس پہلے سفر حج کا اتفاق ہوا جسکو حج فرض کہا جاتا ہے۔ جہاز آیا اور کرایہ ملے ہو گیا سب نے ٹکٹ لے لئے اور جہاز پر سوار ہو گئے سوار یاں سوار ہو کر منتظر تھے کہ جہاز لنگر اٹھائے آفتاب غروب ہو گیا مگر جہاز نے لنگر اٹھایا۔ انتظار کی تکلیف برداشت ہوئی آسان نہیں ہے رواگلی میں اتنی تاخیر کا ہونا تھا کہ چاروں طرف پریشانی چھا گئی کہ دیکھئے جہاز کب لنگر اٹھائیگا اور کب روانہ ہوگا اسی حالت پر کئی دن گزر گئے اور لوگوں کا انتشار پر انتشار بڑھتا رہا کئی دن تک کنارے پر بندھے ہوئے جہاز میں بیٹھے بیٹھے سب آگے گئے حضرت امام ربانی کے سوائے جہاز کا کوئی مسافر ایسا نہ تھا جو کم و بیش پریشان خاطر نہ ہوا ہو۔ حضرت امام ربانی نے جب رفتا کی یہ حالت دیکھتی تو فرمایا ”میاں گھبراتے کیوں ہو جہاز چوتھے روز روانہ ہوگا“ خدا خدا کر کے چوتھا دن آیا تو اسکے پل پل اور لحظہ لحظہ پر مسافروں کی نگاہ تھی کہ دیکھئے آج بھی رواگلی ہوتی ہے یا نہیں آخر آدھا دن گزرنے پر بھی جب رواگلی کا کوئی اثر و نشان نہ پایا لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ آج تو چوتھا دن تھا لیجئے آج بھی رہے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کپتان نے لنگر کھلوا کر جہاز چھوڑ دیا اور ”بسم اللہ بحر بھیا و مرسھا“ کی آواز میں جہاز میں گونج اٹھیں۔۔۔۔۔ چھوٹا سا جہاز یعنی بغلہ جس وقت کراچی سے روانہ ہو کر بسوئے بمبئی جا رہا تھا کنارہ چھوڑے ہوئے عرصہ گزر گیا تھا کہ دفعتاً غلیظ آبر آسمان پر نظر آیا جو آگے بڑھتا اور اوپر چڑھتا بغلہ کے سر پر آنکھیں اور برسن شروع ہوا سندھو کے تیزیزوں نے بغلہ کو بلایا اور ٹھنڈے پڑے ہوئے پانی میں جوش پیدا کر دیا سندھ میں تلاطم پیدا ہو گیا اور اطمینان سے بیٹھی ہوئی سوار یوں کو ایک سخت طوفان نے آدھایا۔ جہاز کے ناخانے اول تو بادبانوں کے ذریعہ سے ہوا کی روک تھام کی مگر جب جہاز کی حفاظت قابو اور اختیار سے باہر ہو گئی تو مایوس ہو گیا تھک گیا اور یہ الفاظ کہے کہ ”حاجیو دعا مانگو طوفان آگیا“ کراچی بمبئی کے مابین طوفان کا آنا تھا کہ جہاز والوں کے جھکے چھوٹ گئے اور ناخدا تک کے ہاتھ پاؤں پھول گئے سوار یوں میں پھل پڑ گئی کسی طرف آدھکا اور گریہ وزاری اور کہیں وحشت و سراسیمگی اور سکوت و تجر جسکو دیکھئے پریشان حال اور جسے خیال کیجئے مضطرب و خائف اُسوقت حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ”بھئی کوئی سریگا تو نہیں ہم تو کسی کے بلائے ہوئے جا رہے ہیں خود نہیں جا رہے ہیں“ یہ اطمینان کے کلمات حضرت نے غایت طمانیت کیساتھ رفقاء سفر کو سنائے مگر وہ تسکین و تسلی جو خدا داد آپ کو حاصل تھی دوسروں کو حاصل ہوتی

دشوار تھی اسلئے اضطراب رفع نہ ہوا یہاں تک کہ تیسرے دن بادل پھٹ گیا ہوا تھم گئی تلاطم کمزور پڑ گیا اور جہاز اپنی اصلی رفتار پر چلنے لگا سنا ہے کہ طوفان کی سخت شدت کے وقت جسکی تھوڑی دیر سکون کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاء الدین صاحب ماکسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا کہ تلاطم سندھ میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب اور دوسری جانب حضرت حافظ ضامن صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کو دھکلتے اور موجوں کے تھیزوں سے اسکی حفاظت فرماتے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں ”گھبراؤ نہیں“ الغرض حق تعالیٰ نے اس مصیبت کو دنیاوی رحمت بھی بنایا اور طوفان آب کو بحری سفر کے جلد قطع ہونے کا ذریعہ گردانا چنانچہ تجر و عافیت سارا قافلہ کئی بندرگاہوں پر ٹھہر کر چندہ پونچا اور وہاں سے حضرت امام ربانی قدس سرہ تمام ہمار ایہوں سمیت اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔“

(تذکرۃ الرشید: جلد اول، صفحہ نمبر ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳)

گنگوہی صاحب کو غیب کا اتنا علم ہے کہ جہاز کے جانے کے بارے میں پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ کب چلے گا نیز اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی حفاظت ضامن شہید کو ساتھ لکیر طوفان میں پھنسے ہوئے جہاز کو کندھا دیکر نکال لیں یوں مسافروں کی دنگیری کریں لیکن جب اس طرح کی بات سید الانبیاء، آقائے دو جہاں علیہ السلام کے ساتھ بھی ثابت ہو تو دیوبندی نہ جانے کیوں بھول جاتے ہیں ”ز میں جب نہ جب گل محمد“ کے مصداق انکار پراڑھے رہتے ہیں اور اپنے انکار کو علمی دلائل کا جامہ بھی پہناتے ہیں، جناب مفتی صاحب! آپ کی فکر پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ آئیے ملاحظہ کیجئے اپنے گنگوہی صاحب کے مزید واقعات علم غیب۔

جناب رشید احمد گنگوہی صاحب بن دیکھے اپنے رشتہ داروں کے دشمنوں کے حالات کے بارے میں پہلے سے باخبر ہیں اور دشمن کی آنکھ نکالنے پر مختار بھی ہیں۔

ایک دن حضرت امام ربانی دولت کدہ میں تشریف فرما تھے صاحبزادی صاحبہ پاس کھڑی تھیں کہ آپکی اہلیہ مرحومہ نے نہایت افسوس ناک لہجہ سے کہا کہ ”دیکھئے میرے بھائی (مولوی ابو النصر) کی جان بھی رہے گی یا نہیں ان کو تو دشمنوں نے سحر کر دیا“ اس کلمہ کے سننے سے یکا یک حضرت نے اوپر گردن اٹھائی اور خلاف عادت ایک تیز نظر سے دیکھ کر یوں ارشاد فرمایا کہ ”پھر کیا؟

گر کروایا ہے تو وہ خود ہی نہیں رہے گا اور دوسرا اندھا ہو گیا۔“

”اندھا ہو گیا“ ماضی کا صیغہ تھا جو گزشتہ زمانہ میں وقوع کی اطلاع دے رہا تھا حالانکہ صادق علی بالکل تندرست اور سالم الاعضاء تھا البتہ بھولو کی ایک آنکھ تھی تاہم کانے کو بھی اندھا نہیں کہا جاتا اسلئے صاحبزادی صاحبہ نے تعجب کے لہجہ میں عرض کیا کہ ”اندھا؟ ایسا اسکے ایک آنکھ یوں ہے“ حضرت قدس سرہ نے جواب دیا ”اجی وہ بھی گئی سمجھو اور دوسرا ابھی گیا۔“

حضرت کے یہ جو شیلے الفاظ جو پیارے جان نثار اور سفر کے مخلص خدمت گزار بھائی پر دشمن کی ایذا رسانی کے صدمہ سے نکلے تھے خدائی تیر تھے جو نشانہ سے چوکنہ جانتے ہی نہ تھے چنانچہ جس روز کا یہ واقعہ ہے اس سے اگلے دن صادق علی کو دفعتاً ہیضہ ہوا جس سے جانبیری نہ ہو سکی اس دن زندہ مگر مرض میں مبتلا رہا اسہال و استفراغ نے چین نہ لینے دیا آنکھیں گڑ گئیں، چہرہ اور تمام بدن پر سمیت پھیل گئی اور اگلے دن منوں منی کے نیچے پہنچ گیا۔ صادق علی کا ہیضہ میں دفعۃً انتقال کہ چند گھنٹوں میں زمین زیر و زبر ہو گئی کہ آج بالائے زمین تھا اور کل زیر زمین ایسے موسم میں واقع ہوا کہ بستی بھر میں اس وبا کی مرض کا کہیں نام نشان بھی نہ تھا۔ ایک ماہ گزرنے نہ پایا تھا کہ صادق علی کا رفیق بھولو جو ایک آنکھ سے معذور تھا دوسری بھی کھو بیٹھا اور پٹ اندھا ہو گیا۔“

(تذکرۃ الرشید: جلد اول، صفحہ نمبر ۳۱۳/۳۱۲)

مفتی عبدالرشید صاحب اوپر کا واقعہ بار بار پڑھئے کیا گنگوہی صاحب کو دشمن کے ہلاک کرنے کی طاقت ہے اور بھولو کی آنکھ نکالنے پر بھی قادر ہیں مگر انبیاء کے سردار فخر کائنات ﷺ کو یہ صفات نہیں کیا یہ ممکن ہے؟

(۶)

”جناب گنگوہی صاحب نے طوفان سے جہاز نکالا“

مولانا محمود حسین صاحب بریلوی جب سفر حج سے وطن واپس ہوئے سمندر میں طوفان عظیم آیا پانی کا تھوج و تلاطم الامان الحفیظ اب بھی خیال و تصور سے روٹکا کھڑا ہوتا ہے، تمام جہاز میں ایک کبرا ام بپا تھا بجز چیخنے دہانے اور رونے چلانے کے دوسری آواز نہ آتی تھی، جس وقت یہ طوفان آیا ہے دو پہر کا وقت تھا نا خدا نے مایوس ہو کر اطلاع دیدی کہ حاجیو دعا کرو نجات ہو ورنہ جہاز کی تباہی میں شبہ نہیں، مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ اس وحشت ناک حالت میں جس کے سننے سے

بدن کا نپ اٹھتا ہے الحمد للہ اپنے حضرات کی اقدام بوسی کے طفیل حق تعالیٰ نے میرے قلب کو ایک خاص اطمینان عطا فرمایا کہ نہ ہول تھی نہ ہراس البتہ اسی جہاز میں ایک حاجی جاوا کے رہنے والے سوار تھے ان کا میں چند دام کا مقروض تھا سوا کا فکر مجھے ضرور تھا کہ کاش اس حق العبد سے سبکدوشی نصیب ہو جائے کہیں سے کچھ مل جائے کہ ان کو ادا کر دوں یا معاف کرالوں اس سوچ کے علاوہ جزع فزع مطلق نہ تھا ہاں بہ تو تسل بزرگان دعا ضرور تھا کہ یا اللہ ہمارے حال پر رحم فرما اور بلائے بے درماں سے نجات دے اسی حالت میں شام ہو گئی طوفان کی تیزی بدستور اور تلاطم کا زور شور اسی حال پر قائم تھا کہ کبھی یہ کنارہ اوپر جائے اور وہ کنارہ پانی میں ڈوبے اور کبھی اس کا برعکس، آخر رات ہوئی تو کس کا سونا اور کیسا آرام جہاز کے تمام مسافر دن سے ہراساں اور گریاں جیسے بیٹھے تھے اسی طرح تمام رات گذاردی آخر شب میں مجھ پر کچھ غنودگی کی ایسی حالت طاری ہوئی جس کو خواب و بیداری کے بین بین کہنا چاہئے کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ (گنگوہی) دریا میں کھڑے ہیں اور ایک کشتی کو جو گہری دلدل میں پھنسی ہوئی ہے نکالنے کیلئے سہارا دے رہے ہیں اور زور لگا رہے ہیں فوراً ہی مجھے ہوش آگیا ایک ڈھارس بند گئی کہ اب انشاء اللہ نجات ملی۔ خدا کی شان کہ چند لمحوں کے بعد ہی طوفان رفع ہو گیا اور جہاز اپنی اصلی حرکت پر آگیا اس وقت کپتان نے کہا کہ جہاز میرے اختیار سے باہر ہو کر راستے سے ڈھائی میل علیحدہ ہو گیا ہے تم لوگوں کی خوش نصیبی ہے کہ سمندر میں کسی پہاڑ سے ٹکرایا نہیں ورنہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا۔

(صفحہ نمبر ۲۷-۲۸ تذکرۃ الرشید حصہ دوم)

مفتی جی! یہ آپ کے گھر کے واقعات ہیں یعنی علماء دیوبند کے واقعات، لایئے اپنی تحریر اور دیکھ لیجئے اپنے ”ہفتوات رشیدیہ“ کو غور سے اور بتائیے اب یہ کون سا قلم، کون سا منہ اور کون سی زبان ہے جو سرد کائنات، فخر موجودات ﷺ کے علم غیب و حاضر و ناظر اور اختیار کی نفی کرتا ہے۔ یوں سمجھ آتی ہے کہ اس دیدہ دلیری کے پیچھے کوئی سخت اسلام دشمن ہاتھ ہے جو چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کو غیر محسوس انداز سے نکالا جائے یہ کوششیں تو فرنگی زمانہ قدیم سے کرتے آرہے ہیں بقول دانائے راز علامہ اقبالؒ

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد اسکے بدن سے نکال دو

فکر عرب کو دیکے فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اب یہ کارفرگ علماء دیوبند ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں ورنہ اتنی بھی کیا لاعلمی اور جہالت ہے۔ ہاں آپ یہ بھی جان لیجئے کہ اگر اب گستاخان رسول اعلیٰ گستاخیاں کر رہے ہیں لیکن غازی عظیم الدین شہید جیسے شیخ رسالت ﷺ کے پروانے آخری سانس تک ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کیلئے اپنی زور آزمائی بھی کرتے رہیں گے اور اپنے محاذ پر ڈٹ کر بقول شاعر اعلان کرتے ہیں۔

سنجھل کر پاؤں رکھنا میکدے میں شیخ جی صاحب یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں مندرجہ بالا تمام دلائل و براہین از قرآن و حدیث، مفتیان کرام کے فتویٰ جات، واقعات از کتب اسلاف کرام و کتب اکابر دیوبند سے یہ بات صاف اور عیاں ہوئی ہے کہ حضور پر نور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کا علم عطا کیا ہے آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں، حیات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مالک و مختار بنایا ہے یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے جس کو زمانہ نبوی ﷺ سے امت میں مسلمانوں کے سوا عظیم نے تسلیم کیا ہے چونکہ طوالت کے خوف سے ابھی محتاط مفتی عبدالرشید آف مدرسہ بلالیہ وابستہ مکتب فکر دیوبند کو مختصر آچند نمونے پیش کیے ہیں جن میں سے اکثر انہی کے مکتب فکر (دیوبند) کے نمونے ہیں ان سب نمونوں کو اپنی تحریر سے ملا لیں تو مفتی صاحب کو اپنی تحریر میں آوارہ پن، بغاوت اور جہالت کے سوا کچھ بھی دکھائی نہ دینگے ہاں اگر ضرورت پڑی تو آگے اکابر دیوبند کے اس سلسلے میں اور بھی دلائل پیش کئے جائینگے اسکے علاوہ معتدین و متاخرین، جمیع علماء دین مفسرین و محدثین کے تفصیلی دلائل پیش کئے جاسکتے یہ سب فقط اس لئے کر رہا ہوں کہ حضور پر نور، شافع یوم شہور ﷺ کا دامن رحمت الزامات، اتہامات و ابہامات سے پاک رہے ساتھ ہی مسلمانان سواد اعظم کے اس مسلک حق کا دفاع ہو جسکو حضور اکرم ﷺ، حضرات صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اولیاء عظام اور علماء ذوی الاحترام نے عظیم جانی، مالی قربانیاں دیکر حفاظت کر کے ہم تک پہنچایا اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم دین حق کے تحفظ کی علم کو اپنی اگلی نسلوں تک پہنچانے کا سامان کریں تاکہ اس مقدس کاروان کا آخری سر احضرت سیدنا امام محمد مہدی علیہ السلام کے پاک باز کاروان عشاقان مصطفیٰ ﷺ سے بغایت مل سکے اپنے اپنی اس عظیم آرزو کی تکمیل کیلئے شیخ سعدی شیرازی کی اس الہامی نعتیہ رباعی

بلغ العلیٰ بکماله کشف الذجی بجماله حسن جمع خصاله صلوا علیہ والہ سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرتے ہوئے غیر کعبۃ اللہ کے وقت ظلیل اللہ ابراہیمؑ کے لہجائے مبارکہ سے نکلنے والے ان دعائیہ الفاظ ”ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم“ کی نبوی التجا کو اپنی التجا بنا لیں تاکہ خداوند قدوس ہمیں ذبح اللہ اسماعیل کے آمین میں شریک فرما کر اپنے حبیب ﷺ کا دامن عافیت عطا کرے (آمین بجاہ شفیع المذنبین و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین)



باب پنجم

اربعین فی شان شفیع المذنبین

عزیز القدر انجمن طفیل احمد گدھا صاحب کے ذریعے مفتی عبدالرشید صاحب سے حاصل کی گئی بخاری شریف (جس کا شان حصول قارئین ابتدا میں پڑھ چکے ہیں) جلد اول سے جو کتاب بدء الخلق سے کتاب الصلوٰۃ تک ہے میں سے عظمت مصطفیٰ ﷺ، علم غیب مصطفیٰ ﷺ و حاضر و ناظر اور اختیار مصطفیٰ ﷺ کے ثبوت میں یہاں چالیس (۴۰) احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ یوں تو ان مندرجہ بالا عنوانات پر اور بھی بہت سارے احادیث مبارکہ اسی بخاری شریف حصہ اول سے جمع کئے ہیں مگر یہاں پر مفتی جی کو فقط ۴۰ چالیس ہی احادیث مبارکہ اسلئے پیش کر رہا ہوں کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارکہ کے مطابق جو صاحب ایمان ۴۰ چالیس احادیث مبارکہ یاد کرے گا وہ قیامت کے دن فقہاء کرام کے ساتھ اٹھایا جائے گا

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں حدیث شریف اس طرح ہے۔

و عن ابی الدرداء قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کما فقیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا و کنت لہ یوم القیمۃ شافعاً و شہیداً۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ علم کی وہ حد کیا ہے جس کو حاصل کر کے انسان فقیہ (دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والا) بن سکے سرکار ﷺ نے فرمایا جس نے میری امت کو اس کے دین کے معاملہ میں چالیس حدیثیں یاد کر لیں اللہ تعالیٰ اسکو ایک فقیہ بنا کر اٹھائیگا اور میں اس کیلئے قیامت کے روز شفاعت کریں والا اور گواہ ہوں گا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حبیب ﷺ کی عظمت کے یہ ۴۰ احادیث مبارکہ پڑھنے

پڑھانے والوں کو اور ان کی اشاعت کرنے والوں کو اس بشارت نبویہ سے نوازے گا۔ (آمین) نوٹ: ان احادیث مبارکہ کے صفحہ نمبر، حدیث نمبر وغیرہ مفتی جی کی ہی بخاری شریف جو بدء الخلق کے شروع سے کتاب الصلوٰۃ تک ہے کے ہی مطابق اس کتاب کے آخر میں درج کئے گئے ہیں۔

حدیث ۱:

اے حبیبِ مکرم! کلام اللہ کو یاد کرنے کی اپنی زبان مبارکہ نہ بلائیں رب تعالیٰ آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں خود جمع فرمائیگا (سورۃ القیامت گواہ ہے)۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَخْبَرََنَا أَبُو عَوَّانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تَحْرُكَ بِهِ لِسَا نَكَ لَتُعَجِّلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَإِنَّا أَخَّرْنَا كُفَّهَ لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُ كُفَّهَ وَأَنَا أَخَّرْتُ كُفَّهَ كَمَا وَابَّ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَرِّكُ كُفَّهَ فَخَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تَحْرُكَ بِهِ لِسَانَكَ لَتُعَجِّلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمْعُهُ لَكَ صَلَاحٌ وَتَقْرَأُ هَذَا قَرَأَ نَدَا فَا تَبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيِّنَاتِهِ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَ هَذَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا آتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأَهُ.

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس ؓ "لا تَحْرُكَ بِهِ لِسَانَكَ لَتُعَجِّلَ بِهِ" (وہی کو یاد کرنے کے سلسلے میں زبان کو جلد نہ بلائے) کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن کے وقت سخت مشقت اٹھاتے تھے ازاں جملہ یہ بھی تھا کہ آپ کے ہونٹ مسلسل ہلنے رہتے تھے، سعد کہتے ہیں کہ اے ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں، جسطرح عبد اللہ بن عباس اپنے ہونٹوں کو ہلایا کرتے تھے چنانچہ اپنے دونوں ہونٹ ہلا کر دکھائے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اے حبیب!) وہی کے یاد کرنے میں اپنے ہونٹوں کو زیادہ جنبش مت دیا کرو، بیشک اسکا (آپ کے سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اسے (آپ کی زبان سے) پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں قرآن کو آپ کے سینہ مبارک میں محفوظ کر دیا اور اسکو تمہارا پڑھنا پھر جب ہم پڑھ لیں تو اسکو پیروی کرو، ابن عباس مزید فرماتے ہیں یعنی اسکو سنو اور خاموش رہو، پھر اسکا مفہوم سمجھنا یقیناً ہمارے ذمہ ہے پھر بلاشبہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ تم اسے پڑھو، چنانچہ بعد میں جب کبھی جبریل آپ کے پاس آئے تو آپ نہایت توجہ سے سنتے جبریل علیہ السلام جب چلے جاتے تو اسے نبی ﷺ پڑھتے جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے اسے پڑھایا تھا۔

اُس صورتوں میں جاں آکھاں جاں آکھاں تے جاں جہاں آکھاں
چچ آکھاں کہ رب دی شاں آکھاں جس شان نوں شانائیں سب بنیاں

حدیث ۲:

قرہان جائے جو ادعا کرتے ہیں کہ تیز ہو ابھی آپ ﷺ کی سخاوت و فیاضی کو نہ پہنچ سکی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عَوَّانَةَ قَالَ أَخْبَرََنَا أَبُو يُوسُفَ عَنْ الزُّهْرِيِّ . وَحَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرََنَا يُوسُفُ وَمَعْمَرُ نَحْوَهُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ فَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدْثِرُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَيَكُونُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی رمضان کے دنوں جب جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی تو غیر معمولی تھی ہوتے اور جبریل رمضان میں ہر رات آپ سے ملنے اور قرآن مجید کا دور کرتے رسول اللہ ﷺ خیر خواہی میں تیز ہو اسے بھی زیادہ فیاض تھے۔

جو دو سخا سراپا یسین خطاب طہ خلق عظیم شاہا صلوات اللہ علیک
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

حدیث ۳:

مومن وہ ہے جو والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے

آپ ﷺ کو عزیز رکھے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي عَوَّانَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا إِدْمُ بْنُ أَبِي إِبَّاسٍ قَالَ تَنَا شُعْبَةُ عَنْ قُتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوتُ مِنْ أَحَدِكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والد (یعنی والدین) اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

نور الہ کیا ہے محبت حبیب کی جس دل میں نہ ہو وہ جگہ خاک و زری ہے

حدیث : ۷

ایک خدا پر ایمان لانے کا مطلب اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ پر ایمان لانا ہوا

خَدُّنَا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ خَدُّنَا غُلْبَرٍ قَالَ خَدُّنَا شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَسْرَجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ وَلَدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ الْوَلَدُ أَوْ مَنْ الْقَوْمُ قَالُوا زَيْدَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِلَوْفِدٍ غَيْرِ خَزَائِمٍ وَلَا نَدَامِي قَالُوا إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْخَيْ مِنْ كُفَّارٍ مُضَرٍّ وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي شَهْرِ حَرَامٍ قُمْنَا بِأَمْرِ نُخْبِرُ بِهِ مِنْ وَرَاءِ نَانْدٍ خَلَّ بِهِ الْجَنَّةُ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَخَذَهُ قَالَ هَلْ تَلَدُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَخَذَهُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَصَوْمَ رَمَضَانَ وَتَوَقَّاهُ الْخُمْسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدِّبَاءِ وَالْخَنَثِ وَالْمُزَلِّ قَالَ شُعْبَةُ وَرَبُّمَا قَالَ النَّبِيُّ وَرَبُّمَا قَالَ الْمُقْبِرُ قَالَ اخْفَظُوا وَاخْبِرُوا مَنْ وَرَاءَكُمْ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ عبدالقیس کے قاصد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ کس کے بھیجے ہوئے ہیں وہ بولے ہم (قبیلہ) ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ وفد خوش آمدید جنہیں رسوا اور عداوت نہیں انہوں نے عرض کیا ہم لوگ دور سے آئے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک کفار کا مضر (قبیلہ) حائل ہے ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ماہ حرام کے علاوہ آپ کے پاس آسکیں لہذا ہمیں کوئی ایسی باتیں جو ہم اپنے پیچھے والوں کو بتا سکیں اور ہم جنت میں داخل ہو جائیں آپ نے انہیں چار چیزوں کا حکم دیا ایک خدا پر ایمان لانے کا (یہ کہہ کر) آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے ایک خدا پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا (ایک خدا پر ایمان کا مطلب ہے) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے علاوہ معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور (انہیں حکم دیا نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور رمضان کے روزے رکھنے کا اور) (یہ بھی فرمایا) کہ مال غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) نکالیں اور انہیں دباؤ، حتم اور حرمت سے منع فرمایا شعبہ فرماتے ہیں ابوہریرہ کسی تفسیر اور کبھی متعیر کہتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے یاد کر لو اور اس کی اپنے قبیلہ والے کو بتا دو۔

بخدا خدا کا یہی ہے درنہیں اور کوئی مفرمقر

جو وہاں سے ہوئیں آکے جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حدیث : ۸

جس نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اُس نے بے شک حق دیکھا

حدثنا موسى قال ثنا ابو عوانة عن ابى حصين عن ابى مالع عن ابى هريره عن النبى صلى الله عليه وسلم قال تسنوا با سمي ولا تكتنوا بكنيتي ومن رانى فى المنام فقد رآه فان الشيطان لا يتمثل فى صورتى ومن كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار **ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن کنیت اختیار نہ کرو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے (واقعی) مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرا روپ اختیار نہیں کر سکتا اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھے۔

من رانى قدر الحق جو کہے کیا بیان اس کی حقیقت کیجئے
کھلے کیا راز محبوب و محبت مستان غفلت پر
شراب قدر الحق زہب جام من رانی ہے

حدیث : ۹

جب آپ ﷺ کے موئے پاک تمام کاینات سے پیارے ہیں
تو پھر آپ ﷺ کے وجود مسعود کا عالم کیا ہوگا۔

خَدُّنَا مَالِكُ ابْنُ اسْمَعِيلَ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْلُ عَنْ غَاصِمٍ عَنْ ابْنِ سِيرِيْنٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شُعْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَنَاهُ مِنْ قَبْلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قَبْلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شُعْبَةً مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ترجمہ: حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور اکرم ﷺ کے کچھ موئے مقدس ہیں ہم نے انہیں انس کے پاس سے مالک کے گھر والوں سے پایا ہے ابو عبیدہ نے فرمایا اگر ان بالوں میں سے مجھے ایک بال بھی مل جائے تو وہ مجھے دنیا و دنیاویات سے عزیز ہوگا

اللہ کی سرتا بہ قدم شان ہیں یہ
اُن سائیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہے یہ

حدیث : ۱۰

حضور اکرم ﷺ نے خوش نصیبوں میں موئے مبارک تقسیم فرمائے۔

حدثنا محمد بن عبد الرحيم قال ثنا سعيد بن سليمان قال ثنا عباد عن ابن عون عن ابن سيون عن انس ان رسول الله ﷺ لما خلق راسه كان ابو طلحة اول من اخذ من شعره.

ترجمہ: حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا سر مبارک خلق کروایا تو پہلا (خوش نصیب) ابو طلحہ تھا جس نے آپ ﷺ کے مقدس موئے مبارک پائے۔

آخری حج غم امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

حدیث : ۱۱

آپ ﷺ کے وضو کا غسل حضرات صحابہؓ

اپنے منہ اور ہاتھ پر ملنے کو سعادت اور پینے کو برکت جانتے تھے

حدثنا ادم قال ثنا شعبه قال ثنا الحكم قال سمعت ابا حنيفة يقول خرج علينا النبي صلى الله عليه وسلم بالهاجرة فأتى بوضوء فتوضأ فجعل الناس يأخذون من فضل وضوئه فيمسحون به ففضل النبي صلى الله عليه وسلم الظهري كعتين والعصر كعتين وبين يديه عنزة وقال ابو موسى دعا النبي صلى الله عليه وسلم بقدر فيه ماء فغسل يديه وجهه فيه ومنح فيه ثم قال لهما اشربا منه وأفرغاعلى وجوهكما ونحوكمما.

ترجمہ: حضرت ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو پہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کیلئے آپ کے پاس پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا۔ لوگ آپ کے وضو کا بجا ہوا پانی لے کر اسے (اپنے چہروں اور آنکھوں پر) منسے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے سامنے عنزہ (نیزہ) تھا۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا۔ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور پنا منہ اس میں دھوا اور اسی میں کھلی کی اور پھر ان دونوں (ابو موسیٰ اور بلال) سے کہا اس میں سے کچھ لی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات ہے وہ جان میجا ہمارا نبی ﷺ

حدیث : ۱۲

حضور کریم ﷺ کے غسل و وضو کو حاصل

کرنے کیلئے حضرات صحابہؓ آپس میں لڑ پڑتے تھے

حدثنا علي بن عبد الله قال ثنا يعقوب بن ابراهيم بن سعد قال ثنا ابي عن صالح عن ابن شهاب قال اخبرني محمود ابن الربيع قال وهو الذي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في وجهه وهو غلام من بنوهم وقال عروة عن المسور وغيره يصدق كل واحد منهما صاحبه واذا توضأ النبي صلى الله عليه وسلم كما ذوا يقتلون على وضوئه.

ترجمہ: حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھ سے محمود بن ربیع نے کہا اور محمود بن ربیع وہ ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جن کے چہرے پر انہی کے کنوئیں کے پانی سے بچپن کے وقت کھلی کی تھی عروہ نے (یہ حدیث) مسور سے روایت کی ہے اور یہ دونوں روایتیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ وضو فرماتے تو آپ کے وضو کے پانی (کو حاصل کرنے) کیلئے صحابہؓ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے۔

اے زلیخا اس کو نسبت اپنے یوسف سے نہ دے
اس پر سرکتے ہیں دائم اور اُس پر انگلیاں

حدیث: ۱۳

حضور ﷺ کے بھیجے ہوئے چرواہوں کو قتل کرنے والے گستاخوں کا انجام دیکھئے اور عبرت حاصل کیجئے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑے۔

حدثنا سليمان بن حرب عن حماد بن زيد عن ايوب عن ابي قلابه عن انس قال قدم انا من من عكل او عرينه فاجتو والمدينة فامرهم النبي صلى الله عليه وسلم بلباقح وان يشر بو امن ابو الها والبا نها فانظلقوا فلما صحر قتلوا اراعى النبي صلى الله عليه وسلم واستاقوا النعم فجاء الخبر في اول النهار فبعث في اثارهم فلما ارتفع النهار جى بسم لاسر فقطع ايدى بهم وارجلهم وسمرت اعينهم والقوا في الحرة يستسقون فلا يسقون قال ابو قلابه فهولاء سر قوا فقتلوا او كفرو ابعدا ايمانهم وحاروا الله ورسوله.

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں عکل یا عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ آئے مگر وہ مدینہ میں بیمار ہو گئے تو آپ نے انہیں صدقہ کے اونٹوں میں سے لے جانے کا حکم دیا اور فرمایا یہ لوگ ان کا دودھ اور پیشاب پیئیں، چنانچہ وہ چلے گئے جب تندرست ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کے (بھیجے ہوئے) چرواہے کو قتل کر دیا اور جانور ہانک کر لے گئے صبح جب یہ خبر پہنچی تو ان کے تعاقب میں (سواروں کا ایک دستہ) بھیجا اور دن چڑھے (گرفتار کر کے) لائے گئے آپ نے حکم دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھوں میں تیتی ہوئی سلائیاں پھیری گئیں اور وہ گرم پتھر ملی زمین پر پھینک دیئے گئے بانی مانگتے تھے مگر انہیں بانی نہیں دیا جاتا تھا (ابو قلابہ جو اس حدیث کے ایک راوی کہتے ہیں) کہ اس کی وجہ سے تھی کہ انہوں نے چوری کی، قتل کیا (نبی پاک ﷺ کے چرواہوں کا)، ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑے۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ہے عبد مصطفیٰ ﷺ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

حدیث: ۱۴

آپ ﷺ کی تھوک مبارکہ کو حضرات صحابہؓ کبھی زمین پر گرنے نہ دیتے تھے

بلکہ ہاتھوں پر لے کر چروں پر ملتے تھے

البزاق والمخاط ونحوه في الثوب وقال عروة عن المسور ومروان خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة فذكر الحديث وما تنخم النبي صلى الله عليه وسلم تخامة الا وقعت في كف رجل منهم فدلک بها وجهه وجلده.

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (بھی) تھوکا اسے لوگوں میں سے کسی نے اپنے ہاتھ پر لے لیا اور اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا۔

جس کے پانی سے شاداب جان و جنائ اس دہن کی تراوٹ چلا کھوں سلام عقل کو تنقید سے فرصت کہاں عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

حدیث: ۱۵

اللہ تعالیٰ نے جو انعامات حضور ﷺ کو عطا کئے وہ کسی بھی پیغمبر علیہ السلام کو عطا نہیں کئے گئے

حدثنا محمد بن سنان هو العرفی قال حدثنا هشيم قال وحديثي سعيد بن النصر قال اخبرنا هشيم قال اخبرنا ابن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا فاما بما رجلا من امتي ادركه الصلوة فليصل واحلت لي المعانم ولم تحل لاحد قبلي واعطيت الشفاعة وكان النبي يعث الي قومه خاصة وبعث الي الناس عامة.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں، مجھے ایک مہینہ کی راہ تک رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی، میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا، میری امت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجائے وہ وہیں پڑھ لے، میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا، حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر پر حلال نہ تھا مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے ہے وہ اچھوں سے اچھا ہے ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ہے اس اونچے سے اونچا ہے ہمارا نبی
خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

رب تمہیں فرما چکا اپنا حبیب

اب شفاعت باحبت کیجئے

حدیث : ۱۶

حضور اکرم ﷺ کے غسلہ وضوء کی جب یہ عظمت ہے

تو پھر حضور اکرم ﷺ کی عظمت کا عالم کیا ہوگا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَزْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي حَجِيْفَةَ عَنْ
ابِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَى قُبَّةِ حِمْرَاءَ مِنْ أَدَمَ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ أَوْ رَأَيْتُ النَّاسَ يَخْتَرُونَ ذَلِكَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ
يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بِلَالٍ يَدَ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً لَهُ فَرَكَّهَا وَخَرَجَ
النَّبِيُّ ﷺ إِلَى حُلَّةِ حِمْرَاءَ مُشْتَمِرًا صَلَّى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ
وَالذُّوَابَ يَمْشُونَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعَنَزَةِ.

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے ایک سرخ خیمے
میں دیکھا بلالؓ آپ کے وضو کا پانی لے آئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کے وضو (کا
غسلہ) ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں چنانچہ جس کو اس میں سے مل جاتا وہ اسے منہ پر مل لیتا اور جسے
(وضو کا یہ غسلہ) نہ ملتا وہ اپنے ساتھ والے سے (غسلہ شریف کی) تری لے لیتا، پھر میں نے
بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کا نیزہ لے کر اسے گاڑ دیا رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا زیب تن کیے
برآمد ہوئے تھہراٹھا رکھا تھا آپ نے نیزہ کی طرف لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی میں نے لوگوں اور
جانوروں کو دیکھا کہ وہ نیزہ کے آگے سے گزرتے جاتے تھے (اور آپ بدستور نماز ادا کرتے رہے)۔

موت سنتا ہوں ستم، تلخ ہے زہر ایہ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسلہ تیرا

حدیث : ۱۷

جس میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ اللہ اور رسول ﷺ کے ذمہ

حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ قُلْنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُونِ ابْنِ سِيَّاهٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا
وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَلَيْكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا
تُخْفَرُ وَاللَّهُ فِي ذِمَّتِهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص
ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی مسلمان ہے جس
کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ضمانت ہے سو تم اللہ کی ضمانت میں خیانت نہ کرو۔

خلاصہ ہے یہی سب داستان کفر و ایمان کا

کرے انکار جو کافر، انہیں جو مان لے مومن

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

حدیث : ۱۸

ناموس محمد عربیؐ کے محافظین کو جبریل کی تائید حاصل ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو
سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَانَ ابْنَ ثَابِتٍ الْنَّصَارِيَّ يَسْتَسْتَهْدِ ابَا
هَرِيرَةَ أَنَشِدَكَ اللَّهُ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَانَ أَجِبْ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَلَيْسَ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هَرِيرَةَ نَعَمْ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حسان بن ثابت
النصاری سے سنا وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر کہہ رہے تھے کہ تمہیں خدا کی قسم کیا تم نے رسول اللہ
ﷺ سے سنا ہے کہ وہ (مجھے) فرماتے تھے حسان خدا کے رسول کی طرف سے (مشرکوں کو) جواب دو،
اے اللہ حسان کی روح القدس سے تائید فرما، ابو ہریرہ نے کہا ہاں (یعنی میں نے سنا)۔

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْبَسَاءَ
خَلَقْتَ مَبْرُوءًا مِنْ كُلِّ غَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

حدیث: ۱۹

جہاں عالمین کے آقا ﷺ نماز

ادا کرتے اُس جگہ پر صحابہؓ تیر کا نماز ادا کرتے

حدثنا محمد ابن ابی بکر المقدمی قال ثنا فضیل بن سلیمان قال ثنا موسیٰ ابن عقیبة قال رايت سالم ابن عبد الله يتحرى اما كن من الطريق فيصلی فیها ويحدث ان ابا ه كان يصلی فیها وانه راى النبی صلی الله علیه وسلم يصلی فی تلك الامكنة قال وحدثنی نافع عن ابن عمر انه كان يصلی فی تلك الامكنة و سالت سالما فلا اعلمه الا والفق نافعا فی الامكنة کلها الا انهما اختلفا فی مسجد بشرق الروحاء .

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا وہ راستہ میں کچھ مقامات ڈھونڈتے اور وہیں نماز ادا کرتے اور بتاتے تھے کہ انکے والد وہیں نماز پڑھا کرتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان مقامات پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (موسیٰ بن عقبہ) کہتے ہیں مجھے نافع نے ابن عمر کے حوالے سے کہا کہ وہ انہی جگہوں پر نماز پڑھتے اور میں نے سالم سے پوچھا تو کہا میں جانتا ہوں کہ انہوں نے بھی اُن تمام مقامات میں نافع کو موافقت کی، البتہ روحاء کی بلندی پر جو مسجد تھی اس میں دونوں کا اختلاف تھا۔

میری زندگی بھی عجیب ہے میری زندگی بھی عجیب ہے
جہاں مل گیا تیر نقش پا وہیں میں نے کعبہ بنا لیا

حدیث: ۲۰

جس ستون کے پاس آپ ﷺ نماز ادا کرتے

حضرات صحابہؓ اُس جگہ پر نماز ادا کرنا سعادت سمجھتے تھے

حدثنا المکی ابن ابراهیم قال نا یزید بن ابی عیوبہ قال کنت اخی مع سلمة بن الاکوع فیصلی عند الاسطوانة التي عند المصحف فقلْتُ یا ابا مسلم ازاك تتحرى الصلوة عند هذه الاسطوانة قال فانی رايت النبی ﷺ یتحرى الصلوة عندها .

ترجمہ: حضرت یزید بن ابی عیوبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں سلمہ بن اکوع کے ہمراہ (مسجد نبوی میں) آیا کرتا وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے جو مصحف کے قریب تھا، میں نے کہا اے ابو مسلم میں ہمیشہ آپ کو اس ستون کے سامنے ارادنا نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں بولے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اس ستون کے سامنے خاص طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

جودے نیست اے عبدالعزیز ایں بروم از مرہ خاک بدردوست

مجھے کیا خبر تھی جود کی مجھے کیا خبر تھی نماز کی

تیرے نقش پا کی تلاش تھی جو جھکار ہا ہوں نماز میں

حدیث: ۲۱

دیتا اللہ ہے تقسیم آپ ﷺ کرتے ہیں

فَنا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مَعَاذَ بْنَةَ حَظِيْبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَبَّيْ دَ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ وَ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ الْأُمَّةُ قَاسِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ .

ترجمہ: حضرت حمید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جندب کو خطبہ یہ کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ جسکے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسکو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے یہ امت ہمیشہ اللہ کے کلمہ پر قائم رہے گی کوئی مخالف انہیں زک نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

ہر گدا پر ہر گھڑی ہے ہر طرح نظر کرم دین و دنیا مل رہے ہیں ان کے فیض عام سے

لا ورب العرش جسکو جو ملا اُن سے ملا

بٹی ہے کونین میں نعت رسول اللہ ﷺ کی

حدیث ۲۲:

ما اختیار قاسم نعمت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیب کے خزانوں سے نعمت یادداشت عطا کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْصُوبٍ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ فِي بَيْتِي خَزَائِنَ عِلْمٍ وَمِنْهَا خَزَائِنُ غَيْبٍ مَنْ شَاءَ فَاتَّخَذَ مِنْهَا مَا يَشَاءُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ ﷺ سے بہت ساری باتیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی جادو پھیلاؤ میں نے (جادو) بھجادی آپ نے اپنے دونوں دست مبارک سے لب بنائی اور اسے اس جادو میں ڈال دیا اور فرمایا اسے لیٹ لو، میں نے لیٹ لی، اسکے بعد میں کوئی بات نہ بھولا۔

مالک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ
حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں مردود ایہ مراد کس آیت خبر کی ہے
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا موج بحر ساحت پہ لاکھوں سلام

حدیث ۲۳:

نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان زبانِ قدرت ٹھہری

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَرَبٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ، قَعْدَ عَلَى بَعِيرِهِ، وَامْسَكَ انْصَانَ بِخَطَامِهِ. أَوْ بَزْمَامِهِ. قَالَ: أَيْ يَوْمَ هَذَا؟ فَسَكَتَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ سَوًى اسْمَهُ، قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: فَإِنَّ شَهْرَ هَذَا؟ فَسَكَتَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بَغِيرَ اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ أَعْرَاضُكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بِلَدِكُمْ هَذَا، لِيَبْلُغَ الشَّاهِدُ عَسَى أَنْ يَبْلُغَ مِنْ هُوَ أَوْ عَى لَهُ مِنْهُ.

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار تھے ایک آدمی اونٹ کی ٹیکل تھامے ہوئے تھا آپ نے دریافت فرمایا آج کون سا دن ہے؟ ہم جب رہے یہاں تک کہ ہمارا خیال تھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام بتائیں گے پھر آپ گویا ہوئے کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم بولے ہاں، (پھر) آپ نے فرمایا کون سا مہینہ ہے؟ ہم خاموش رہے یہاں تک کہ شاید اس کا دوسرا نام بتائیں آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم عرض پر دواز ہوئے ہاں! (بعد ازاں) آپ نے فرمایا تمہارے خون، مال اور آبرو آپس میں تمہارے لئے ایسے ہی حرام ہیں جیسے آج کے دن اس مہینہ اور اس شہر میں حرام ہیں (تم میں) جو یہاں ہے وہ اسے بتا دے جو یہاں نہیں ہے شاید وہ (تمہاری بنسبت) اسے زیادہ یاد رکھے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
وہ زبان جسکو سب کن کی نچی کہیں
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
اسکی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حدیث ۲۴:

انگشت مبارک سے پانی کے دریا پھوٹ پڑے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ اسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَحَانَ صَلَوةُ الْعَصْرِ فَالْتَفَتَ النَّاسَ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ وَامْرَأَتُ النَّاسِ أَنْ يَتَوَضَّعُوا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّعُوا مِنْ عِنْدِ أَحْرَمِهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا صحابہ نے وضو کے لئے پانی ڈھونڈا مگر نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ کے پاس (تھوڑا سا) وضو کا پانی لایا گیا اس برتن میں آپ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں سے فرمایا وضو شروع کرو انس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا یہاں تک کہ آخری آدمی تک سب نے وضو کر لیا۔
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حدیث ۲۵:

اگر وضو کیلئے پانی پاس نہیں تو کیا ہوا، ہمارے پاس ما اختیار پیغمبر کریم ﷺ تو ہیں

دست مبارک پھیلائے کی در ہے کہ دریا بہہ پڑے گے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثنا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَأَتَتْهُ بِقَدَحٍ زَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ إِلَى الْمَاءِ يَنْبَعُ مِنْ مِ بَيْنِ أَصَابِعِهِ قَالَ أَنَسٌ فَخَزَرْتُ مِنْ تَوَضُّعِ مَا بَيْنَ السَّبْعَيْنِ إِلَى الثَّمَانِيَيْنِ.

ترجمہ: حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگایا تو کھلے چوڑے منہ کا ایک پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں انس کہتے ہیں میں نے پانی کو دیکھا وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان بہہ رہا تھا میں نے ان لوگوں کا جنہوں نے وضو کیا اندازہ لگایا کوئی ستراسی کے لگ بھگ تھے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیا سے جھوم کر
ندیاں، بحجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

اللہ کا حبیب ﷺ جادوگر نہیں بلکہ نبی مختار ﷺ ہے

حدثنا مسدد قال ثنا يحيى ابن سعيد قال ثنا عوف قال ثنا ابو رجاء عن عمران قال كنا في سفر مع النبي صلى الله عليه وسلم وانا اسرينا حتى كنا في اخر الليل وقعنا وقعة ولا وقعة احلى عند المسافرين منها فما ابقيتنا الا حر الشمس فكان اول من استيقظ فلان ثم فلان ثم فلان يسميهم ابو رجاء فنسي عوف ثم عمر بن الخطاب الرابع وكان النبي ﷺ اذا نام لم نوقظه حتى يكون هو يستيقظ لانا لا ندري ما يحدث له في نومه فلما استيقظ عمر ورأى ما اصاب الناس وكان رجلا جليدا فكبر ورفع صوته بالتكبير فما زال يكبر ويرفع صوته بالتكبير حتى استيقظ لصوته النبي ﷺ فلما استيقظ شكوا اليه الذي اصابهم فقال لا ضير ولا بضر ارحلوا فارتحل فسار غير بعيد ثم نزل فدعا بالوضوء فتوضأ ونودي بالصلوة فصلى بالناس فلما انقضى من صلوته اذا هو برجل معتزل لم يصل مع القوم قال ما منعك يا فلان ان يصلي مع القوم قال اصابني جبة ولا ماء قال فيلبك بالصعيد فانه يكفيك ثم سار النبي ﷺ فاشتكى اليه الناس من العطش فنزل فدعا فلاتا كان يسميه ابو رجاء نسيه عوف ودعا عليا فقال اذهب فابغيا الماء فانطلقا فتلقي امرأة بين مرادتين او سطحيحتين من ماء يلي بعير لها فقالا لها اين الماء قالت عهدي بالماء امسي هذه الساعة ونفرتنا خلونا قال لا لها انطلقى اذا قالت الي اين قال الي رسول الله ﷺ قالت الذي يقال له الصابني قال هو الذي تعين فانطلقى فجاء بها الي رسول الله ﷺ وحدنا الحديث قال فاستنزلوها عن بعيرها عوف دعا النبي ﷺ باناء ففرغ فيه من افواه المزادتين اس السطحيحتين واوكا افواههما واطلق العزالي وتودع فع الناس اسقوا استقوا فسقى من سقى واستقى من شاء وكان اخر ذاك ان اعطى الذي اصابته الجنابة اناء من ماء قال اذهب فافرغه عليك وهي قائمة تنظر الي ما يفعل بماءها وايم الله لقد اقلع عنها وانه ليخيل لي انها اشد ملة منها حين ابتداء فيها فقال النبي ﷺ اجمعوا لها فجمعوا لها من بين عجوة وعجوة ودقيقة وسويقة حتى جمعوا لها طعاما فجعلوه في ثوب وحملوها علي بعيرها ووضعوا الثوب بين يديها فقال لها تعلمين ما رزنا من مائك شيئا ولين الله هو الذي اسقانا فالت اهله وقد احتبست عنهم قالوا ما حبسك يا فلانة قالت العجب لقيني رجلا فلما بي الي هذا الرجل الذي يقال له الصابني ففعل كذا وكذا فوالله انه لا سحر الناس من بين هذه وهذه وقالت باصبعها الوسطى والسبابة فرفعتهما الي السماء تعني السماء والارض او انه لرسول الله حقا فكان المسلمون بعد يغيرون علي من حولها من المشركين ولا يصيبون الصرم الذي هي منه فقالت يوما لقومها ما اري ان هنولاء القوم قديد عونكم عمدا فهل لكم في الاسلام فاطاعوها فدخلوا في الاسلام قال ابو عبد الله صبا خرج من دين الي غيره وقال ابو العالية الصابني فرقة من اهل الكتاب الذي يقرنون زبوراً.

ترجمہ:

حضرت عمران روایت کرتے ہیں ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، ہم رات بھر چلتے رہے رات کے آخری حصے میں ہم نے پڑاؤ کیا اور مسافر کیلئے (رات کے آخری پہر میں) نیند کے علاوہ اور کوئی میٹھی چیز نہیں، ہماری آنکھ اس وقت کھلی جب سورج کی گرمی پہنچی سب سے پہلے جو اٹھا وہ فلاں تھا پھر فلاں اور پھر فلاں (ابورجاء نے ان سب کے نام لئے تھے مگر عوف بھول گئے) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جاگئے والوں میں چوتھے آدمی تھے رسول ﷺ جب آرام فرماہوتے تو ہم آپ ﷺ کو بیدار نہ کرتے جب تک کہ آپ ﷺ خود نہ جاگتے کیونکہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کو خواب میں کیا امور پیش آنے والے ہیں لیکن حضرت عمر جب جاگے تو جو حالت لوگوں پر طاری تھی وہ دیکھی آپ (کیونکہ) سخت مزاج آدمی تھے (اسلئے آپ سے رہا نہ گیا) آپ نے بگیر کبھی اور بگیر کیسا تھ اپنی آواز بلند کی اور مسلسل بگیر کہتے رہے اور اپنی آواز بلند کرتے رہے حتی کہ آپ کی آواز سن کر رسول اللہ ﷺ جاگ اٹھے جب بیدار ہوئے تو لوگوں نے اس آفت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے شکوہ کیا آپ نے فرمایا اس کی چنداں پروا نہیں یا اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا، چلو تھوڑی دیر چلنے کے بعد اترے وضو کیلئے پانی طلب کیا، وضو کیا، نماز کیلئے اذان کہی گئی آپ نے لوگوں کو نماز پڑھانی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا وہ ایک طرف ہو کر بیٹھا تھا اس نے لوگوں کیساتھ نماز نہ پڑھی تھی آپ نے فرمایا اے فلاں تجھے لوگوں کیساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا وہ بولا مجھے غسل کی ضرورت تھی اور پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا مٹی لے لے وہ تجھے کافی ہے پھر رسول اللہ ﷺ چل دیئے لوگوں نے آپ سے پیاس کا شکوہ کیا آپ اترے اور فلاں شخص کو بلایا تھا (ابورجاء نے اس کا نام لیا مگر عوف بھول گئے) اور حضرت علی کو بھی فرمایا کہ دونوں جاؤ اور پانی ڈھونڈ کر لاؤ یہ دونوں چل دیئے تو ایک عورت ملی جس نے پانی کے دو تھیلے یا مشکیزے لے کر رکھے تھے اور خود درمیان میں بیٹھی ہوئی جارہی تھی ان دونوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا کل مجھے پانی اسی وقت ملا تھا اور ہمارے مرد پیچھے رہ گئے ہیں انہوں نے اسے کہا چلو، اس نے کہا کہاں، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اس نے کہا وہی جو نئے دین کا بانی (صابی) کہلاتا ہے انہوں نے

کہا ہاں وہی ہیں جن کو تم یہ کہتی ہو لوچلو وہ دونوں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ کو سارا ماجرا کہہ سنایا، عمران بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے اسے اونٹ سے اتارا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن منگوا یا اور دونوں تھیلوں یا مشکیزوں کا منہ کھول کر ان سے پانی ڈالنا شروع کر دیا اور پھر اوپر کا منہ بند کر کے نیچے کا منہ کھول دیا اور لوگوں میں منادی کر دی گئی پانی پیو اور (جانوروں کو) پلاؤ پس جس نے چاہا (خود) پیا اور جس نے چاہا پلایا آخر میں آپ نے یوں کہا کہ جس نہانے دھونے کی ضرورت تھی اسے بھی پانی کا ایک برتن بھر کر دیا اور فرمایا جاؤ اس اپنے اوپر بہا دو وہ عورت (حیران) کھڑی تھی کہ اس کے پانی کیساتھ کیا ہو رہا ہے؟ خدا کی قسم جب پانی لینا بند کر دیا گیا (تو) ہمیں ایسا دکھائی دیتا تھا کہ اب وہ مشکیزے پہلے سے بھی زیادہ بھرے ہوئے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ اس کیلئے جمع کر لو لوگوں نے آنا، کھجور اور ستو وغیرہ اکٹھے کرنے شروع کئے یہاں تک کہ (کافی مقدار میں) کھانا اکٹھا ہو گیا اور کھانا ایک کپڑے میں باندھ کر اسے اونٹ پر سوار کر دیا آپ نے اس سے فرمایا ہم نے تمہارے پانی سے کچھ بھی کم نہ کیا اللہ ہی نے ہمیں پلایا ہے پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس گئی چونکہ اس کی واپسی میں تاخیر ہو گئی تھی تو انہوں نے پوچھا اے فلانی تجھے کس نے روک لیا؟ وہ بولی ایک تعجب انگیز (واقعہ) ہے مجھے دو آدمی ملے وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے صابی کہا جاتا ہے اس نے اس طرح کیا خدا کی قسم جتنے لوگ اسکے اور اسکے درمیاں ہیں اور اس نے اپنی بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی سے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا ان سب میں وہ بڑا جادوگر ہے مگر خدا کا رسول ہے پھر مسلمان اپنے ارد گرد مشرکوں کو قتل کرتے مگر جن مقامات میں وہ عورت رہتی تھی اسے ہاتھ بھی نہ لگائے ایک دن اس نے اپنی قوم سے کہا میں سمجھتی ہوں کہ یہ عدا تمہیں چھوڑ دیتے ہیں تو کہا اب بھی تمہیں اسلام کے قبول کرنے میں تامل ہے انہوں نے اس کی بات مان لی اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے امام بخاری کہتے ہیں صابا کا مطلب ایک دین سے دوسرے دین میں جانا ہے ابو العالیہ کہتے ہیں کہ صابین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھنے والا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا ملک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

حدیث: ۲۷

حضور ﷺ کو اللہ نے اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا حتیٰ کہ جنت و جہنم بھی دکھائے
خَلَقْنَا إِبْرَاهِيمَ قَالَ خَلَقْتُ نَبِيَّ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَرْوَةَ عَنْ أُمِّ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ جَدِّهَا أَنَسَاءَ
بَنَتْ أَبِي بَكْرٍ أَتَتْهَا قَالَتْ آتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتُ خَسْفَتِ الشَّمْسُ
فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيُ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَخْبَرْتُ بَيْدَهَا نَحْوًا السَّمَاءِ
وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقُلْتُ آيَةُ فَأَخْبَرْتُ أَنَّ نَعْمَ فَقُلْتُ خَشِيَ تَجَلَّابِي الْغَشَى وَجَعَلْتُ أَصْبًا
فَوَقَّ رَأْسِي مَاءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَالنَّبِيَّ عَلَيْهِ نَمَّ قَالَ
مَا بَيْنَ خَشْيٍ وَكُنْثٍ لَمْ أَزَلْ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا خَشِيَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أَوْحَى إِلَيَّ الْكُفْرُ
تَفْتُونُ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْفَرِيَّتَا مِنْ فَتْنَةِ الدُّجَالِ لَا أَفْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتِي أَخَذَ كُمْ
فَيُقَالُ لَهُ مَا عَلِمَكَ بِهَذَا الرَّجُلِ قَالَتَا الْمُؤْمِنُونَ أَوِ الْمُؤْمِنَاتُ لَا أَفْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ
لَقَوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَاجْتَبَيْنَا وَأَمَّنَّا وَاتَّبَعْنَا قَالَتْ لَمْ صَلِّحَا
فَقَدْ عَلِمْنَا إِنَّ كُنْثَ لَمُؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُؤْتَابُ لَا أَفْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ
لَا أَفْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ

حضرت اسماء (بنت ابوبکر) فرماتی ہیں کہ میں زوجہ رسول سیدہ عائشہ کے پاس آئی اس وقت
سورج گرہن تھا لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (اور عائشہ بھی) نماز پڑھ رہی تھیں، میں بولی، لوگوں کو کیا
ہوا (یعنی میں بے وقت نماز پر چوگی) انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ،
میں نے کہا کوئی (عذاب کی) علامت ہے انہوں نے اشارہ کیا ہاں اتو میں بھی (نماز کیلئے) کھڑی ہو گئی۔
یہاں تک کہ مجھ پر عیسیٰ طاری ہونے لگی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو
آپ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی بعد ازاں فرمایا جو چیز آج تک مجھے نہیں دکھائی گئی تھی وہ میں نے آج اسی جگہ
دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ پر وحی اتری کہ تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے مثل
یا قریب آزمائش کے (فاطمہ کہتی ہیں) کہ مجھے (اچھی طرح) یاد نہیں کہ اسماء نے ان دو میں سے کون سا لفظ
استعمال کیا تھا تمہارے ہر ایک کے پاس (فرشتے) بھیجے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا اس شخص کے
بارے میں تمہارا کیا خیال ہے مومن یا مومن (فاطمہ فرماتی ہیں) مجھے یاد نہیں اسماء نے ان دو میں سے کون
لفظ استعمال کیا تھا تو کہے گا کہ یہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے
تھے ہم نے ان کی بات مانی ایمان لائے اور پیروی کی، اس سے کہا جائے گا سوچا ہمیں معلوم ہے کہ تو صالح
انسان ہے لیکن منافی یا شک کرنے والا (فاطمہ کہتی ہیں) مجھے یاد نہیں رہا کہ ان دو لفظوں میں سے اسماء نے کون
سا لفظ استعمال کیا تھا کہے گا میں نہیں جانتا (بس) لوگوں کو کہتے سنائیں وہی میں نے بھی کہہ دیا۔
فرش تا عرش سب آئینہ عمار حاضر بس قسم کھائیے امی تیری دانائی کی

حدیث ۲۸:

”حق نے کہا آپ ﷺ کو آگاہ سب پر“

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي النَّجَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيُثْبِتَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخُمْرُ وَيُظْهَرَ الزُّنَا.

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت قائم ہو جائے گی شراب نوشی ہونے لگے گی اور کھلم کھلا زنا ہوگا۔

معرفش ام علوم و حکم حامل اسرار رموز قدم
بطن بہ پیش ہمہ صدق و صواب زود متولد شدہ ام الکتاب
زین سبب آں شاہ رسالت پناہ آمدہ امی لقب، امی غذا

حدیث ۲۹:

حضور اکرم ﷺ نے زمانہ خیر القرون یعنی

اپنے زمانہ رحمت میں ہی علامات قیامت بتا کر رکھ دیں۔

حَدَّثَنَا الْمُكْحَنِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا حِظْلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُقْبِضُ الْعِلْمُ وَيُظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتْنُ وَكَثْرُ الْهَرَجِ قَبْلَ يَأْتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا الْهَرَجُ فَقَالَ هَذَا بَيْنَهُ فَحَرٌّ كَمَا كَانَ يُرِيدُ الْقَتْلَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، فتنوں کا ظہور ہوگا اور بہت ”ہرج“ ہوگا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ہرج کیا ہے؟ آپ نے اپنے دست مبارک سے ترچھا اشارہ کیا اس طرح گویا آپ ﷺ کی مراد (ہرج سے) قتل تھی۔

عالم علم دو عالم ہیں حضور! آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

حدیث ۳۰:

حضور اکرم ﷺ نے امت مسلمہ کی حفاظت کیلئے پہلے ہی

قیامت کے بارے میں اپنے علم غیب کے موتی بکھیر کر ہوشیار کر دیا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَأَخَذَ فَتُكُم حَدِيثًا يُحَذِّقُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُقْبَلَ الْعِلْمُ وَيُظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُظْهَرَ الزُّنَا وَتُكْثَرُ النِّسَاءُ وَيُقْبَلُ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِكُلِّ مِائَةِ امْرَأَةٍ الْقِيَمَةُ الْوَاحِدَةُ.

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں آج میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت چھا جائے گی اعلانیہ زنا ہوگا عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت ہوگی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی سرپرستی کرنے والا ایک ہی مرد ہوگا۔

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے نبی راز دار مع اللہ لی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب پر دو عالم میں جو کچھ مخفی و جلی ہے

حدیث ۳۱:

اعلم اولین و آخرین سے جو چاہو پوچھو اور جواب بھی پاؤ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَهْلَاءٍ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونَنِي عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ أَبِي قَحْطَانَ فَقَامَ آخِرَ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى خَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عَمْرُوًّا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں پوچھی گئیں جو مزاح (اقدس) کے موافق نہ تھیں جب پوچھنے پر اصرار کیا گیا تو آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا اب جو چاہتے ہو پوچھتے جاؤ ایک شخص بولایمیرا اب کون ہے؟ فرمایا خدا نے، پھر دوسرا کھڑا ہوا اُس نے پوچھا میرا اب کون ہے؟ فرمایا سالم ہے خیبہ کا غلام، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرے پر جلال کے آثار دیکھے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

ان پر کتاب اتری بیانا لکل شی

تفصیل جس میں ماعبر و ماغبر کی ہے

۱۔ ماعبر جو گذر گیا۔ ماعبر جو باقی رہا۔ اشارہ بحدیث فیہ نبا من قبلکم و خبر من بعد کم۔

حدیث ۳۲:

غیب دان نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو
اسکی ولدیت بتا دی جس پر لوگ شک کر رہے تھے۔

حدثنا ابو الیمان قال انا شعيب عن الزهري قال اخبرني انس بن مالك ان رسول الله ﷺ خرج فقام عبد الله بن حذافة فقال من ابي قال ابوك حذافة ثم اكتوبر ان يقول سلوني فبرك عمر علي ركبته فقال رضي الله عنه ربا وبالا سلام دينا وبمحمد ﷺ نبيانا فثلاثا فسكت.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف آور ہوئے تو عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہے پھر آپ بار بار فرمانے لگے کہ (جو جی میں آئے) پوچھو اگر الام حضرت عمر و زانو ہو کر بیٹھ گئے اور تین بار کہا ہم خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر رضی ہیں تب آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔

لان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

حدیث ۳۳:

علم دو ہیں تمہیں ایک ہی دیا ہے دوسرا بھی دوں تو لوگ تمہارا گلا کاٹیں گے۔

حدثنا اسمعيل قال حدثني اخي عن ابي ذئب عن سعيد بن المقبري عن ابي هريرة قال حفظت من رسول الله ﷺ صلى الله عليه وسلم دعائين فاما احدهما فيسته واما الاخر فلو بئته قطع هذا البعوم قال ابو عبد الله البعوم مجرى الطعام.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو تھیلے (علم کے) سیکھے ایک کو میں نے عام کر دیا دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو لوگ میرا زرخرہ کاٹ ڈالیں (امام بخاری فرماتے ہیں زرخرہ جہاں سے کھانا اُترتا ہے)

اني لا اكرم من علمي جواهره كيلا يروى ذاك ذو جهل فيفتنا

و تقدم في هذا ابو حسن الى الحسين و وصي قبله الحسن

يا نب جواهر علمي لو ابوح به لقبل لي انت ممن يعبد الوثنا

ولا مستحل رجال مسلمون دمي يرون اقيح ما يا تونه حسنا

۱۔ مجھے اپنے علمی جواہر پارے پوشیدہ رکھنے پڑتے ہیں تاکہ جبلاء ان کی تک نہ پہنچنے کے باعث کہیں فتہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

۲۔ اور مجھ سے پہلے میرے جد امجد (حضرت علیؓ) بھی امام حسن و حسینؓ کو فرماتے ہیں کہ اے میرے اللہ! اگر میں اپنے علمی موتی لوگوں کے سامنے ظاہر کر دوں تو مجھے یہ کہیں گے کہ یہ تو کوئی بت پرست ہے۔ ۳۔ وہ ایسے پر اسرار علم ہیں کہ ان کو سن کر مسلمان بھی میرے کمال کے درپے ہو جائیں اور ان کی اس بدترین حرکت کو درست خیال کریں۔ (حضرت امام زین العابدینؓ)

(ماخوذ از مشہاج العابدین از امام غزالی صفحہ نمبر ۱۲-۱۳)

حدیث ۳۴:

ہمارے نبی ﷺ اس سے بھی باخبر ہیں کہ امتوں کو وضو کرنے
کے سبب قیامت میں کس نام سے پکارا جائیگا۔

حدثنا يحيى ابن نكبو قال لنا الليث عن خالد عن سعيد بن ابي هلال عن نعيم المجهوم قال رقيت مع ابي هريرة على ظهر المسجد فتوضأ فقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان امتي يدعون يوم القيمة غر أمخجلين من آثار الوضوء فمن استطاع منكم ان يطيل غرته فليفعل.

ترجمہ: حضرت نعيم بن عبداللہ عمر فرماتے ہیں میں ابو ہریرہؓ کے ساتھ مسجد (نبوی) کی چھت پر چڑھا انہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنائی میری امت کے لوگ علامات وضو کے سبب سے ”غرمخجلون“ کہہ کر بلائے جائیں گے تو تم میں سے جو شخص اپنی چمک میں اضافہ کرنا چاہتا ہے تو ایسا کرے (یعنی وضو اچھے طریقے سے کرے)۔

وہ دوائے بل، ختم زسل، مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا نگاہِ عشقِ وسعتی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ

حدیث ۳۵:

حضور ﷺ زیر زمین پوشیدہ چیزوں کا بھی علم رکھتے ہیں

حدثنا عثمان قال ثنا جرير عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بحائط من حيطان المدينة او مكة فسمع صوت انسانين يعدان في قبورهما فقال النبي صلى الله عليه وسلم تعذبان وما تعذبان في كبير ثم قال بلن كان احدهما لا يستيزه من بولہ وكان الاخر يمشه بالنميمة ثم دعا بجريدة ففكسرها كسرتين فوضع علي كل قبر منهما كسرة فقبل له يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله ان يخفف عنهما ما لم تيبسا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا ان پر عذاب ہو رہا ہے لیکن کوئی بڑے گناہ میں نہیں، فرمایا ہاں ان میں سے ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں) سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا تھا پھر آپ نے ایک (ہری) شاخ منگائی اسکے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر رکھ دیا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کس کے لئے کیا؟ فرمایا (امید ہے) جب تک سرسبز رہیں گے عذاب میں (بھی) تخفیف ہوتی رہے گی۔

دور و نزدیک کے سنتے والے وہ کان

کان لعل کرامت پلاکھوں سلام

❖ حدیث : ۳۶ ❖

اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے مجاہدوں کے زخم روز قیامت کیسے ہونگے
آپ ﷺ نے اس حال سے بھی امت کو باخبر کر دیا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَنَا مَعْمَرُ بْنُ هَمَّامٍ عَنْ مُنْبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّكُمْ يُكَلِّمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَهَيْئَتِهَا
إِذَا طُعِمَتْ تَفْجُرُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرَفُ عَرَفُ الْمِسْكِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جو زخم اللہ کی راہ میں
لگے گا وہ قیامت کے دن تروتازہ ہوگا جیسے اُس دن کہ (جب) لگا تھا، خون بہہ رہا ہوگا اس کا رنگ تو
خون جیسا ہوگا لیکن بومسک کی خوشبو (جیسی ہوگی)۔

خاک و براون عرش منزل
امی و دقیقہ دان عالم
ای و کتاب خانہ درول
بے سایہ و سائبان عالم

❖ حدیث : ۳۷ ❖

حضور اکرم ﷺ دلوں کے حال سے بھی واقف ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبَلِي هَٰذَا قَوْلَ اللَّهِ مَا يَخْفَىٰ عَلَيَّ خُشُوْكُمْ وَلَا زُكُوْكُمْ
عُكُمْ إِنِّي لَا زَأْكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ میرا
منہ اُس طرف ہے جبکہ خدا کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع (دل کا حال) اور رکوع ہرگز پوشیدہ نہیں میں
تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

کردوں تجھ سے کیا عرض اے عالم السر
کہ تجھ پر میری حالت دل کھلی ہے

❖ حدیث : ۳۸ ❖

حضور اکرم ﷺ جس طرح آگے سے دیکھ رہے ہیں بالکل
اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھ رہے ہیں

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ صَالِحٍ قَالَ نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةً ثُمَّ رَفَعِي الْمَنْبِرَ فَقَالَ فِي الصَّلَاةِ وَلِي الزُّكُوعُ إِنِّي
لَأَزَأْكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَأَكُمْ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی اور منبر
پر تشریف لے گئے آپ نے نماز اور رکوع کے بارے میں فرمایا کہ میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح
دیکھتا ہوں جس طرح (اپنے سامنے) دیکھتا ہوں۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

❖ حدیث : ۳۹ ❖

مالک جنت دو رخ بھی دیکھ آئے جس کا تعلق غیب سے ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ أَرَأَيْتُمُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ
مَنْظَرًا كَمَا لِيَوْمَ قُطْ أَفْطَحَ.

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے سورج گرہن ہوا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر
فرمایا مجھے دو رخ دکھائی گئی اور میں نے آج تک ایسا خوفناک منظر نہیں دیکھا۔
عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرا ہے کونسا جس پر تیری نظر نہیں

حدیث: ۴۰

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے غیب دان بنایا
تبھی تو عمارؓ کے انتقال کے احوال بھی بتادے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مَخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَدَّاءِ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَإِلَيْنِهِ عَلِيٌّ أَنْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فاسمعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَاَنْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصَلِّحُهُ فَأَخَذَ رِدْآنَهُ فَاجْتَبَى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبَنَةً لَبَنَةً وَعُمَارُ لَبَنَتَيْنِ لَبَنَتَيْنِ وَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ فَجَعَلَ يَنْفُضُ الشَّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيَعِ عُمَارُ تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُولُ عُمَارُ أَغْوَى بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ.

ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ابن عباس نے مجھے اور اپنے بیٹے علی رضی اللہ عنہ سے کہا ابو سعید (خدری) کے پاس چلو اور ان کی باتیں سنو دیکھا کہ وہ اپنے باغ کو درست کر رہے ہیں جب ہم پہنچے تو انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اسے اڑھ کر باتیں شروع کر دیں مسجد (نبوی) کی تعمیر کا ذکر آیا تو کہنے لگے ہم ایک ایک اینٹ اٹھاتے اور عمار دو دو تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ ان کی مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے عمار پر کڑا وقت آئے گا انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ انہیں جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف، ابو سعید نے کہا، عمار کہا کرتے تھے میں فتوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

عرش تافرش ہے جس کے زیر نگین
اُسکی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام



حوالہ جات ”چھل حدیث“

”عظمت مصطفیٰ ﷺ“

نمبر	کتاب	حدیث نمبر	باب	منوان باب	صفحہ نمبر
۱	کتاب بدء الخلق	۵	۱	کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ	۳-۳
۲	کتاب بدء الخلق	۶	۱	کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ	۳
۳	کتاب الایمان	۱۵	۷	حب الرسول من الایمان	۹
۴	کتاب الایمان	۱۶	۸	حلاوة الایمان	۹
۵	کتاب الایمان	۵۳	۴۰	ما جاء ان الاعمال بالیة	۱۸
۶	کتاب العلم	۶۷	۸	من تعدیث یحییٰ بن یحییٰ	۲۲
۷	کتاب العلم	۸۸	۲۵	تحریر النبی ﷺ وقد عبد القیس	۲۷
۸	کتاب العلم	۱۱۰	۳۸	اثن من کذب علی النبی ﷺ	۳۱
۹	کتاب الوضوء	۱۷۰	۳۳	الماء الذی یغسل بہ شعر	۴۳
۱۰	” ”	۱۷۱	۳۳	” ” ”	۴۳
۱۱	کتاب الوضوء	۱۸۷	۴۱	استعمال فضل الوضوء	۴۷
۱۲	کتاب الوضوء	۱۸۹	۴۱	استعمال فضل الوضوء	۴۷
۱۳	کتاب الوضوء	۲۳۳	۶۷	ابوال اابل والدواب	۵۳
۱۴	کتاب الوضوء		۸۱	البراق والخطا ونحوه والثوب	۵۶
۱۵	کتاب العلم	۳۳۳		وقول اللہ عز وجل فلم تجدوا ماء	۷۲
۱۶	کتاب الصلوة	۳۷۴	۱۷	فی الثوب الاحمر	۸۳
۱۷	کتاب الصلوة	۳۸۹	۲۸	فضل استقبال القبلة	۸۵
۱۸	کتاب الصلوة	۴۴۸	۶۸	اشعر فی المسجد	۹۷
۱۹	کتاب الصلوة	۴۷۷	۸۹	المساجد المتی علی طرق المدینة	۱۰۳
۲۰	” ” ”	۴۹۶	۹۵	الصلوة الی الاسطوانة	۱۰۶

(اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

۲۱	کتاب العلم	۷۲	۱۳	من یراد اللہ بہ خیر اللہ یصلہ فی الدین	۲۳
۲۲	کتاب العلم	۱۱۹	۳۲	حفظ العلم	۳۳
۲۳	کتاب العلم	۶۸	۹	قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع	۲۲
۲۴	کتاب الوضوء	۱۶۹	۳۲	التماس الوضوء اذا حانت الصلوة	۳۳
۲۵	کتاب الوضوء	۲۰۰	۳۷	الوضوء من التور	۴۹
۲۶	کتاب التیمم	۳۳۲	۵	الصعيد الطيب وضوء المسلم	۷۴

(علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

۲۷	کتاب العلم	۸۷	۲۳	من اجاب النبی باشارة الید	۲۶
۲۸	کتاب العلم	۸۶	۲۳	من اجاب النبی باشارة الید	۲۶
۲۹	کتاب العلم	۸۱	۲۱	رفع العلم وظهور الجمل	۲۵
۳۰	کتاب العلم	۸۲	۲۱	رفع العلم وظهور الجمل	۲۵
۳۱	کتاب العلم	۹۳	۲۸	الغضب فی الموعظة	۲۸
۳۲	کتاب العلم	۹۴	۲۹	من یرک علی رکبته	۲۸
۳۳	کتاب العلم	۱۲۰	۳۲	حفظ العلم	۳۳
۳۴	کتاب الوضوء	۱۳۶	۳	فضل الوضوء والغفران	۳۷
۳۵	کتاب الوضوء	۲۱۶	۵۶	من الکبائر ان لا یستتر من بوله	۵۱
۳۶	کتاب الوضوء	۲۳۷	۶۸	ما یقع من التجاسات	۵۵
۳۷	کتاب الصلوة	۲۱۳	۳۰	عظة الامام الناس فی اتانام الصلوة	۸۹
۳۸	کتاب الصلوة	۲۱۵		عظة الامام الناس فی اتانام الصلوة	۸۹
۳۹	کتاب الصلوة	۲۲۷	۵۱	من صلی وقد امة تور اوتار	۹۳
۴۰	کتاب الصلوة	۳۳۲	۶۳	التعاون فی بناء المسجد	۹۶

ماخذ و مراجع "آئینہ حق نما"

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ کنز الایمان، ترجمہ قرآن، از امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان صاحب

۳۔ عرفان القرآن، از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب

۴۔ تفسیر عثمانی، از علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب (مطبوعہ حکومت سعودی عرب)۔

۵۔ حائل شریف، از شیخ الہند محمود الحسن صاحب دیوبندی۔

۶۔ بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانوی۔

۷۔ صحیح بخاری شریف، از امام محمد بن اسماعیل بخاری

۸۔ مشکوٰۃ شریف، از ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب

۹۔ المنہاج السوی، از شیخ الاسلام علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب

۱۰۔ سیرت النبی ﷺ، از علامہ سید ضیاء الدین نقشبندی شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔

۱۱۔ مہر منیر، سوانح حضرت سید پیر علی شاہ صاحب گولڈہ از مولانا فیض احمد صاحب۔

۱۲۔ سیرت حلیمیہ، از علامہ علی ابن برہان الدین حلّی ترجمہ از مولانا محمد اسلم

۱۳۔ سیرت ضیاء النبی، از جناب جسٹس پیر کرم شاہ صاحب ازہری

۱۴۔ نجوم الشہابیہ رجوم للوہابیہ، از علامہ الشیخ احمد واعظ کشمیری۔

۱۵۔ نجوم الصدی رجوم للطفی، از صدیق اللہ صاحب حاجی۔

۱۶۔ تاریخ اولیاء کشمیر، از حسن صاحب کھویہاٹی

۱۷۔ تاریخ کشمیر، از سید علی مترجم غلام رسول بٹ۔

۱۸۔ حدائق بخشش، از امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان صاحب

۱۹۔ مثنوی شریف، از مولانا جلال الدین رومی۔

- ۲۰۔ شاہ ہمدان حیات اور کارنامے
۲۱۔ انتخاب فی سلاسل الاولیاء
۲۲۔ سید میر علی ہمدانی
۲۳۔ اولیاء کشمیر
۲۴۔ فیضان شریعت
۲۵۔ ورد المریدین
۲۶۔ تاج العارفین
۲۷۔ تحذیر الناس
۲۸۔ التلیخ
۲۹۔ تاریخ نجد و حجاز
۳۰۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک مظلوم اور بدنام مصلح
۳۱۔ مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان
۳۲۔ برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب
۳۳۔ فتویٰ مہرہ
۳۴۔ الفتوحات الصمدیہ
۳۵۔ عجائب بردو سالہ
۳۶۔ اعلیٰ حکمت اللہ
۳۷۔ فیض الباری
۳۸۔ الشہاب الثاقب
۳۹۔ سیرت البخاری
۴۰۔ الانور
۴۱۔ تحفۃ الکملیہ
۴۲۔ وحید الدین خان کاسانی خٹک اسلام
- از ڈاکٹر شمس الدین احمد صاحب مرحوم۔
از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔
از ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر صاحبہ۔
از محمد احمد اندرابی (جموں و کشمیر کچلر اکیڈمی)۔
از مولانا محمد ابراہیم آسی۔
از حضرت علامہ بابا داؤد خاکی۔
از مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری۔
از مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب۔
رسالہ از مولانا غلام احمد کالی صاحب مرحوم۔
از علامہ مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی۔
از مسعود عالم ندوی۔
از حضرت علامہ زید ابوالحسن فاروقی
از علامہ مبارک حسین مصباحی۔
حضرت پیر مر علی شاہ صاحب گولڑہ
از حضرت سید پیر مر علی شاہ صاحب گولڑہ
از
از
از علامہ انور شاہ کشمیری۔
از مولانا حسین احمد فی صاحب۔
از مولانا شوکت حسین کیٹک صاحب۔
از عبدالرحمان کوندو۔
از علامہ مولانا حسن صاحب گاڈیاری۔
از علامہ مولانا سید محمد اشرف صاحب اندرابی۔

- ۳۳۔ قضیہ نامرضیہ نقل
۳۴۔ ملفوظات محدث کشمیری
۳۵۔ تذکرۃ الرشید
۳۶۔ غیر مقلدیت پر ایک نظر
۳۷۔ حصن حصین
۳۸۔ اثبات استحسان برائے میلاد ذیشان
۳۹۔ زم زم (قصیدہ بردہ شریف)
۵۰۔ بشر الطیب فی ذکر نبی الحبيب
۵۱۔ تالہائے آتشیں
۵۲۔ قصائد قاسمیہ
۵۳۔ پندرہ روزہ تعمیر حیات
۵۴۔ تحریر قلمی
۵۵۔ استفتاء بنام عبدالجید پیر (امام مسجد نوح، بند پار پورہ، سرینگر)
۵۶۔ استفتاء بنام عبدالجید نازکی (امام مسجد نوح پار پورہ) از مفتی محمد امین صاحب مفتی کلاروس کپواڑہ
۵۷۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ
۵۸۔ زیارت نبی بحالت بیداری
۵۹۔ ماہنامہ کنز الایمان (رسالہ)
۶۰۔ فضائل اعمال
۶۱۔ تمیحات رضا
۶۲۔ ہفت روزہ اخبار چٹان
۶۳۔ آئینہ وہابیت
۶۴۔ رنگ نظام
۶۵۔ ماہنامہ انور رسائل
- از عدالت بارہمولہ کشمیر۔
از علامہ سید احمد رضا بجنوری۔
از عاشق الہی میرٹھی بلند شہری۔
از مفتی عبدالرشید صاحب (دارالعلوم بلالیہ)
از محمد بن محمد بن محمد بن جزی شافعی
از حضرت زید ابوالحسن فاروقی
از ڈاکٹر رشید نازکی صاحب۔
از مولانا اشرف علی تھانوی صاحب۔
از سید میر نذیر احمد کالی صاحب۔
از مولانا قاسم صاحب نانوتوی۔
رسالہ از ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
(از مفتی عبدالرشید مہتمم دارالعلوم بلالیہ لعل بازار، سرینگر)
از مفتی اعظم ریاست جموں و کشمیر۔
از مفتی کلاروس کپواڑہ
از ایدو کیت عبدالجید صدیقی صاحب۔
از ایدو کیت عبدالجید صدیقی صاحب۔
از حافظ قمر الدین رضوی صاحب۔ دہلی۔
از مولانا محمد زکریا صاحب۔
از مفتی غلام محی الدین صدیقی۔
از طاہر محی الدین صاحب۔
از علامہ مولانا اسد اللہ مصباحی صاحب۔
از سیدی مرشدی حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر (گولڑوی)
از دارالعلوم رحیمیہ باغدی پورہ کشمیر۔

- ۶۶۔ ماہنامہ الحیات رسائل
۶۷۔ حیات صحابہ
۶۸۔ صحاح ستہ اور علم غیب
۶۹۔ مواظبہ نعیمیہ
۷۰۔ انوار الباری، شرح بخاری۔
۷۱۔ انقاس العارفین
- از دفتر الحیات، خان کمپلکس، گاؤ کدل، سرینگر، کشمیر۔
از مولانا محمد یوسف کاندھلوی
از علامہ محمد اشفاق قادری صاحب
از حضرت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب۔
از علامہ سید احمد رضا بجنوری صاحب۔
از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

قہوؤ حمد را سزد انور
دارچینی ز نعت پیغمبر
صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

”آخری گذارش“

وادی کے کشیدہ حالات کی وجہ سے بہت ساری
علمی تقاریظ و تبصرے وصول نہ کر سکا جن کو
اب دوسرے ایڈیشن میں ضرور شائع کیا جائیگا
انشاء اللہ۔ کتاب ہذا میں کوئی بھی تصحیح طلب
بات نفل آئے تو ادارہ کو مطلع کریں۔

منیجر

(SKIRI)

رباعیات از مصنف

◀ بلال دانش ▶

آؤ تلقین غزالی کی کچھ بات کریں
دن تو دن ہیں ہی چلو روشن ہر اک رات کریں
جان و دل، روح و زباں جب تلک ساتھ چلیں
اپنے ہر بول کو ہر قول کو وقفِ نعت کریں

سرِ منبر یہ چڑھ کر بولتا ہوں
غلامِ خانوادۂ گولڑہ ہوں
خدا شاہد کہ ہادی ہیں صحابہ
درِ دل پنجتن پر کھولتا ہوں

حضرت شاہ کرمان اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ

ناشر